

تفسير

[illegible]

پارہ نمبر 23

www.jamiafaridia.org.pk , 040-4466985, 040-4460985

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب _____ تفسیر نور القرآن (پارہ نمبر 23)
 مصنف _____ علامہ پیر ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب
 کمپوزنگ _____ محمد ندیم فریدی جامعہ فریدیہ ساہیوال
 معاون کمپوزنگ _____ محمد اشفاق متعلم جامعہ فریدیہ ساہیوال
 پروف ریڈنگ _____ حافظ محمد سجاد فریدی، مدرس جامعہ فریدیہ
 طباعت _____ فریدیہ پرنٹنگ پریس لیاقت چوک
 ساہیوال فون 040-4221485
 تاریخ طباعت _____ مارچ 2013ء
 ناشر _____ مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال
 فون: 040-4466685, 4466985

فہرست مضامین (پارہ نمبر 23)

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت	صفحہ
۱	مجھے کیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت نہ کروں؟	۳۶	۲۲	۳۷
۲	کیا اللہ کو چھوڑ کر اُن کی پوجا کروں جو کسی چیز کے مالک نہیں؟	۳۶	۲۳	۳۷
۳	اگر میں ایسا کروں یو یقیناً یہ کھلی گمراہی ہے	۳۶	۲۴	۳۷
۴	پس میں تمہارے رب پر ایمان لے آیا، سو میری بات سنو	۳۶	۲۵	۳۷
۵	ایماندار کو جنت میں داخل ہونیکا حکم	۳۶	۲۶	۳۷
۶	میرے رب نے مجھ بخش کر عزت دار لوگوں میں شامل کر دیا	۳۶	۲۷	۳۷
۷	اس کے بعد اللہ نے اُن پر کوئی عذاب کا فرشتہ نازل نہ کیا	۳۶	۲۸	۳۷
۸	اُن کا عذاب ایک سخت چنگھاڑ تھی جس سے وہ بچھ کر رہ گئے	۳۶	۲۹	۳۷
۹	ہائے افسوس! کہ وہ رسولوں کا مذاق اڑاتے تھے	۳۶	۳۰	۴۰
۱۰	اللہ نے اُن سے پہلی کتنی نافرمان قومیں ہلاک کر ڈالیں	۳۶	۳۱	۴۰
۱۱	مگر یہ سب کے سب اللہ کے ہاں ہی حاضر ہوں گے	۳۶	۳۲	۴۰
۱۲	کفار کو مردہ زمین سے فصلیں اُگانے کی مثال پیش کی	۳۶	۳۳	۴۰
۱۳	اللہ نے زمین میں کھجوروں، انگوروں کے باغات پیدا فرمائے	۳۶	۳۴	۴۰
۱۴	تاکہ وہ لوگ ان پھلوں سے کھائیں	۳۶	۳۵	۴۱
۱۵	پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے بنائے	۳۶	۳۶	۴۲
۱۶	اللہ تعالیٰ کی ایک اور نشانی دن اور رات کا بدلنا ہے	۳۶	۳۷	۴۲

نمبر شمار	مضامین	سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱۷	سورج ہمیشہ اپنی منزل کی طرف چلتا رہتا ہے	۳۶	۳۸	۴۲
۱۸	ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے چاند کی منزلیں مقرر کر رکھی ہیں	۳۶	۳۹	۴۲
۱۹	نہ سورج کی مجال کہ وہ چاند کو پکڑے اور نہ دات دن سے آگے نکلے	۳۶	۴۰	۴۲
۲۰	کشتی نوحؑ میں سوار کرا نہیں بچا لینا بھی اللہ کی بہت بڑی نشانی ہے	۳۶	۴۱	۴۴
۲۱	اللہ نے کشتی کی طرح اور بہت سی سواریاں بنادی ہیں	۳۶	۴۲	۴۴
۲۲	اگر اللہ انہیں غرق کر دے تو کوئی انہیں بچانے والا نہیں	۳۶	۴۳	۴۴
۲۳	سوائے اللہ کی رحمت کے کوئی نہیں بچا سکتا	۳۶	۴۴	۴۴
۲۴	جب اُن سے عذاب سے بچنے کیلئے کہا جاتا ہے	۳۶	۴۵	۴۴
۲۵	تو وہ اللہ کی نشانیں سے منہ پھر لیتے ہیں	۳۶	۴۶	۴۴
۲۶	اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر کفار کا بے ٹکا اعتراض	۳۶	۴۷	۴۶
۲۷	کفار ہر وقت عذاب نہ آنے کا طعنہ دیتے	۳۶	۴۸	۴۶
۲۸	اللہ کا عذاب ایک گرج کی صورت میں اچانک آپکڑے گا	۳۶	۴۹	۴۶
۲۹	حتیٰ کہ وہ وصیت بھی نہ کر سکیں گے اور نہ گھر لوٹ سکیں گے	۳۶	۵۰	۴۶
۳۰	صور پھونکنے اور قبروں سے اُٹھائے جانے کا ذکر	۳۶	۵۱	۴۷
۳۱	یہ وہ وقت ہے جس کا کفار سے وعدہ کیا گیا تھا	۳۶	۵۲	۴۸
۳۲	ایک چیخ کے بعد سب اللہ کی بارگاہ میں پیش کر دیئے جائیں گے	۳۶	۵۳	۴۸
۳۳	اُس دن کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ ہوگا بلکہ اُسی کا صلہ ملے گا جو دنیا میں کیا کرتے تھے	۳۶	۵۴	۴۸

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۳۵	جنتی لوگ اُس دن بڑے خوش و خرم ہوں گے	۳۶	۵۵	۴۸
۳۶	جنتی لوگ اور اُن کی بیویاں سائے میں تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے	۳۶	۵۶	۵۰
۳۷	وہاں جنتیوں کو ہر شے ملے جس کی وہ خواہش کریں گے	۳۶	۵۷	۵۰
۳۸	انہیں اُن کے رب کی طرف سے سلام ہوگا	۳۶	۵۸	۵۰
۳۹	مجرموں کو الگ ہونے کا حکم ہوگا	۳۶	۵۹	۵۰
۴۰	اللہ فرمایا کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا	۳۶	۶۰	۵۰
۴۱	بلکہ اللہ کی عبادت ہی سیدھا راستہ ہے	۳۶	۶۱	۵۰
۴۲	شیطان نے تم میں سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا تھا	۳۶	۶۲	۵۰
۴۳	یہ ہے وہ جہنم جس کی انہیں وعید سنائی گئی تھی	۳۶	۶۳	۵۰
۴۴	تم اپنے کفر کے سبب اس میں داخل ہو جاؤ	۳۶	۶۴	۵۲
۴۵	اُس دن کفار کے مونہوں پر مہریں لگا دی جائیں گی	۳۶	۶۵	۵۲
۴۶	اُن کے ہاتھ اور پاؤں اُنکے کاموں کی گواہی دیں گے	۳۶	۶۵	۵۲
۴۷	اگر اللہ چاہتا تو اُن کی بصارت زائل کر دیتا	۳۶	۶۶	۵۲
۴۸	اگر اللہ چاہتا تو اُن کی صورتوں کو مسخ کر دیتا	۳۶	۶۷	۵۲
۴۹	لمبی عمر والے کی جسمانی بناوٹ بچپن کی طرح ہو جاتی ہے	۳۶	۶۸	۵۳
۵۰	قرآن مقدس شعر نہیں بلکہ یہ تو وعظ و نصیحت کی کتاب ہے	۳۶	۶۹	۵۳
۵۱	تاکہ اللہ کے رسول زندہ لوگوں کو ڈرائیں	۳۶	۷۰	۵۳
۵۲	کیا یہ اللہ کی قدرت نہیں دیکھتے کہ اُس نے اُن کیلئے موسیٰ بنائے	۳۶	۷۱	۵۴

نمبر شمار	مضامین	سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۵۳	اللہ نے مویشیوں کو انسانوں کے تابع کر دیا	۳۶	۷۲	۵۴
۵۴	بعض پر سواری کرتے ہیں اور بعض کا گوشت کھاتے ہیں	۳۶	۷۲	۵۴
۵۵	اُن مویشیوں میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں	۳۶	۷۳	۵۴
۵۶	وہ اللہ کے سوا کسی اور کو معبود بناتے ہیں کہ وہ ان کی مدد کریں	۳۶	۷۴	۵۵
۵۷	حالانکہ وہ بت کسی کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے	۳۶	۷۵	۵۵
۵۸	محبوب اُنکی باتیں آپکو غمگین نہ کریں، ہم سب ظاہر باطن جانتے ہیں	۳۶	۷۶	۵۵
۵۹	کیا انسان نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ نے اُسے ایک نطفہ سے پیدا کیا	۳۶	۷۷	۵۶
۶۰	وہ اللہ کیلئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول گیا؟	۳۶	۷۸	۵۶
۶۱	محبوب! آپ فرما اُنہیں مرنے کے بعد دوبارہ وہی زندہ کریگا	۳۶	۷۹	۵۶
۶۲	جس نے پہلی مرتبہ اُنہیں پیدا فرمایا تھا	۳۶	۷۹	۵۶
۶۳	اللہ وہ ذات ہے جس نے ہرے پیڑ سے آگ پیدا فرمائی	۳۶	۸۰	۵۶
۶۴	کیا وہ آسمان وزمین کو پیدا کر نیوالا اُنہیں دوبارہ زندہ کرنے	۳۶	۸۱	۵۷
۶۵	پر قدرت نہیں رکھتا (یقیناً رکھتا ہے) وہ بڑا پیدا کر نیوالا ہے	۳۶	۸۱	۵۷
۶۶	وہ جس چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو فرماتا ہے ”ہو جا“ تو بن جاتی ہے	۳۶	۸۲	۵۸
۶۷	پس پاک ہے وہ ذات جس کے دست قدرت میں ہر چیز کی حکومت ہے	۳۶	۸۳	۵۸
۶۸	سورة الصافات	۳۷		۵۹
۶۹	صف باندھے ہوئے فرشتوں کی جماعتوں کی قسم	۳۷	۱	۶۰
۷۰	ڈانٹنے والے فرشتوں کی جماعتوں کی قسم	۳۷	۲	۶۰

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۷۱	قرآن کی تلاوت کرنے والی جماعتوں کی قسم	۳۷	۳	۶۰
۷۲	سب کی عبادت کا مستحق صرف ایک اللہ ہے	۳۷	۴	۶۰
۷۳	آسمانوں، زمینوں اور ہر شے کا رب اللہ ہے	۳۷	۵	۶۰
۷۴	اللہ نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے سجایا	۳۷	۶	۶۰
۷۵	اس آسمان کو ہر سرکش شیطان سے محفوظ کر دیا	۳۷	۷	۶۰
۷۶	شیطان عالم بالا کے فرشتوں کو سننے کیلئے کان نہیں لگا سکتے	۳۷	۸	۶۰
۷۷	اُن کے لئے دائمی عذاب ہے	۳۷	۹	۶۰
۷۸	اگر شیطان کوئی بات سن لے تو فوراً ستارہ اس کا پیچھا کرتا ہے	۳۷	۱۰	۶۰
۷۹	بے شک اللہ نے انسان کو لیس دار مٹی سے پیدا فرمایا	۳۷	۱۱	۶۲
۸۰	اس پر کفار مذاق اڑا رہے ہیں	۳۷	۱۲	۶۳
۸۱	جب کفار کو نصیحت کی جائے تو قبول نہیں کرتے	۳۷	۱۳	۶۳
۸۲	اور جب معجزہ دیکھتے ہیں تو بھی مذاق اڑاتے ہیں	۳۷	۱۴	۶۳
۸۳	اس معجزے کو جادو کہتے ہیں	۳۷	۱۵	۶۳
۸۴	وہ حیرانگی سے پوچھتے ہیں کہ ہمیں مرنے کے بعد اٹھایا جائیگا؟	۳۷	۱۶	۶۳
۸۵	اور ہمارے آباؤ اجداد کو بھی اٹھایا جائے گا؟	۳۷	۱۷	۶۳
۸۶	محبوب فرمائیے! ہاں اللہ تمہیں ذلیل و رسوا کرے گا	۳۷	۱۸	۶۳
۸۷	عذاب کی صورت حال کا بیان	۳۷	۱۹	۶۳
۸۸	وہ اُس دن پچھتائیں گے کہ یہی عذاب کا دن ہے	۳۷	۲۰	۶۳

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۸۹	ہاں یقیناً، یہی فیصلے کا دن ہے	۳۷	۲۱	۶۳
۹۰	اُس دن ظالموں اور اُن کے ساتھیوں کو جمع کر نیکا حکم ہوگا	۳۷	۲۲	۶۴
۹۱	اُنہیں دوزخ کے راستہ پر لیجانے کا حکم دیا جائے گا	۳۷	۲۳	۶۴
۹۲	پھر اُن سے سوال کیا جائے گا	۳۷	۲۴	۶۴
۹۳	کہ اب تم ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے؟	۳۷	۲۵	۶۴
۹۴	بلکہ وہ اس دن گردن جھکائے کھڑے ہوں گے	۳۷	۲۶	۶۴
۹۵	وہ ایک دوسرے کی متوجہ ہو کر سوال کریں گے	۳۷	۲۷	۶۴
۹۶	خدام اپنے آقاؤں سے کہیں گے تم ہمیں بہکاتے تھے	۳۷	۲۸	۶۵
۹۷	پیشوا کہیں گے تم خود ہی ایمان نہ لاتے تھے	۳۷	۲۹	۶۵
۹۸	ہمارا تم پر کوئی زور نہ تھا بلکہ تم خود ہی سرکش تھے	۳۷	۳۰	۶۵
۹۹	پیشوا عذاب کو چکھنے کیلئے تیار ہو جائیں گے	۳۷	۳۱	۶۶
۱۰۰	اور کہیں گے ہم خود بھی گمراہی میں رہے اور تمہیں بھی گمراہ کیا	۳۷	۳۲	۶۶
۱۰۱	پس وہ سب اُس دن عذاب میں حصہ دار ہوں گے	۳۷	۳۳	۶۶
۱۰۲	اللہ تعالیٰ مجرموں کے ساتھ اسی طرح سلوک کرتا ہے	۳۷	۳۴	۶۶
۱۰۳	کفار کو جب توحید کی دعوت دی جاتی تو وہ تکبر کرنے لگتے	۳۷	۳۵	۶۶
۱۰۴	اور کہتے کیا ہم اپنے خداؤں کو ایک مجنون کے کہنے پر چھوڑ دیں؟	۳۷	۳۶	۶۶
۱۰۵	محبوب تو دین حق لے کر آئے اور سارے رسولوں کی تصدیق کرتے ہیں (مجنون تو یہ خود ہیں)	۳۷	۳۷	۶۶

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱۰۷	اے مجرمو! تم دردناک عذاب ضرور چکھو گے	۳۷	۳۸	۶۷
۱۰۸	آج تمہیں اُسی کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے	۳۷	۳۹	۶۷
۱۰۹	البتہ اللہ کے مخلص بندے عذاب سے محفوظ رہیں گے	۳۷	۴۰	۶۷
۱۱۰	اللہ کے مخلص بندوں کو تو رزق دیا جائے گا	۳۷	۴۱	۸
۱۱۱	لذیذ پھل دیئے جائیں گے اور اُنکا بڑا احترام کیا جائے گا	۳۷	۴۲	۸
۱۱۲	وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے	۳۷	۴۳	۸
۱۱۳	حسین تختوں پر آئے سانسے بیٹھے ہوں گے	۳۷	۴۴	۸
۱۱۴	ان پر چشموں سے پر کر کے جام بھر دیئے جائیں گے	۳۷	۴۵	۸۸
۱۱۵	سفید ہوں گے بڑے لذیذ ہوں گے	۳۷	۴۶	۶۸
۱۱۶	ان میں کوئی صحت کو نقصان دہ شے نہیں ہوگی	۳۷	۴۷	۶۸
۱۱۷	ان کے پاس باحیاتیچی نگاہ والی عورتیں ہوں گی	۳۷	۴۸	۶۸
۱۱۸	گویا وہ انڈوں کی مانند گردوغبار سے محفوظ ہوں گی	۳۷	۴۹	۶۸
۱۱۹	وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے اور سوال و جواب کریں گے	۳۷	۵۰	۶۸
۱۲۰	ان میں سے ایک کہے گا میرا ایک ساتھی تھا	۳۷	۵۱	۶۸
۱۲۱	اور کہا کرتا تھا کہ کیا تو ایمان لانے والوں سے ہے؟	۳۷	۵۲	۶۸
۱۲۲	ہم جب مرجائیں گے تو ہمیں اس کا بدلہ ملے گا؟	۳۷	۵۳	۷۰
۱۲۳	وہ کہے گا کیا تم اس کو جھانک کر دیکھنے والے ہو	۳۷	۵۴	۷۰

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱۲۵	وہ اس کو جھانک کر دیکھے گا تو وہ دوزخ میں ہوگا	۳۷	۵۵	۷۰
۱۲۶	سو جنتی اس سے کہے گا اللہ کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے بھی ہلاک کر دیتا	۳۷	۵۶	۷۰
۱۲۷	اگر مجھ پر میرے رب کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی دوزخ میں ہوتا	۳۷	۵۷	۷۰
۱۲۸	کہا اب ہم مرنے والے نہیں ہیں	۳۷	۵۸	۷۰
۱۲۹	(جنتی حیرانگی سے کہے گا) کیا ہمیں اب عذاب نہیں دیا جائے گا؟	۳۷	۵۹	۷۰
۱۳۰	(پھر تو) یہ بہت بڑی کامیابی ہے	۳۷	۶۰	۷۰
۱۳۱	ایسی ہی کامیابی کیلئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہئے	۳۷	۶۱	۷۲
۱۳۲	یہ ضیافت اچھی ہے یا زقوم کا درخت	۳۷	۶۲	۷۲
۱۳۳	اللہ نے اس درخت کو ظالموں کیلئے فتنہ بنا دیا ہے	۳۷	۶۳	۷۲
۱۳۴	زقوم ایک درخت ہے جو جہنم کی جڑ سے نکلتا ہے	۳۷	۶۴	۷۲
۱۳۵	اس کے شگوفے ایسے ہیں جیسے شیطانوں کے سر	۳۷	۶۵	۷۲
۱۳۶	جہنم کے لوگ اُسے کھائیں گے اور اُس سے پیٹ بھریں گے	۳۷	۶۶	۷۲
۱۳۷	پھر اُن کو پینے کیلئے گھولتا ہوا پانی ملے گا	۳۷	۶۷	۷۲
۱۳۸	پھر کفار کو دوزخ کی طرف لوٹایا جائے گا	۳۷	۶۸	۷۳
۱۳۹	یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا	۳۷	۶۹	۷۳
۱۴۰	اور انہیں کے نقش قدم پر چلتے ہیں	۳۷	۷۰	۷۳
۱۴۱	حالانکہ ان سے پہلے بہت سے لوگ گمراہ ہو چکے تھے	۳۷	۷۱	۷۳
۱۴۱	اور ان میں اللہ نے تنبیہ کرنے والے رسول بھیجے تھے	۳۷	۷۲	۷۳

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱۴۲	اب دیکھ لو ان تنبیہ کئے جانے والوں کا کیا انجام ہوا	۳۷	۷۳	۷۳
۱۴۳	اس رسوائی سے وہی لوگ بچے ہیں جنہیں اللہ نے اپنے لئے خاص کر لیا ہے	۳۷	۷۴	۷۳
۱۴۴	اور اللہ کو نوحؑ نے پکارا، اللہ کتنا اچھا پکارا جواب دینے والا ہے	۳۷	۷۵	۷۵
۱۴۵	اللہ نے سیدنا نوحؑ اور اُنکے گھر والوں کو مصیبت سے نجات دی	۳۷	۷۶	۷۵
۱۴۶	اللہ تعالیٰ نے نوحؑ کی اولاد کو باقی رہنے والا بنادیا	۳۷	۷۷	۷۵
۱۴۷	اور اس کا ذکر بھی باقی رکھا	۳۷	۷۸	۷۵
۱۴۸	سلام ہو سیدنا نوحؑ علیہ السلام پر تمام جہانوں میں	۳۷	۷۹	۷۵
۱۴۹	اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتا ہے	۳۷	۸۰	۷۵
۱۵۰	بے شک وہ اللہ کے ایماندار بندوں میں سے ہیں	۳۷	۸۱	۷۵
۱۵۱	پھر اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو غرق کر دیا	۳۷	۸۲	۷۵
۱۵۲	بے شک سیدنا ابراہیمؑ بھی انبیاء کے گروہ میں سے ہیں	۳۷	۸۳	۷۵
۱۵۳	کیونکہ وہ قلب سلیم کے ساتھ اپنے رب کے حضور حاضر ہوئے	۳۷	۸۴	۷۵
۱۵۴	سیدنا ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور قوم سے کہا تم کس کی عبادت کرتے ہو؟	۳۷	۸۵	۷۵
۱۵۵	کیا تم اللہ کو چھوڑ کر جھوٹے معبودوں کی عبادت کرتے ہو؟	۳۷	۸۶	۷۵
۱۵۶	تو بتاؤ رب العالمین کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے؟	۳۷	۸۷	۷۵
۱۵۷	قوم نے سیدنا ابراہیمؑ کو میلے پر جانے کو کہا تو آپ نے ستاروں	۳۷	۸۸	۷۸
۱۵۸	کو دیکھ کر کہا کہ میں بیمار ہوں	۳۷	۸۹	۷۸
۱۵۹	چنانچہ وہ آپ کو چھوڑ کر چلے گئے	۳۷	۹۰	۷۸

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱۶۰	آپ چپکے سے بت خانے گئے اور بتوں سے کہا تم کھاتے کیوں نہیں؟	۳۷	۹۱	۷۸
۱۶۱	تم بولتے کیوں نہیں؟	۳۷	۹۲	۷۸
۱۶۲	پھر پوری طاقت سے دائیں ہاتھ سے انہیں توڑ ڈالا	۳۷	۹۳	۷۸
۱۶۳	پس وہ میلے کے بعد آئے تو بتوں کو ٹوٹا دیکھ کر آپ کی طرف دوڑے	۳۷	۹۴	۷۸
۱۶۴	آپ نے فرمایا تم انہیں پوجتے ہو جنہیں تم نے ہاتھوں سے بنایا؟	۳۷	۹۵	۷۸
۱۶۵	حالانکہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے	۳۷	۹۶	۷۸
۱۶۶	قوم نے سیدنا ابراہیم کو آگ میں پھینکنے کا منصوبہ بنالیا	۳۷	۹۷	۷۸
۱۶۷	قوم نے آپ کے ساتھ مکر کرنا چاہا مگر اللہ نے انہیں ذلیل کر دیا	۳۷	۹۸	۷۸
۱۶۸	آپ نے فرمایا میں تم سے بیزار ہو کر جا رہا ہوں پھر مصر چلے گئے	۳۷	۹۹	۷۸
۱۶۹	آپ نے اللہ سے بیٹے کی دعا کی	۳۷	۱۰۰	۸۰
۱۷۰	اللہ پاک نے انہیں ایک حلیم بچے کی خوشخبری سنائی	۳۷	۱۰۱	۸۰
۱۷۱	سیدنا اسماعیل جب بڑے ہو گئے تو سیدنا ابراہیم نے خواب دیکھا	۳۷	۱۰۲	۸۱
۱۷۲	اس کا ذکر بیٹے سے کیا اور کہا میں آپ کو خواب میں ذبح کر رہا ہوں	۳۷	۱۰۲	۸۱
۱۷۳	سیدنا اسماعیل نے کہا اباجی آپ حکم پورا کریں مجھے صابر پائیں گے	۳۷	۱۰۲	۸۱
۱۷۴	سیدنا ابراہیم نے اپنے بیٹے سیدنا اسماعیل کو پیشانی کے بل لٹا دیا	۳۷	۱۰۳	۸۱
۱۷۵	اللہ نے آواز دی، اے ابراہیم!	۳۷	۱۰۴	۸۱
۱۷۶	تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا ہم محسنوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں	۳۷	۱۰۵	۸۱

نمبر شمار	مضامین	سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱۷۸	بے شک یہ بڑی کھلی آزمائش تھی	۳۷	۱۰۶	۸۱
۱۷۹	اللہ تعالیٰ نے ایک ذبیحہ بھیج کر سیدنا اسماعیل کو بچالیا	۳۷	۱۰۷	۸۱
۱۸۰	اللہ پاک نے اُن کا ذکر آنے والوں میں باقی رکھا	۳۷	۱۰۸	۸۳
۱۸۱	اور ابراہیم (علیہ السلام) پر سلام ہو	۳۷	۱۰۹	۸۳
۱۸۲	اسی طرح اللہ اچھے لوگوں کو بدلہ دیتا ہے	۳۷	۱۱۰	۸۳
۱۸۳	بے شک وہ اللہ کے مومن بندوں میں تھا	۳۷	۱۱۱	۸۳
۱۸۴	اللہ تعالیٰ نے آپ کو سیدنا اسحاق کی خوش خبری دی	۳۷	۱۱۲	۸۳
۱۸۵	اللہ پاک نے آپ پر اور سیدنا اسحاق پر برکتیں نازل فرمائیں	۳۷	۱۱۳	۸۳
۱۸۶	اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰؑ و ہارونؑ پر احسان فرمایا	۳۷	۱۱۴	۸۵
۱۸۷	ان کو اور ان کی قوم کو کرب عظیم سے بچایا	۳۷	۱۱۵	۸۵
۱۸۸	اللہ تعالیٰ نے نصرت بخشی جس کی وجہ سے وہی غالب رہے	۳۷	۱۱۶	۸۵
۱۸۹	انہیں نہایت واضح کتاب عطا کی	۳۷	۱۱۷	۸۵
۱۹۰	انہیں سیدھی راہ دکھائی	۳۷	۱۱۸	۸۵
۱۹۱	اور بعد کی نسلوں میں ان کا ذکر خیر باقی رکھا	۳۷	۱۱۹	۸۵
۱۹۲	سلام ہے موسیٰ و ہارون پر	۳۷	۱۲۰	۸۵
۱۹۳	اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں	۳۷	۱۲۱	۸۵
۱۹۴	بیشک وہ دونوں اللہ کے مومن بندوں میں سے تھے	۳۷	۱۲۲	۸۵
۱۹۵	بے شک الیاسؑ بھی رسولوں سے ہیں	۳۷	۱۲۳	۸۶

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۱۹۶	جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں؟	۳۷	۱۲۴	۸۶
۱۹۷	اور کہا کیا تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرتے ہو؟	۳۷	۱۲۵	۸۶
۱۹۸	وہ اللہ جو تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے باپ دادا کا بھی رب	۳۷	۱۲۶	۸۷
۱۹۹	پھر قوم نے سیدنا الیاس کو جھٹلادیا اُنہیں حاضر کیا جائے گا	۳۷	۱۲۷	۸۷
۲۰۰	سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے	۳۷	۱۲۸	۸۷
۲۰۱	اللہ تعالیٰ نے اُن کا ذکر خیر پیچھے آنے والوں میں چھوڑا	۳۷	۱۲۹	۸۷
۲۰۲	الیاس (علیہ السلام) پر سلام ہو	۳۷	۱۳۰	۸۷
۲۰۳	اللہ تعالیٰ اسی طرح نیکوں کو جزا دیتا ہے	۳۷	۱۳۱	۸۷
۲۰۴	بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے ایماندار بندوں سے ہیں	۳۷	۱۳۲	۸۷
۲۰۵	بے شک سیدنا لوط بھی اللہ کے نبیوں سے ہیں	۳۷	۱۳۳	۸۸
۲۰۶	اللہ پاک نے اُنہیں اور اُن کے اہل خانہ کو بچا لیا	۳۷	۱۳۴	۸۸
۲۰۷	سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی	۳۷	۱۳۵	۸۸
۲۰۸	اُس کے علاوہ اللہ نے دوسرے لوگوں کو برباد کر دیا	۳۷	۱۳۶	۸۸
۲۰۹	لوگو! تم صبح و شام اُن کی اجڑی بستیوں سے گزرتے ہو	۳۷	۱۳۷	۸۸
۲۱۰	پھر بھی تم سمجھتے کیوں نہیں؟	۳۷	۱۳۸	۸۸
۲۱۱	بے شک سیدنا یونس بھی اللہ کے رسولوں سے ہیں	۳۷	۱۳۹	۸۸
۲۱۲	جب وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگ کر گئے	۳۷	۱۴۰	۸۹
۲۱۳	پھر قرعہ کے ذریعے دریا میں دھکیلنے کیلئے اُن کا نام نکل آیا	۳۷	۱۴۱	۸۹

نمبر شمار	مضامین	سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۲۱۴	سیدنا یونس کو مچھلی نے نگل لیا اور وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہے تھے	۳۷	۱۴۲	۸۹
۲۱۵	اگر وہ اللہ کی تسبیح کرنے والوں سے نہ ہوتے	۳۷	۱۴۳	۸۹
۲۱۶	تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے	۳۷	۱۴۴	۸۹
۲۱۷	پھر اللہ کے حکم سے مچھلی نے آپ کو کھلے میدان میں ڈال دیا	۳۷	۱۴۵	۹۰
۲۱۸	آپ پر کدو کی بیل اُگادی گئی	۳۷	۱۴۶	۹۰
۲۱۹	اللہ پاک نے سیدنا یونس کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف بھیجا	۳۷	۱۴۷	۹۰
۲۲۰	پس وہ ایمان لائے اور اللہ نے انہیں ایک وقت تک لطف اُٹھانے دیا	۳۷	۱۴۸	۹۱
۲۲۱	کفار فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے	۳۷	۱۴۹	۹۱
۲۲۲	محبوب! ان سے پوچھئے جب اللہ نے فرشتوں کو مونث بنایا تو یہ پاس تھے؟	۳۷	۱۵۰	۹۱
۲۲۳	خبردار۔۔۔! وہ جھوٹی تہمت لگاتے ہیں	۳۷	۱۵۱	۹۱
۲۲۴	وہ اللہ پر اولاد کا جھوٹا الزام لگاتے ہیں	۳۷	۱۵۲	۹۱
۲۲۵	کیا اللہ نے بیٹوں کو چھوڑ کر بیٹیاں ہی پسند کرنا تھیں؟	۳۷	۱۵۳	۹۲
۲۲۶	اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا تم کیسے حکم لگا رہے ہو؟	۳۷	۱۵۴	۹۲
۲۲۷	کیا تمہیں ہوش نہیں آتا؟	۳۷	۱۵۵	۹۲
۲۲۸	یا پھر تمہارے پاس ان باتوں کیلئے کوئی سند ہے	۳۷	۱۵۶	۹۲
۲۲۹	تو لاؤ اپنی وہ کتاب اگر تم سچے ہو	۳۷	۱۵۷	۹۲
۲۳۰	کفار نے اللہ اور فرشتوں کے درمیان رشتہ بنا رکھا ہے	۳۷	۱۵۸	۹۳
۲۳۱	فرشتے گواہی دیتے ہیں کہ اللہ ان صفات سے پاک ہے	۳۷	۱۵۹	۹۳

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۲۳۲	جو جھوٹے لوگ اُس کی طرف منسوب کرتے ہیں	۳۷	۱۶۰	۹۳
۲۳۳	تم اور تمہارے جھوٹے خدا سب مل کر	۳۷	۱۶۱	۹۴
۲۳۴	اللہ کے خلاف کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے	۳۷	۱۶۲	۹۴
۲۳۵	سوائے اُس کے جو بھڑکتی آگ میں جھلنے والا ہو	۳۷	۱۶۳	۹۴
۲۳۶	فرشتوں کے ذمے تو اُن کے کام لگے ہوئے ہیں	۳۷	۱۶۴	۹۴
۲۳۷	وہ صف بستہ خدمت گار ہیں	۳۷	۱۶۵	۹۴
۲۳۸	اور تسبیح کرنے والے ہیں	۳۷	۱۶۶	۹۴
۲۳۹	یہ لوگ پہلے تو خواہش کرتے تھے	۳۷	۱۶۷	۹۴
۲۴۰	کاش ہمارے پاس وہ ذکر ہوتا جو پہلی قوموں کے پاس تھا	۳۷	۱۶۸	۹۴
۲۴۱	تو ہم بھی اللہ کے پسندیدہ بندے ہوتے	۳۷	۱۶۹	۹۴
۲۴۲	اور جب وہ ذکر اُن کے پاس آ گیا تو انہوں نے انکار کر دیا	۳۷	۱۷۰	۹۴
۲۴۳	اللہ تعالیٰ انبیاء سے پہلے ہی مدد کا وعدہ کر چکا ہے	۳۷	۱۷۱-۱۷۲	۹۶
۲۴۴	اور اللہ کا لشکر ہی غالب رہے گا	۳۷	۱۷۳	۹۶
۲۴۵	اے محبوب کریم! انہیں کچھ وقت ان کے حال پر چھوڑ دو	۳۷	۱۷۴	۹۶
۲۴۶	اور دیکھتے رہو عنقریب یہ خود ہی دیکھ لیں گے	۳۷	۱۷۵	۹۶
۲۴۷	کیا ہمارے عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہیں	۳۷	۱۷۶	۹۶
۲۴۸	جب عذاب اُن کے صحن میں اترے گا تو وہ اُن کیلئے بہت برا ہوگا	۳۷	۱۷۷	۹۶

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۲۴۹	کچھ وقت کیلئے انہیں چھوڑ دو	۳۷	۱۷۸	۹۶
۲۵۰	اور دیکھتے رہو عنقریب یہ خود دیکھ لیں گے	۳۷	۱۷۹	۹۶
۲۵۱	اللہ تو عزت کا مالک ہے اور پاک ہے ان تمام باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں	۳۷	۱۸۰	۹۶
۲۵۲	اللہ کا سلام ہے مرسلین پر	۳۷	۱۸۱	۹۶
۲۵۳	ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کیلئے ہے	۳۷	۱۸۲	۹۶
۲۵۴	سورۃ صٰ	۳۸		۹۸
۲۵۵	اس نصیحت والے قرآن کی قسم	۳۸	۱	۱۰۰
۲۵۶	جن لوگوں نے کفر کیا وہ تکبر اور مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں	۳۸	۲	۱۰۰
۲۵۷	اللہ ان سے پہلے بھی بہت سی قوموں کو ہلاک کر چکا ہے	۳۸	۳	۱۰۰
۲۵۸	کفار کو تعجب ہوا کہ انہیں میں سے ایک رسول آگیا	۳۸	۴	۱۰۰
۲۵۹	اور کافروں نے کہا یہ تو جھوٹا جادوگر ہے	۳۸	۴	۱۰۰
۲۶۰	وہ کہتے، عجیب ہے اتنے معبودوں کو ایک معبود بنا دیا ہے؟	۳۸	۵	۱۰۰
۲۶۱	کفار کے سردار حضور کی مجلس سے اٹھ کر چلے گئے اور کہنے لگے			
	اپنے معبودوں کی پرستش پر ثابت قدم رہو	۳۸	۶	۱۰۰
۲۶۲	اور کہا یہ بات ہم نے کبھی کسی سے سنی نہیں جو یہ نبی کر رہا ہے	۳۸	۷	۱۰۲
۲۶۳	کیا ہم میں سے صرف یہی (محمد ﷺ) تھا جو رسول بنتا؟	۳۸	۸	۱۰۲
۲۶۴	تو بتاؤ کیا رب اور غالب پروردگار کے خزانے اُن کے قبضے میں ہیں؟	۳۸	۹	۱۰۲
۲۶۵	کیا زمین و آسمان اور اس کی ہر چیز کے یہ مالک ہیں؟	۳۸	۱۰	۱۰۲

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۲۶۷	کفار میں سے یہ تو ایک چھوٹا سا لشکر ہے جسے شکست دیدی جائیگی	۳۸	۱۱	۱۰۴
۲۶۸	ان سے پہلے بھی مختلف قوموں نے جھٹلایا تھا	۳۸	۱۲	۱۰۴
۲۶۹	قوم ثمود، قوم لوط اور اصحاب ایکہ (قوم شعیب) نے بھی جھٹلایا تھا	۳۸	۱۳	۱۰۴
۲۷۰	ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو ان پر اللہ کا عذاب لازم ہو گیا	۳۸	۱۴	۱۰۴
۲۷۱	کفار تو بس ایک کڑک کا انتظار کر رہے ہیں جسکے بعد کوئی مہلت نہیں	۳۸	۱۵	۱۰۴
۲۷۲	اور مذاق سے کہتے ہیں کہ ہمارے عذاب کا حصہ قیامت سے پہلے ہمیں دیدے	۳۸	۱۶	۱۰۴
۲۷۳	محبوب! آپ انکی باتوں پر صبر کریں اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کریں	۳۸	۱۷	۱۰۶
۲۷۴	اللہ نے پہاڑوں کو سیدنا داؤد کے تابع کر دیا تھا کہ انکے ساتھ تسبیح پڑھیں	۳۸	۱۸	۱۰۶
۲۷۵	اور پرندے بھی تسبیح کے وقت انکے پاس جمع ہو جاتے	۳۸	۱۹	۱۰۶
۲۷۶	اللہ نے انکی حکومت کو مضبوط کر دیا اور انہیں دانائی بخشی	۳۸	۲۰	۱۰۶
۲۷۷	سیدنا داؤد کے پاس فریقین کا ایک مقدمہ آیا	۳۸	۲۱	۱۰۶
۲۷۸	وہ دیوار پھلانگ کر آپ کے پاس آ گئے تو آپ گھبرا گئے	۳۸	۲۲	۱۰۶
۲۷۹	انہوں نے اپنا مقدمہ پیش کیا اور انصاف کی درخواست کی	۳۸	۲۲	۱۰۶
۲۸۰	یہ میرا بھائی جس کی ننانویں دُنیاں ہیں میری ایک ہے	۳۸	۲۳	۱۰۸
۲۸۱	یہ کہتا ہے اپنی ایک دُنبی بھی مجھے دے دے اور سختی کرتا ہے	۳۸	۲۳	۱۰۸
۲۸۲	آپ نے فرمایا وہ تجھ سے دُنبی مانگ کر تم پر زیادتی کرتا ہے	۳۸	۲۴	۱۰۸
۲۸۳	سیدنا داؤد نے خیال کیا کہ اللہ نے اس مقدمہ کے ذریعہ انکی آزمائش کی ہے	۳۸	۲۴	۱۰۸
۲۸۴	تو رب کے حضور گر پڑے اور معافی مانگنے لگے	۳۸	۲۴	۱۰۸

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۲۸۵	تو اللہ نے بھی انہیں معاف کر دیا اور اللہ کے ہاں انہیں بڑا قرب حاصل ہے	۳۸	۲۵	۱۰۸
۲۸۶	اللہ نے فرمایا! اے داؤد ہم نے تمہیں زمین پر اپنا نائب بنایا ہے	۳۸	۲۶	۱۱۱
۲۸۷	سو تم حق سے فیصلہ کرو اور خواہشات کی پیروی نہ کرنا	۳۸	۲۶	۱۱۱
۲۸۸	زمین و آسمان اور اس میں جو کچھ ہے اللہ نے اسے بیکار نہیں بنایا	۳۸	۲۷	۱۱۱
۲۸۹	اے لوگو! کیا اللہ نیکوں اور بُروں کو برابر قرار دے دے؟	۳۸	۲۸	۱۱۱
۲۹۰	محبوب! یہ قرآن بابرکت کتاب ہے جو آپ کی طرف اُتاری	۳۸	۲۹	۱۱۳
۲۹۱	اور اللہ نے سیدنا داؤد کو سلیمان عطا کیا جو بڑی خوبیوں والا تھا	۳۸	۳۰	۱۱۳
۲۹۲	جب سیدنا سلیمان پر سہ پہر کے وقت گھوڑے پیش کئے گئے	۳۸	۳۱	۱۱۳
۲۹۳	تو آپ نے کہا یہ تو مجھے رب کی یاد سے بھی زیادہ پسند آنے لگے	۳۸	۳۲	۱۱۳
۲۹۴	آپ نے ان گھوڑوں کو واپس بلا کر اُنکی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے	۳۸	۳۳	۱۱۳
۲۹۵	پھر اللہ نے سیدنا سلیمان کا بھی امتحان کیا اور اُنکی کرسی پر ایک جسدِ ڈال دیا	۳۸	۳۴	۱۱۵
۲۹۶	عرض کرنے لگے اے میرے رب! مجھے وہی سلطنت لوٹا دے	۳۸	۳۵	۱۱۵
۲۹۷	اللہ تعالیٰ نے ہوا کو بھی سیدنا سلیمان کے تابع کر دیا تھا	۳۸	۳۶	۱۱۵
۲۹۸	اللہ نے شیاطین، معمار اور غوطہ خور بھی آپ کے مسخر کر دیئے	۳۸	۳۷	۱۱۵
۲۹۹	اور دوسرے جنات بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے	۳۸	۳۸	۱۱۵
۳۰۰	اللہ نے آپ سے فرمایا یہ ہماری عطا ہے اسے آگے دو یا اپنے			
	تک روکے رکھو، تم سے کوئی حساب نہیں	۳۸	۳۹	۱۱۵
۳۰۱	بے شک اُن کا اللہ کے ہاں بڑا قرب ہے اور خوبصورت انجام	۳۸	۴۰	۱۱۵

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۳۰۳	محبوب! اللہ کے بندے ایوب کو یاد کیجئے	۳۸	۴۱	۱۱۷
۳۰۴	اللہ نے اُنکی دعا قبول فرمائی اور بیماری سے شفا کا راستہ بتایا	۳۸	۴۲	۱۱۷
۳۰۵	پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اہل و عیال عطا کئے خصوصی رحمت سے	۳۸	۴۳	۱۱۷
۳۰۶	اللہ نے سیدنا ایوب کو قسم پوری کرنے کا طریقہ بتایا	۳۸	۴۴	۱۱۷
۳۰۷	محبوب! اللہ کے بندے ابراہیمؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ کو یاد کیجئے	۳۸	۴۵	۱۱۷
۳۰۸	اللہ نے انہیں خالص آخرت کی یاد کیلئے چن لیا تھا	۳۸	۴۶	۱۱۷
۳۰۹	بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چنے ہوئے اور نیک ترین ہیں	۳۸	۴۷	۱۱۷
۳۱۰	محبوب! اسماعیلؑ، الیسع اور ذی الکفل (علیہم السلام) کو یاد کیجئے	۳۸	۴۸	۱۱۹
۳۱۱	ان کے اوصاف حمیدہ کا جو ذکر قرآن فرما رہا ہے یہ ذکر خیر ہے	۳۸	۴۹	۱۱۹
۳۱۲	ان کیلئے ہمیشہ رہنے والے باغات ہیں	۳۸	۵۰	۱۲۰
۳۱۳	تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے، پھل اور مشروبات طلب کر رہے ہوں گے	۳۸	۵۱	۱۲۰
۳۱۴	ان کے قریب نیچی نگاہوں والی حوریں ہوں گی	۳۸	۵۲	۱۲۰
۳۱۵	یہ ہے وہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا	۳۸	۵۳	۱۲۰
۳۱۶	یہ اللہ کا دیا ہوا رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا	۳۸	۵۴	۱۲۰
۳۱۷	مگر سرکشوں کیلئے برا ٹھکانہ ہوگا	۳۸	۵۵	۱۲۰
۳۱۸	وہ برا ٹھکانہ جہنم ہوگا، یہ کس قدر تکلیف دہ ٹھکانا ہے	۳۸	۵۶	۱۲۰
۳۱۹	جہنمیوں کے کھولتا ہوا پانی اور پیپ ہوگی	۳۸	۵۷	۱۲۱

نمبر شمار	مضامین	سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۳۲۰	اس کے علاوہ اس طرح کا عذاب ہوگا	۳۸	۵۸	۱۲۱
۳۲۱	جہنم میں داخل ہونے والی دوسری فوج کیلئے بھی عذاب ہے	۳۸	۵۹	۱۲۱
۳۲۲	جہنمی انہیں کہیں گے تمہارے لئے کوئی خوش آمدید نہیں	۳۸	۶۰	۱۲۱
۳۲۳	جہنمی کہیں گے یا اللہ جس نے ہمیں کفر پیش کیا تھا اس پر دگنا عذاب کر دے	۳۸	۶۱	۱۲۱
۳۲۴	جہنمی کہیں گے کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں ہم برا جانتے تھے	۳۸	۶۲	۱۲۲
۳۲۵	اور جن کا مذاق اڑاتے تھے وہ ہمیں یہاں نظر نہیں آتے؟	۳۸	۶۳	۱۲۲
۳۲۶	یہ یقیناً سچ ہے دوزخی آپس میں جھگڑیں گے	۳۸	۶۴	۱۲۳
۳۲۷	محبوب! آپ فرما دیجئے میں تو صرف ڈرانے والا ہوں، اللہ نہیں	۳۸	۶۵	۱۲۳
۳۲۸	اللہ تو وہ اللہ ایک ہے جو سب پر غالب ہے	۳۸	۶۵	۱۲۳
۳۲۹	آسمانوں، زمینوں اور جو کچھ ان میں ہے سب کا مالک ہے	۳۸	۶۶	۱۲۳
۳۳۰	محبوب فرما دیجئے وہ قیامت بہت بڑی خبر ہے	۳۸	۶۷	۱۲۳
۳۳۱	تم اُس سے منہ موڑے ہوئے ہو	۳۸	۶۸	۱۲۳
۳۳۲	مجھے تو عالم بالا کی از خود خبر نہیں جب فرشتے تخلیق آدم میں جھگڑ رہے تھے	۳۸	۶۹	۱۲۳
۳۳۳	مجھے تو اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے کہ میں ڈر سنانے والا ہوں	۳۸	۷۰	۱۲۳
۳۳۴	محبوب! یاد کیجئے جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں			
	مٹی سے بشر پیدا کرنے والا ہوں	۳۸	۷۱	۱۲۵
۳۳۵	اللہ نے فرمایا جب میں اُسے سنوار دوں تو اسکے آگے سجدہ کرنا	۳۸	۷۲	۱۲۵
۳۳۶	پھر تمام فرشتوں نے سجدہ کیا	۳۸	۷۳	۱۲۵

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۳۳۷	مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا اور کافروں سے ہو گیا	۳۸	۷۴	۱۲۵
۳۳۸	اللہ نے فرمایا، ابلیس! تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے روکا	۳۸	۷۵	۱۲۵
۳۳۹	ابلیس نے کہا یا اللہ میں اس سے بہتر ہوں	۳۸	۷۶	۱۲۵
۳۴۰	اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو جنت سے نکل جا تو مردود ہوا	۳۸	۷۷	۱۲۵
۳۴۱	اور ابلیس پر قیامت تک اللہ کی لعنت ہے	۳۸	۷۸	۱۲۵
۳۴۲	ابلیس نے اللہ سے عرض کی یا رب! مجھے قیامت تک مہلت دیجئے	۳۸	۷۹	۱۲۷
۳۴۳	جواب ملا ٹھیک ہے تجھے مہلت دے دی گئی	۳۸	۸۰	۱۲۷
۳۴۴	یہ مہلت قیامت کے مقررہ دن تک ہے	۳۸	۸۱	۱۲۷
۳۴۵	ابلیس نے کہا یا اللہ تیری عزت کی قسم میں ضرور سب کو گمراہ کروں گا	۳۸	۸۲	۱۲۷
۳۴۶	سوائے اُن بندوں کے جنہیں تو نے چن لیا	۳۸	۸۳	۱۲۷
۳۴۷	اللہ نے فرمایا، یہ حق ہے اور میں حق ہی کہتا ہوں	۳۸	۸۴	۱۲۸
۳۴۸	اللہ نے فرمایا میں جہنم کو تجھ سے اور تیرے پیروکاروں سے بھروں گا	۳۸	۸۵	۱۲۸
۳۴۹	محبوب! فرما دیجئے میں تبلیغ کے بدلہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا	۳۸	۸۶	۱۲۸
۳۵۰	یہ قرآن تمام جہان والوں کیلئے نصیحت ہے	۳۸	۸۷	۱۲۸
۳۵۱	اے کفار! تم کچھ عرصہ بعد اس کی خبر جان لو گے	۳۸	۸۸	۱۲۸
۳۵۲	سورۃ الزمر	۳۹		۱۳۰
۳۵۳	یہ کتاب قرآن مقدس اللہ کی طرف سے نازل کی گئی ہے	۳۹	۱	۱۳۱
۳۵۴	اسے اللہ نے آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا	۳۹	۲	۱۳۱

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۳۵۵	کفار کہتے کہ ہم بتوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ کے قریب کر دیں	۳۹	۳	۱۳۱
۳۵۶	اگر اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا بیٹا بنانا چاہتا تو مخلوق سے چن لیتا مگر ایسا نہیں	۳۹	۴	۱۳۳
۳۵۷	اللہ وہ ہے جو دن کو رات میں لپیٹا ہے اور رات کو دن میں	۳۹	۵	۱۳۳
۳۵۸	اللہ نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اس میں سے اسکا جوڑا	۳۹	۶	۱۳۵
۳۵۹	ماں کے شکم میں بچے کی پیدائش کے تین مرحلوں کا ذکر	۳۹	۶	۱۳۶
۳۶۰	اے لوگو! اگر تم ناشکرے ہو گئے تو اللہ کو تمہاری کوئی پرواہ نہیں	۳۹	۷	۱۳۶
۳۶۱	جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کو پکارتا ہے	۳۹	۸	۱۳۶
۳۶۲	جب اللہ تکلیف دور کر دیتا ہے تو وہ خدا کو بھول جاتا ہے	۳۹	۸	۱۳۶
۳۶۳	اے محبوب! آپ کہتے کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟	۳۹	۹	۱۳۸
۳۶۴	مشکلات و مصائب میں صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا	۳۹	۱۰	۱۴۰
۳۶۵	آپ کہہ دیجئے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں			
	اس کیلئے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے۔	۳۹	۱۱	۱۴۰
۳۶۶	اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان ہوں	۳۹	۱۲	۱۴۰
۳۶۷	آپ کہہ دیجئے اگر میں اپنے رب کی حکم عدولی کروں تو بڑے			
	دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔	۳۹	۱۳	۱۴۰
۳۶۸	محبوب! آپ کہتے میں صرف اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں	۳۹	۱۴	۱۴۲
۳۶۹	اے کافرو! تم اللہ کے سوا جس کی عبادت کرتے ہو کرتے رہو	۳۹	۱۵	۱۴۲

نمبر شمار	مضامین	سورۃ	آیت نمبر	صفحہ نمبر
۳۷۰	ان کے اوپر اور نیچے آگ کے سائبان ہوں گے	۳۹	۱۶	۱۴۲
۳۷۱	جنہوں نے بتوں کی پوجا سے اعراض کیا اُن کیلئے خوشخبری ہے	۳۹	۱۷	۱۴۳
۳۷۲	جو غور سے بات سنتے ہیں پھر اسکی پیروی کرتے ہیں یہی ثابت قدم ہیں	۳۹	۱۸	۱۴۴
۳۷۳	جس کے متعلق اللہ نے عذاب کا فیصلہ کر لیا کیا آپ اسے چھڑالیں گے؟	۳۹	۱۹	۱۴۴
۳۷۴	جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے اُن کیلئے بالا خانے ہیں	۳۹	۲۰	۱۴۵
۳۷۵	فصلوں کے اُگنے، بڑا ہونے، پکنے میں ضرور اللہ کی نشانیاں ہیں	۳۹	۲۱	۱۴۵
۳۷۶	کیا اللہ کی طرف سے نور ہدایت پانے والے اور کفار برابر ہیں؟	۳۹	۲۲	۱۴۷
۳۷۷	جو اللہ سے ڈرتے ہیں اُنکے جسم اور دل اللہ کیلئے نرم ہو جاتے ہیں	۳۹	۲۳	۱۴۸
۳۷۸	قیامت کے دن ظالموں سے کہا جائیگا اب اپنے کئے کا مزہ چکھو	۳۹	۲۴	۱۴۹
۳۷۹	پہلی قوموں پر رسولوں کو جھٹلانے کی وجہ سے عذاب نازل ہوا	۳۹	۲۵	۱۴۹
۳۸۰	اللہ نے انہیں دنیا میں بھی مزہ چکھایا اور آخرت میں بھی عذاب	۳۹	۲۷	۱۵۱
۳۸۱	اللہ پاک نے قرآن عربی زبان میں دیا جس میں کسی قسم کی کجی نہیں ہے	۳۹	۲۸	۱۵۱
۳۸۲	دو مختلف قسم کے غلاموں کی مثال	۳۹	۲۹	۱۵۱
۳۸۳	بے شک سبھی کو موت کا سامنا کرنا پڑے گا	۳۹	۳۰	۱۵۱
۳۸۴	تم سب قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے جھکنا کرو گے	۳۹	۳۱	۱۵۱
۳۸۵	پارہ نمبر 24	۳۹		۱۵۲
۳۸۶	اُس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے	۳۹	۳۲	۱۵۲
۳۸۷	جو سچے دین کو لے کر آئے یہی لوگ متقی ہیں	۳۹	۳۳	۱۵۲

وَمَا لِي لَا أَعْبُدَ الَّذِي فَطَرَنِي وَ
الَّذِي تُرْجِعُونَ ۚ ؕ أَأَتَّخِذُ مِنْ دُونِهِ
إِلَٰهًا ۚ إِنَّ يُرِيدُنَ الرِّحْسُ بِضِيٍّ لَا يُلِغُنْ
عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُنْقِذُون ۚ
إِنِّي إِذًا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۚ ؕ إِنِّي أَمِنْتُ
بِرَبِّكُمْ فَاسْمِعُون ۚ قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ
قَالَ يَلَيْتُ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ۚ بِمَا غَفَرَ
لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرِمِينَ ۚ
وَمَا أَتَرَكْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ
جُنْدٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِينَ ۚ
إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا
هُمْ خَمْدُونَ ۚ

بِسْمِ اللَّهِ
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(اور اس نے کہا) مجھے کیا ہوا کہ میں اس کی
عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور
اسی کی طرف تم بھی لوٹائے جاؤ گے (۲۲) کیا
میں اس کو چھوڑ کر ان کو معبود قرار دوں اگر
رحمان مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو ان کی
شفاعت میرے کسی کام نہ آ سکے اور نہ وہ مجھے
نجات دے سکیں (۲۳) بے شک اس وقت
میں کھلی گمراہی میں ہوں گا (۲۴) بے شک میں
تمہارے رب پر ایمان لے آیا سو تم میری بات
سنو (۲۵) اس سے کہا گیا کہ تم جنت میں داخل
ہو جاؤ اُس نے کہا کاش میری قوم جان لیتی
(۲۶) کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور
مجھے عزت دار لوگوں میں سے بنا دیا (۲۷) اور
ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر نہ آسمان سے
کوئی لشکر نازل کیا اور نہ ہم نازل کرنے والے
تھے (۲۸) وہ صرف ایک زبردست چیخ تھی
جس سے وہ اچانک بجھ کر رہ گئے (۲۹)

تفسیر

آیہ مبارکہ میں فرمایا جا رہا ہے آپ انہیں کہہ دیجئے تم جو چاہو کرو میں تو اپنے رب قدوس کے حکموں کا تابع ہوں اس کے بغیر میں کسی کو معبود نہیں مانتا انہیں یہ بھی بتا دیجئے جس دنیا پر تم نازخہ کر رہے ہو بالآخر تمہیں اسے چھوڑنا ہے اور خدا کی طرف لوٹنا ہے۔ میں اپنے رب قدوس کے بغیر کسی دوسرے کو خدا کس طرح مان لوں وہ قطعی بے بس ہیں کمزور ہیں مجبور ہیں۔ ان کے اندر قطعی یہ ہمت نہیں کہ اگر میرا رب مجھے کسی مشکل میں مبتلا کر دے تو یہ بچالیں یا کم از کم سفارش ہی کر سکیں، میں ایسے مجبور بے بس لاچار خداؤں کو کس طرح مان سکتا ہوں۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے اگر میں ان کی پرستش کروں تو میں تو گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں گا۔

آیہ مبارکہ کے اگلے حصہ میں دشمنان حق کے سامنے اعلان حق کا ذکر ہے یہ حق کو بندہ برملا کہہ رہا ہے میں تمہارے رب پر ایمان لایا ہوں۔ میرا یہ اعلان حق اچھی طرح سن لیں کفر پوری قوت سے برسرِ پیکار ہے دشمن ہلاک کرنے پر تل چکا ہے، ماحول سارے کا سارا دشمن ہے مگر قوت ایمانی ہے کہ اعلان حق میں ذرا بھر سستی نہیں ہو رہی، مردان حق یہی راستہ اختیار کرتے ہیں انہیں ڈر ہوتا ہے تو صرف اپنے رب قدوس کا ہوتا ہے۔ اس اعلان میں یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے جس خدا پر میرا ایمان ہے وہ صرف میرا خدا ہی نہیں تمہارا بھی رب ہے۔

اس ایک مرد حق کی للکار نے دنیا کفر میں تہلکہ مچا دیا، اس بستی کے اکھڑ متکبر سرکش لوگوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ جب قوم نے دیکھا کہ یہ ایک حق سب پر بھاری ہے سبھی اکٹھے حملہ آور ہوئے اور شہید کر دیا۔ اس مرد مومن کو حکم ہوا جنت میں جا تمہارے لئے رحمت کے دروازے کھلے ہیں، اس کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے یہ شخص فوراً جنت میں بھیج دیا گیا۔ یہ مرد مومن بولا کاش! میری قوم بھی جان لیتی کہ مجھے میرے رب نے باعزت لوگوں میں شامل کر دیا ہے۔ مرد مومن کا حوصلہ ہے ہمت ہے کہ قوم کے خلاف غصہ نہیں بددعا نہیں جذبہ ہے

تو یہی ہے کہ اس کے بعد قوم جان لیتی اس شخص نے جیسے بھی قوم کی خیر خواہی کی اور مر کر بھی۔ یہ واقعہ بتا کر کفار سے فرمایا جا رہا ہے میرا محبوب بھی تم پر اسی طرح مہربان ہے جیسے وہ شخص تھا۔

اس مرد مومن کو شہید کر دیا گیا، بارگاہِ قدس سے حکم ہوا ایسے سرکش متکبر لوگوں کو برباد کرنے کیلئے ہمیں آسمان سے فرشتے اتارنے کی ضرورت نہیں پڑی صرف ایک گرج تھی جس کے سبب وہ سب کے سب برباد ہو گئے۔ جبریل علیہ السلام کی زبردست چیخ سے برباد ہو گئے۔

آیہ مبارکہ میں قوم کا حبیب نجار کو قتل کر دینا اور اُن کا قوم کی بہتری چاہنا تبلیغ کا حسین انداز ہے، حبیب نجار کا بدلہ لینا اور انہیں معاف کرنا تبلیغ حق کا شاندار طریقہ ہے۔ آیہ مبارکہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے حبیب نجار کے قتل کے بعد ہم نے اس قوم پر کوئی نبی رسول نہیں بھیجا یہ دلیل ہے کہ ناشکری کرنے پر انعام ختم ہو جاتا ہے۔

اس شخص حبیب نجار کے بارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مقاتل مجاہد سے واقعہ اس طرح منقول ہے یہ شخص ان لوگوں سے رسول کریم ﷺ پر صدیوں پہلے ایمان لائے تھے جیسے کہ تبع کے متعلق منقول ہے کہ تبع نے حضور ﷺ کا ذکر پاک آسمانی کتب میں پڑھا اور ایمان لے آیا۔ یا جیسے ورقہ بن نوفل حضور ﷺ پر اعلان نبوت سے قبل ایمان لے آئے اسی طرح یہ شخص حبیب نجار بھی آپ کی آمد سے پہلے آپ پر ایمان لے آیا تھا۔ وہب بن منبہ کی روایت میں ہے یہ شخص جزام کے مرض میں مبتلا تھا اپنے مفروضہ خداؤں سے دعا کرتا رہا مگر شفا یاب نہ ہوا۔ ستر سال تک مصیبت میں رہا، اتفاق سے اس شہر انطاکیہ میں رسولوں کا گزر ہوا اور اُن سے ملاقات ہو گئی، انہوں نے اپنے رسول ہونے کی اطلاع دی اس نے پوچھا آپ کے پاس کوئی دلیل بھی ہے رسولوں نے کہا ہاں ہم اللہ سے دعا کریں گے تو تیری بیماری دور ہو جائے گی۔ یہ حیران ہوا یہ کیسے ہو سکتا ہے، رسولوں نے دعا کی اللہ نے اُسے صحت دی، بیماری ختم ہو گئی اب یہ شخص ایمان لایا اور اپنے مومن ہونے کا اعلان کیا۔ انطاکیہ کے لوگوں نے اسے شہید کر دیا اس کی قبر کی

زیارت کیلئے لوگ دور دراز سے آتے ہیں۔

شہادت کے وقت بھی اُن کے منہ سے کوئی بددعا نہ نکلی بلکہ یہ دعا کی ”رب اهد قومی“ میرے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما۔ یہی وہ چیز تھی جس نے قوموں کی کایا پلٹ دی، کفر و ضلالت سے نکال کر وہ مقام بخشا کہ فرشتے بھی ان پر رشک کرتے ہیں۔ آج کل کے مبلغین نے دعوت و اصلاح کے اس اصول کو چھوڑ رکھا ہے اسی لئے اُن کی دعوت بے اثر ہو کر رہ گئی ہے۔ تقریر میں غصہ کا اظہار کمال سمجھا جاتا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

افسوس ان بندگان پر جب بھی ان کے پاس کوئی رسول آیا یہ اس کا مذاق اڑاتے تھے (۳۰) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا تھا جواب ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے (۳۱) اور وہ سب ہمارے ہی سامنے پیش کئے جائیں گے (۳۲) اور ان کیلئے ایک نشانی مردہ زمین ہے جس کو ہم نے زندہ کر دیا اور ہم نے اس سے غلہ پیدا کیا جس سے وہ کھاتے ہیں (۳۳) اور ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغات پیدا کئے اور ان میں سے ہم نے کچھ چشمے جاری کئے (۳۴) تاکہ لوگ اس کے پھلوں سے کھائیں اور ان کے ہاتھوں نے اس

يَحْسِرَةٌ عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ
رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٠﴾
أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُونِ
أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٣١﴾ وَإِنْ كُلُّ
لَمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٣٢﴾ وَآيَةٌ
لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا
مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يُأْكُلُونَ ﴿٣٣﴾ وَجَعَلْنَا
فِيهَا جَنَّاتٍ مِّنْ نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ
وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ لِيَأْكُلُوا مِن
ثَمَرِهَا وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ أَفَلَا
يَشْكُرُونَ ﴿٣٤﴾

ﷺ
الْعَظِيمِ

کی پیدائش میں کوئی عمل نہیں کیا تو وہ کیوں شکر
ادا نہیں کرتے (۳۵)

تفسیر

ان آیات مبارکہ میں توحید اور قیامت کے منکرین کے سامنے ایسے دلائل بیان کئے جا رہے ہیں محض
وقتی نہیں بلکہ مضبوط مستقل اور دائمی ہیں۔ جن پر غور کرنے سے دل کو یقین کا نور نصیب ہوتا ہے اور روح کو
اطمینان اور تسلی ملتی ہے ان دلائل میں سے پہلی دلیل یہ فرمائی گئی ہے کہ دیکھو بنجر زمین میں ہم کس طرح
کھیتیاں اُگاتے ہیں اور اپنی قدرت سے بارش برساتے ہیں، طرح طرح کے پودے باغ پیدا ہو جاتے
ہیں، کھیتیاں پک جاتی ہیں تم اُن سے غذا حاصل کرتے ہو۔ ہم اپنے فضل سے باغ اُگا دیتے ہیں کھجوروں
کے حیران کن درخت لگاتے ہیں، انگوروں کی بلیں پیدا کرتے ہیں جو زمین پر پھٹی ہوتی ہیں پھر یہ بھی سوچو
ہم زمین سے چشمے اُبال دیتے ہیں جن سے تمہارے باغوں کو پانی ملتا ہے۔ وہ پھل یا تو اسی طرح تم کھا لیتے
ہو یا اس کی حالتیں بدل کر استعمال کرتے ہو مثلاً آم کچا بھی کھا لیتے ہو پکا کر بھی استعمال کرتے ہو، کچے
آموں کا اچار مرہ تیار کر کے استعمال کرتے ہو۔ ان سارے انعامات میں کوئی ایک شے بھی ایسی نہیں جو
تمہارے ہاتھوں نے بنائی ہو وہ سب ہماری قدرت کاملہ کے کرشمے ہیں۔ اس عنوان کو قرآن مقدس نے
ایک دوسرے مقام پر اس طرح بیان فرمایا ہے۔ ”وَأَنْتُمْ تَذَرَعُونَ“ ”نَحْنُ الزَّارِعُونَ“ کیا کھیتی باڑی کا
کام تم کرتے ہو یا ہم؟

حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد ہے رزق کی تعظیم کرو کہ اللہ تعالیٰ نے رزق کو برکتوں کے ساتھ اُتارا ہے
حضرت ابوسلیمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے رزق کا احترام کیا اللہ تعالیٰ
اس کو عزت عطا فرمائے گا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

سُبْحَنَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا
تُبْنَتْ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا
لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۶﴾ وَآيَةٌ لَهُمُ اللَّيْلُ
نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُمْ مُظْلِمُونَ ﴿۳۷﴾
وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ
تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَرًا
مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ﴿۳۹﴾
لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ
الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي
فَلَكَ يُسَبِّحُونَ ﴿۴۰﴾

اللَّهُ
صَلَّى
الْعَظِيمِ

وہ ذات ہر عیب سے پاک ہے جس نے ہر چیز
کو جوڑا جوڑا پیدا فرمایا جنہیں زمین اُگاتی ہے
اور خود ان کے نفسوں کو بھی اور ان چیزوں کو بھی
جنہیں وہ نہیں جانتے (۳۶) اور دوسری نشانی
ان کیلئے رات ہے ہم اس سے دن کو اتار لیتے
ہیں تو وہ یک لخت اندھیرے میں رہ جاتے ہیں
(۳۷) اور یہ آفتاب ہے جو چلتا رہتا ہے اپنے
ٹھکانے کی طرف یہ اندازہ مقرر کیا ہوا ہے اس
علیم و عزیز (خدا کا) (۳۸) اور چاند کو دیکھو ہم
نے اس کیلئے منزلیں مقرر کر دی ہیں آخر کار وہ
کھجور کی بوسیدہ شاخ کی طرح ہو جاتا ہے
(۳۹) سورج کو نہیں پہنچتا کہ چاند کو پکڑے اور
نہ رات دن پر سبقت لے جائے اور ہر ایک،
ایک گھیرے میں تیر رہا ہے (۴۰)

تفسیر

آیہ مبارکہ میں ایک اور دلیل کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے کہ کہیں یہ خیال نہ کر بیٹھنا کہ اللہ تعالیٰ نے
انسان اور حیوانات کو ہی اس طرح پیدا کیا ہے کہ بعض مذکر ہیں اور بعض مؤنث ہیں۔ اس کی قدرت کاملہ
نے یہ نظام مذکر و مؤنث ہونے کا زمین سے اگنے والی ہر چیز میں پیدا کر رکھا ہے ہر شے کا جوڑا بنایا ہے۔
یہ سلسلہ درختوں، پودوں اور پھلوں میں بھی رکھا ہے، ہر شے جو زمین سے اُگتی ہے اس کو نرمادہ میں تقسیم کر دیا

گیا ہے۔ زرد ختوں کے تولیدی اجزاء کو ہوائیں اٹھا کر مادہ کے پاس لے جاتی ہیں اور اُسے بار آور کرتی ہیں اور یہ سلسلہ اتنا پھیلا ہوا ہے کہ تمہیں خبر تک نہیں۔

اگلی آئیہ مبارکہ میں ایک اور دلیل فرمائی جا رہی ہے کہ سوچو جب دن ہوتا ہے تو ہر طرف نور پھیل جاتا ہے اور جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو نور ختم ہو جاتا ہے اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہو جاتا ہے اگر ہر لمحہ نور ہی نور رہتا یا ہر وقت تاریکی ہی چھائی رہتی تو کائنات کا نظام کس قدر درہم برہم ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے دن رات کے نظام سے اس کائنات کو حسین کیا ہے۔ دن کی روشنی میں انسانوں کو کام کاج کا موقعہ دیا ہے اب انسانوں کو چاہئے اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے ثابت ہوں۔

ان انعامات الہیہ سے سورج کو دیکھو کہ وہ اپنے مقررہ مقام کی طرف کس طرح رواں دواں ہے، مجال نہیں کہ وہ اوقات مقررہ سے ایک لمحہ بھڑکے پیچھے ہو جو وقت اس کے طلوع و غروب کا مقرر کر دیا گیا ہے وہ اس کا پابند ہے اور یہ نظام الاوقات اس خدا کا مقرر کیا ہوا ہے جو علیم و عزیز ہے۔

چاند کا ذکر کر کے ایک اور دلیل فرمائی جا رہی ہے کہ چاند پر غور کرو اس کے گھٹنے بڑھنے میں کس قدر کمالات رکھے گئے ہیں۔ سورج اپنے مدار میں گردش کرتا رہتا ہے اور چاند اپنے مدار میں چلتا رہتا ہے اور ان دونوں کا سفر جاری رہتا ہے ٹکراؤ کی کوئی صورت نہیں یہ دونوں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتے پھر غور کرو صرف یہ دو ہی نہیں بلکہ آسمان کے سارے ستارے اپنے اپنے مقررہ مدار میں گھوم رہے ہیں کوئی ستارہ کسی سے ٹکراتا نہیں اپنا اپنا کام کر رہے ہیں۔

یہ آئیہ مبارکہ ”کل فی فلک“ میں یہ کمال پایا جاتا ہے اسے اُلٹی طرف سے پڑھا جائے تو یہی ”کل فی فلک“ ہی بنتا ہے اس سے بھی تمام ستاروں کو گردش و حرکت کا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ان آیات مبارکہ میں وجود باری اسکی توحید اور جسموں کے دوبارہ اُٹھنے کے دلائل واضح ملتے ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

وَاٰیٰتِهِمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلِكِ
 الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ
 مَا يَرْكَبُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّشَأْ نَخَرُّهُمْ فَلَا
 سَرِيْرَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَنْقُذُوْنَ ۝ اِلَّا
 رَحْمَةً مِنَّا وَمَتَاعًا اِلَىٰ حِيْنٍ ۝
 وَاِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ اَيْدِيكُمْ
 وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَمَا
 تَأْتِيهِمْ مِنْ اٰیَةٍ مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا
 كَاُوْءَاعَهَا مُعْرِضِيْنَ ۝

صَلَّىٰ
 الْعِظَمَاءُ

اور ایک نشانی ان کیلئے یہ بھی ہے کہ ہم نے ان
 کی اولاد کو سوار کیا ایک کشتی میں جو بھری ہوئی
 تھی (۴۱) اور ہم نے پیدا کیں ان کیلئے اس
 کشتی کی مانند اور چیزیں جن پر وہ سوار ہوتے
 ہیں (۴۲) اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں
 پس کوئی ان کی فریاد سننے والا نہ ہو اور نہ وہ
 ڈوبنے سے بچائے جاسکیں (۴۳) سوا اس
 کے کہ ہم ان پر رحمت فرمائیں اور انہیں کچھ
 وقت تک لطف اندوز ہونے دیں (۴۴) اور
 جب ان کیلئے کہا جاتا ہے کہ اس عذاب سے ڈرو
 جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے
 تاکہ تم پر رحم کیا جائے (۴۵) اور جب کبھی ان
 کے رب کی نشانیوں سے کوئی نشانی ان کے پاس
 آتی ہے تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں (۴۶)

تفسیر

ہماری طرف سے نشانات قدرت کو پوری طرح سمجھ نہیں پاتے تو روزمرہ کے مشاہدات تو تمہارے
 سامنے ہیں ان پر غور کرو کہ ہم نے دریاؤں اور سمندروں کو تمہارے تابع بنا دیا ہے کہ تمہاری طرف سے
 سامان سے بھری ہوئی کشتی عظیم سیلاب کی تند و تیز لہروں میں تمہیں بچا کر لائی پھر ہم نے تمہیں کشتیاں بنانے
 کا فن سکھایا اب حیران کن کشتیاں ایسی طاقت سے چلنے والے جہاز دور دراز کی مسافتیں آسانی سے طے کر

لیتے ہیں اور تمہیں منزل مقصود پر پہنچا دیتے ہیں۔

آیہ مبارکہ ”الفلک المشحون“ سے مراد نوح علیہ السلام کی کشتی ہے کہ اُسے کس طرح عظیم سیلاب کی لہروں سے محفوظ رکھا اور انہیں کنارے تک پہنچایا۔ یہ خیال دل سے نکال دیں کہ برقی آلات سے سجائے گئے جہاز ڈوب نہیں سکتے۔ اگر ہم چاہیں تو انہیں بھی غرق کر دیں اس وقت انہیں ڈوبنے سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا اور فریاد کو پہنچنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ آئے دن اخباری اطلاعات پڑھتے رہتے ہیں کہ فلاں علاقہ میں مال سے بھرا جہاز ڈوب گیا۔ ایسی نازک صورت میں ڈوبنے سے بچانے کیلئے صرف اور صرف ہماری رحمت ہی ہو سکتی ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے بچالے اس صورت حال میں جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے کہ عقل و فکر سے کام لو اور سنبھل جاؤ اور اگلے پچھلے عذاب سے ڈرو کہ تم پر رحم کیا جائے۔

پچھلی آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے مظاہر قدرت و حکمت زمین و آسمان میں بیان کر کے خدا شناسی کی دعوت دی گئی تھی اس کے قبول کرنے پر جنت کے وعدہ کا ذکر تھا اور نہ ماننے پر عذاب شدید کی وعید تھی۔ اس سلسلہ میں کفار کے ساتھ مسلمانوں کے اور مکالمے ذکر کئے گئے کہ جب مسلمان ان سے یہ کہتے ہیں کہ تم اللہ کے عذاب سے ڈرو جو تمہارے سامنے دنیا میں بھی آ سکتا ہے اور تمہارے مرنے کے بعد آخرت میں تو آنا ہی ہے اگر تم نے اس عذاب سے ڈر کر ایمان قبول کر لیا تو تمہارے لئے بہتری ہے مگر یہ سن کر بھی اعراض کرتے جیسے اگلی آیہ میں واضح طور پر ذکر فرمایا گیا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَاِذَا قِيلَ لَهُمْ اَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ
 اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ
 اٰمَنُوْا اَنْتُمْ اَنْتُمْ مِّنْ لَّوِيْشَاءِ اللّٰهِ اَطْعَمُوْا
 اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ وَيَقُوْلُوْنَ
 مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ
 مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيِّئَةً وَّاحِدَةً
 تَاَخُذُهُمْ وَهْمٌ يَّخْصُصُوْنَ ۝۴۸
 يَسْتَطِيعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَا اِلٰى اٰهْلِهِمْ
 يَرْجِعُوْنَ ۝۴۹

للہ
 الصّٰلِح
 العظیْم

تفسیر

اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اس مال سے خرچ
 کرو جو تمہیں اللہ نے دیا ہے تو کافر کہتے ہیں
 اہل ایمان کو کیا ہم انہیں کھلائیں جنہیں اگر اللہ
 چاہتا تو خود کھلا دیتا اے لوگو! تم تو بالکل بہک
 گئے ہو (۴۷) اور کفار کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو
 یہ وعدہ کب آئے گا (۴۸) یہ لوگ نہیں انتظار کر
 رہے مگر ایک گرج کا، جو اچانک انہیں دبوچ
 لے گی جب وہ بحث مباحثہ کر رہے ہوں گے
 (۴۹) نہ تو وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر

پلٹ کر جائیں (۵۰)

بچھلی آیہ پاک میں ارشاد تھا اگر کفار سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تم نے بد اعمالیوں میں ساری عمر
 برباد کر دی، اب گناہوں سے باز آ جاؤ تمہیں چاہئے رب رحیم سے معافی مانگ لو مگر وہ اسی ہدایت پر عمل
 نہیں کرتے اور جس قدر بھی ہدایت کی جائے ان پر اثر نہیں ہوتا۔ اس آیہ مبارکہ میں ان کی ایک اور سرکشی کا
 ذکر فرمایا جا رہا ہے جب دولت مند طبقہ سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے تمہیں رزق دیا ہے تم اس رزق سے اللہ کی
 راہ میں خرچ کرو، غریب مفلس نادار لوگ حق دار ہیں کہ تمہارے رزق سے وہ بھی فائدہ اٹھائیں اور تم ان پر
 خرچ کرو، تو بڑی سرکشی سے مذاق کرتے ہیں کہ تم ان لوگوں کیلئے خرچ مانگتے ہو جنہیں اللہ نے غریب کر رکھا
 ہے اگر اللہ چاہتا تو انہیں رزق دے دیتا اور محتاج نہ کرتا جب اللہ کی مرضی ہے کہ انہیں غریب رکھے تو ہم کون
 ہیں اُسے امیر بنادیں۔ یہ آیہ کریمہ دولت مند طبقہ کے ذہن کی عکاسی کر رہی ہے، پہلے ہی یہ لوگ مجبور تھے

اب بھی یہی فرق ہے یہ پہلے خال خال تھے اب ایسے لوگ کثرت سے پائے جاتے ہیں، دولت کی محبت ان لوگوں کو کیسے عجیب مقام پر لا کر کھڑا کر دیتی ہے ان کی سرکشی کس حد تک چلی جاتی ہے کہ کوئی سیدھی بات بھی وہ نہیں سمجھ سکتے، ہر صحیح بات کا رنگ انداز بدل دیتے ہیں نہ تو انہیں غریب اور محروم بھائیوں پر ترس آتا ہے نہ وہ اپنے رب کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں ایسے لوگوں کی ہی عزت کے باعث امیروں کے گھر برباد ہو گئے مگر ان کے اندر دولت کا نشہ بدستور کام کرتا رہا۔ جب لوگ سرمایہ داری کے خلاف میدان میں آگئے تو ان کی سرمایہ داری برباد ہو گئی، خزانے لٹ گئے ان کے خزانوں پر اوروں کا قبضہ ہو گیا۔

اسلام نے خرچ کرنے کی فضیلت اور بخل کی مذمت میں بہت سے ارشادات سے نوازا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ہر روز صبح کو جب لوگ اٹھتے ہیں تو فرشتے نازل ہو کر دعا کرتے ہیں ان سے ایک فرشتہ کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو خرچ کی گئی چیز کا بدل عطا فرما اور دوسرا فرشتہ کہتا ہے اے اللہ! بخیل نے جو بچا کر رکھا ہے اس کو ضائع کر دے۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں مجھے حضور ﷺ نے فرمایا تم اپنی تھیلی کا منہ بند نہ رکھو ورنہ اللہ اپنے خزانوں کا منہ بند رکھے گا۔ ایک اور حدیث شریف میں اس طرح ہے تم مال کو گن گن کر نہ دو ورنہ اللہ بھی تمہیں گن گن کر دے گا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

اور صور پھونک دیا جائے گا پس اچانک وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف تیزی سے چلنے لگیں گے (۵۱) وہ کہیں گے ہائے ہماری مصیبت ہم کو ہماری خواب گاہوں سے کس نے اٹھا دیا یہ وہ واقعہ ہے جس کا رحمان نے وعدہ کیا

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ قَدْ اٰهَمُّ مِّنَ
الْاٰجْدَاثِ اِلٰی رَبِّہِمۡ یَسْلُوْنَ ﴿۵۱﴾
قَالُوْا یٰوٰیِلَکُمۡ مِّنۡ بَعَثْنَا مِّنۡ مَّوَدِّکُمْ
ہٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ

تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا (۵۲) اور وہ صرف ایک ہولناک چیخ، پس اچانک وہ سب ہمارے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے (۵۳) سو آج کے دن کسی پر بالکل ظلم نہیں کیا جائے گا اور تم کو صرف انہیں کاموں کا صلہ دیا جائے گا جو تم کرتے تھے (۵۴) بے شک اہل جنت آج دلچسپ مشغلوں میں خوش و خرم ہوں گے (۵۵)

الْمُرْسَلُونَ ۝۵۲ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيِّفَةٌ وَّاجِدَةٌ فَاِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝۵۳ فَالْيَوْمَ لَا تَظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۵۴ اِنْ اَعْطِيَ الْجَنَّةُ الْيَوْمَ فِي شُغْلٍ فَكَهُونٌ ۝۵۵

اللہ
صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

تفسیر

آیہ مبارکہ میں قیامت کے دن قبروں سے اُٹھنے کی کیفیت کو بیان فرمایا گیا ہے جب صور پھونک دیا جائے گا تو وہ سب اپنی قبروں سے نکل کر بھاگتے ہوئے اپنے رب کی طرف جائیں گے۔ اس آیہ مبارکہ میں صور پھونکنے سے مراد دوسری مرتبہ صور پھونکنا ہے۔ پہلی بار صور پھونکنا وہ صرف ایک ہولناک آواز ہوگی جو انہیں اچانک پکڑے گی اس سے مراد یہ ہے کہ صور پھونکنے سے قیامت واقع ہو جائے گی، دوسری صور پھونکنے سے مراد یہ ہے کہ سب مردے زندہ ہو کر اپنے رب کی بارگاہ میں دوڑ پڑیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا دوبارہ صور پھونکنے کے درمیان چالیس کا وقفہ ہوگا لوگوں نے پوچھا اے ابو ہریرہ! چالیس دن یا چالیس ماہ انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا، لوگوں نے کہا چالیس سال انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرمائے گا جس سے لوگ اس طرح اُگیں گے جس طرح سبزہ اُگتا ہے۔ جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تو صرف ایک چیخ سے وہ تمام مردے زندہ ہو جائیں گے اور تمام لوگ میدان محشر میں زندہ ہو کر پیش ہو جائیں گے۔ علامہ

آلوسی کہتے ہیں یہ اسرائیل کا قول ہوگا اے گلی ہڈیو! گوشت پوست اللہ تمہیں فیصلہ فرمانے کیلئے بلا رہا ہے تم مجتمع ہو جاؤ۔ علامہ ابوبکر ابن عربی کے نزدیک صورتیں بار پھونکا جائے گا پہلے صورت پر لوگ گھبرا جائیں گے، دوسرے صورت پر لوگ مرجائیں گے۔ ابن حزم کے نزدیک صورت چار مرتبہ پھونکا جائے گا۔ آیہ مبارکہ میں ذکر ہے کفار اپنی قبروں سے اٹھیں گے اور اپنی قبروں کو خواب گا ہوں سے تعبیر کر کے جب اٹھیں گے تو ان پر رنج و غم طاری ہوگا اس وقت کہیں گے اے مصیبت ہمارا رنج و مصیبت ہلاکت کا وقت ہے۔ وقوع قیامت کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ لوگ بحث مباحثہ میں مبتلا ہوں گے قیامت آجائے گی جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے دو آدمی کپڑے کی خرید و فروخت میں مصروف ہوں گے تھان کھولا ہوگا ابھی کپڑے کا تھان لپیٹا نہیں گیا ہوگا قیامت واقع ہو جائے گی، ایک آدمی سودا تو ل رہا ہوگا، ترازو کے اونچا کرنے سے پہلے قیامت واقع ہو جائے گی منہ میں لقمہ ڈالا جائے گا ابھی وہ نگلا نہیں جائے گا قیامت واقع ہو جائے گی۔ اس نازک موقع پر نہ کوئی وصیت کر سکے گا نہ گھر کو لوٹ سکے گا۔

اس دن کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا کفار کہیں گے افسوس ہمیں خواب گا ہوں سے کس نے اٹھایا، آواز آئے گی یہ وہی ہے جس کا رحمان نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا یہ ایک زوردار آواز ہوگی اور سب حاضر کئے جائیں گے آج کسی پر ظلم نہیں ہوگا جو کچھ کیا ہے اس کی جزا مل جائے گی، جنتی حسب مراتب اپنے اپنے شغل سے لطف اندوز ہوں گے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظُلُمٍ عَلَى الْأَرْبَابِ
مُنْتَكُونَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ
ثَمَرٌ غَدَاةٌ ﴿۵۷﴾ قَوْلًا مِّن رَّبِّ رَحِيمٍ ﴿۵۸﴾
وَأَمَّا تَرَاوَا الْيَوْمَ آيَئِهَا السَّجِرُ مَوْنٌ ﴿۵۹﴾
أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَبْنَىٰ أَدَمَ أَنْ لَا
تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۶۰﴾
وَأَنْ أَعْبُدُونِي هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿۶۱﴾
وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا أَفَلَمْ
تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴿۶۲﴾ هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي
كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿۶۳﴾

صَلَّىٰ
الْعِظَمِ

وہ اور ان کی بیویاں سائے میں تکیہ لگا کر بیٹھے
ہوں گے (۵۶) ان کیلئے وہاں پھل ہوں گے
اور انہیں ہر وہ شے ملے گی جس کی خواہش کریں
گے (۵۷) انہیں ان کے رب کی طرف سے
سلام ہوگا (۵۸) اے مجرمو! آج الگ ہو جاؤ
(۵۹) کیا میں نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا کہ تم
شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے
(۶۰) اور یہ کہ تم میری ہی عبادت کرنا یہی
سیدھا راستہ ہے (۶۱) اور بے شک اس نے تم
میں سے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا پس کیا تم عقل
سے کام نہیں لیتے تھے (۶۲) یہ ہے وہ جہنم جس
کی تم کو وعید سنائی گئی تھی (۶۳)

تفسیر

پچھلی آیہ پاک میں جنتیوں پر انعامات الہیہ کا ذکر ہے کہ وہ جنت میں خوش و خرم ہوں گے ان کی خوشی
اور آرام کی ایک صورت اس آیہ میں فرمائی گئی کہ جنت میں وہ اپنی بیویوں کے ساتھ سایہ میں ہوں گے اور
حسین جڑواں تختوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ایک اور عظیم نعمت کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ ان کیلئے ہر قسم
کے پھل ہوں گے جو چاہیں گے پائیں گے، اس سے بڑھ کر ایک اور انعام کا ذکر فرمایا گیا کہ رب رحیم کی
طرف سے انہیں کہا جائے گا تم سلامت رہو، ساری خوشیاں ایک طرف مگر رب قدوس کا محبت بھرا کلام ایک
طرف کہ تم سلامتی سے رہو۔ جس خدائے قدوس کیلئے انہوں نے دنیا میں عمر بھر محنتیں کیں رضا کیلئے کوششیں

کیں آج اُسی رب قدوس کا محبت بھرا پیغام ان کے عجیب محبت و پیار کے جذبات کو بڑھا دے گا، جنتیوں کی اس کیفیت کو حضور ﷺ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے اس طرح فرمایا سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جب جنتی اپنی نعمتوں برکتوں کے ماحول میں نہایت خوش و خرم اور نازاں ہوں گے تو اوپر سے ایک نور چمکے گا وہ دیکھیں گے تو انہیں پتہ چلے گا ان کا رب ان کی طرف دیکھ رہا ہے۔

رب ذوالجلال فرمائے گا جنتیو! تمہیں سلامتی ہو۔ ایک اور آیہ مبارکہ میں یہ عنوان اس طرح ملتا ہے ”سلام علیکم بما صبرتم“ تم پر سلام ہو کہ تم نے صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ جنتیوں کو خود سلام فرمائے گا اور فرشتوں سے کہلوائے گا ایک اور آیہ مبارکہ اس طرح ہے ”تحیتہم یوم یلقونہ سلام“ جس دن وہ اللہ سے ملاقات کریں گے ان کو سلام کا تحفہ دیا جائے گا۔

یہ جنتی اپنے رب کو دیکھتے رہیں گے اور جمال حقیقی کا دیدار کرتے رہیں گے جنت کی کسی دوسری نعمت کا انہیں خیال تک ہی نہ رہے گا یہاں تک کہ حسن حقیقی پردہ فرمائے گا مگر ذات الہیہ کا نور جلوہ گر رہے گا۔ انعامات کی یہ بارش تو جنتیوں پر ہوگی اور مجرموں کو حکم ہوگا کہ تم سب الگ الگ صفیں بنا لو، ہر ایک دوسرے سے نمایاں معلوم ہوگا پھر دوزخ میں ان کیلئے الگ الگ درجے موجود ہیں وہاں جائیں گے، کفار و مشرکین کی پریشان حالت پر انہیں فرمایا جائے گا کیا تمہیں شیطان کی عبادت سے الگ تھلگ رہنے کا کہا نہیں گیا تھا؟ کہ شیطان کی عبادت نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (تمہیں بتایا نہیں گیا تھا) میری عبادت کرنا سیدھا راستہ یہی ہے کہ میں ہی تمہارا خالق و مالک ہوں میری ان ہدایات کے باوجود تم میں سے بہتوں کو شیطان نے گمراہ کر دیا۔ انبیاء کے ہدایات آسمانی کتابوں کے دینے کے باوجود تم نے عقلمندی سے کام نہ لیا آج دیکھو یہی وہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جا تا رہا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدِّ خَلْقِهٖ

اس میں داخل ہو جاؤ کیونکہ تم کفر کرتے تھے
(۶۴) ہم آج ان کے منہوں پر مہر لگا دیں
گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور
ان کے پاؤں ان کاموں کی گواہی دیں گے جو
وہ کرتے تھے (۶۵) اور اگر ہم چاہتے تو ان کی
بصارت زائل کر دیتے پھر وہ راستے کی طرف
دوڑتے تو وہ کہاں دیکھ سکتے تھے (۶۶) اور اگر
ہم چاہتے تو ان کی جگہ پر ان کی صورتوں کو مسخ
کر دیتے تو پھر وہ نہ جاسکتے تھے نہ لوٹ سکتے
تھے (۶۷)

إِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٦٤﴾
الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا
أَيْدِيَهُمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٦٥﴾
وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ
فَأَسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ يُبْصِرُونَ ﴿٦٦﴾
وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا
اسْتَبَقُوا مَصِيبًا وَلَا يَرْجِعُونَ ﴿٦٧﴾

اللہ
الْعَظِيمُ

تفسیر

بچھلی آیہ کریمہ میں ارشاد تھا کہ قیامت کے دن کفار سے کہا جائے گا یہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا
گیا تھا۔ اس آیہ مبارکہ میں انہیں حکم دیا جا رہا ہے کہ آج اپنے کئے کی سزا بھگتو اور اس میں داخل ہو جاؤ اس
کی گرمی سے جلو، آج کی یہ سزا تمہیں اس لئے ہے کہ تم کفر کرتے تھے۔

اس دن کے عذاب کی ایک دوسری صورت بیان فرمائی گئی ہے کہ اس دن ہم ان کے منہوں پر مہر لگا
دیں گے زبانیں بند ہو جائیں گی، آج ان کے ہاتھ پاؤں باتیں کریں گے اور ان کی بدکاریوں کی گواہی
دیں گے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے آج ان کے ہاتھ پاؤں ان کے کردار کی گواہی دیں گے اگر فیصلہ بغیر
گواہوں کے ہو تو اعتراض ہو سکتا ہے۔ سزا تو سنادی گئی ہے مگر گواہ کوئی بھی نہیں، سزا دینے کا صحیح طریقہ
اختیار نہیں کیا گیا، گواہ پیش ہوں دستاویز موجود ہوں تو اعتراض کی گنجائش نہیں۔ قدرت کی طرف یہ فیصلہ اتنا

مضبوط ہوگا کہ کسی کو اعتراض کی گنجائش ہی نہیں رہے گی۔ اب یہ بندہ اس فیصلہ کو ماننے پر ہر طرح مجبور ہوگا اور اسے ماننا پڑے گا یہ فیصلہ قطعی ہے درست ہے اور مجھے میرے کردار کی سزا صحیح مل رہی ہے ان کے منہ بند کر دینے میں حکمت یہ ہے کہ مجرم اپنے کو صحیح ثابت کرنے کیلئے بے تکی باتیں کریں گے، کراما کاتین بھی ان کے کردار کو پیش کر دیں گے، گواہوں کی گواہی کراما کاتین کی دستاویزات کے بعد انہیں کسی قسم کی مجال نہ ہو گی اور اپنی سزا بھگتنے کیلئے جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کے نشان بھی مسخ کر دیتے۔ ایک دوسری بات فرمائی گئی مجرم یہ خیال نہ کریں دنیا میں وہ آزاد ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ فرمایا اگر ہم چاہتے تو آنکھیں مسخ کر دیتے دنیا میں عذاب میں مبتلا کر دیتے اگر وہ راستہ کی طرف دوڑ کر آتے بھی تو انہیں راستہ دکھائی نہ دیتا اگر چاہتے تو دنیا میں ہی انہیں مسخ کر کے رکھ دیتے۔ پھر وہ نہ آگے جاسکتے نہ پیچھے پلٹ سکتے اگر چاہتے تو یہ اپنی جگہ سے اٹھ ہی نہ سکتے اُن کا حلیہ بگاڑ دیا جاتا، انہیں پتھر بنا دیا جاتا کسی بد شکل جانور کی صورت میں شکل بدل دی جاتی۔ یہ محض ہمارا کرم ہے کہ ڈھیل دے دی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اور جس کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں تو ہم اس کی جسمانی بناوٹ کو ابتدائی حالت کی طرف پلٹ دیتے ہیں پس کیا وہ سمجھتے نہیں (۶۸) اور ہم نے اس کو شعر کہنا نہیں سکھایا اور نہ ہی یہ اس کے لائق ہے یہ کتاب تو نصیحت اور واضح قرآن ہے (۶۹) تاکہ وہ زندہ لوگوں کو ڈرائیں اور کافروں پر حق ثابت ہو جائے (۷۰) کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے اپنی قدرت

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ ﴿٦٩﴾ لِيُنذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَيُحْيِيَ الْقَوْلَ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٧٠﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيُنَا اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُونَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا

کاملہ سے بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کیلئے
مویشی بنائے جن کے یہ مالک ہیں (۷۱) اور
ہم نے ان مویشیوں کو ان کے تابع کر دیا ان
میں سے بعض پر سوار ہوتے ہیں اور بعض کا
گوشت کھاتے ہیں (۷۲) اور ان کے لئے
ان میں اور بھی فوائد ہیں اور پینے کی چیزیں ہیں
کیا وہ شکر ادا نہیں کرتے (۷۳)

رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ۝ وَلَهُمْ فِيهَا
مَنْافِعُ وَمَشَارِبٌ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ۝

صَلَّى
الْعِظْمِ

تفسیر

بچھلی آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا اس طرح ذکر فرمایا ہے ہم چاہتے تو ہم ان کے
حلیے بگاڑ دیتے اور وہ آگے پیچھے نہ چل سکتے۔ اس ارشاد گرامی میں ایک اور کمال کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ جس
شخص کو ہم لمبی عمر دے دیتے ہیں تو اُسے کمزور کر دیتے ہیں اور اس کی قوتیں آہستہ آہستہ جواب دینے لگتی ہیں
، حالت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ اس کا چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا اس کیلئے دشور ہو جاتا ہے اگر وہ چلتا ہے تو کسی
انسانی سہارے کا مجبور ہوتا ہے یا پھر لاٹھی کے سہارے قدم اٹھاتا ہے اور اس کی حالت پھر بچپن کی طرح ہو
جاتی ہے۔ انہیں عقل سے کام لینا چاہئے۔

اس عنوان کو قرآن مقدس نے دوسری جگہ اس طرح ارشاد فرمایا ”وَمِنْكُمْ مَنْ يَرُدُّ الَىٰ اِرْذَلِ
الْعُمُرِ“ حضرت سعد فرماتے ہیں حضور ﷺ ان چیزوں سے پناہ مانگتے تھے اللہ بزدلی سے پناہ دے اور اللہ
پناہ دے کہ مجھے ارزل عمر کی طرف لوٹا دیا جائے۔ ارزل عمر یہ ہے کہ انسان ایسا کمزور ہو جائے عقل کام نہ
کرے اور سمجھ میں کوئی بات نہ آئے فرائض کو ادا نہ کر سکے، اپنی پاکیزگی کا خیال نہ رکھ سکے۔ کفار و مشرکین
حضور ﷺ کو شاعر کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے غلط نظریہ کی تردید فرمائی ہے ہم نے انہیں شعر نہیں سکھائے

اور شعر کہنا ان کی شان برتر و بالا سے بہت دور ہے نہ تو حضور ﷺ کو شاعر کہا جاسکتا ہے اور نہ ہی قرآن کریم کو شعر کہا جاسکتا ہے۔ یہاں پر شعر سے مراد غلط خیالات اور شاعر سے مراد وہ بندہ جو حق و صداقت کے اصولوں کو نظر انداز کر دے اور وہم و گمان کی دنیا میں بھٹکتا رہے کسی کی تعریف کرے تو اُسے بلند منزلوں پر لے جائے کسی کی توہین کرے تو اُسے حق سے گرا دے۔ چونکہ شاعری میں جھوٹ کی ملاوٹ کو دخل ہے اسی بناء پر شعر کہا، یہ حضور ﷺ کے شایان شان ہی نہیں۔ کفار حضور ﷺ کو شاعر کہتے تھے حضور علیہ السلام پر جھوٹ کا الزام لگاتے تھے۔ سورہ صافات میں ہے کفار کہتے تھے کیا ہم اپنے خداؤں کو ایک مجنون شاعر کے کہنے پر چھوڑ دیں۔ بعض عرب شعر کے بارہ میں کہتے تھے یہ محض خیالی کلام ہے اور جھوٹی باتوں پر مشتمل ہے۔ ان کا گمان تھا نبی کریم ﷺ جو کہتے ہیں قیامت آئے گی سب کچھ تباہ ہو جائے گا، لوگوں کا حساب کتاب ہوگا، اعمال تو لے جائیں گے، مومن جنت میں اور کفار دوزخ میں جائیں گے یہ محض جھوٹ ہے وہ اس اعتبار سے حضور کو شاعر اور قرآن کو شعر کہتے تھے (معاذ اللہ)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

وہ اللہ کے سوا اور چیزوں کو الہ بناتے ہیں کہ ان کی مدد کی جائے (۷۴) حالانکہ وہ بت کسی کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے بلکہ وہ مشرکین ان کی مدافعت کیلئے تیار لشکر ہیں (۷۵) دیکھو ان کی باتیں غمگین نہ کریں بے شک ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں (۷۶) کیا انسان نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو ایک نطفہ سے پیدا کیا تھا پھر جھگڑالو

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ اِلٰهَةً لَّعَلَّهُمْ
يُنصَرُونَ ﴿۷۴﴾ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ
وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ فَحُضِرُوا ﴿۷۵﴾ فَلَا يَخْزُرُونَ
قَوْلُهُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسْرُونَ وَمَا
يُعْلَنُونَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَمْ يَرِ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنَاهُ
مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿۷۷﴾
وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ﴿۷۸﴾

بن گیا (۷۷) وہ ہمارے لئے مثالیں بیان کرنے لگا اور اپنی پیدائش کو بھول گیا اور کہنے لگا جب یہ ہڈیاں گل سڑ جائیں گی تو ان کو کون زندہ کرے گا (۷۸) آپ کہتے کہ ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر طرح کی پیدائش کو خوب جاننے والا ہے (۷۹) جس نے تمہارے لئے ہرے پیڑ میں آگ پیدا کی جیسی تم اس سے سلگاتے ہو (۸۰)

قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ۝
قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ
مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ۝
الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا
فَإِذَا أَنْتُمْ مِّنْهُ تُوقَدُونَ ۝

اللَّهُ
الْعَظِيمُ

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں کفار کی سرکشی کا ذکر فرمایا گیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احسانات کو فراموش کر دیا اور اس کو ایک وحدہ لا شریک ماننے کے بجائے بتوں کی پرستش شروع کر دی جو اپنے وجود میں خود کفار کے محتاج تھے انہوں نے لات منات عزی کے نام سے بت اپنے ہاتھوں سے تراشے اور ان کی پرستش شروع کر دی جن بتوں کی پرستش شروع کر دی وہ محض نام ہیں جو انہوں نے اور ان کے باپوں نے بنائے تھے۔ ہندوستان میں رام چندر کے بت بنائے جاتے ہیں۔ سینا اور کرشن کی عبادت کی جاتی ہے حالانکہ یہ سارے بت خود کفار و مشرکین کے محتاج ہیں۔

اے محبوب کریم! آپ کو کفار و مشرکین کی باتیں پریشان نہ کریں ہم ان کے ہر کام کو جانتے ہیں وہ چھپا کر کریں یا ظاہر کر کے۔ ارشاد فرمایا گیا کیا انسان نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا پھر وہ لیکہ یک جھگڑا لو بن گیا ہے۔ سرکش انسان کی دوسری حالت کا ذکر کیا گیا وہ کہتا ہے جب ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو انہیں زندہ کون کرے گا۔ محبوب آپ فرمادیجئے وہی زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا

تھا۔ وہ ہر شے کو جانتا ہے اپنی قدرت کاملہ کا اس طرح ذکر فرمایا وہ اللہ جس نے سرسبز درخت سے تمہارے لئے آگ پیدا کی پھر تم اس سے آگ سلگا لیتے ہو۔ آگ اور پانی آپس میں تضاد ہے آگ کا بس چلے تو پانی کو اڑا دے، پانی کا بس چلے تو آگ کو بجھا دے مگر یہ ہماری قدرت ہے کہ گیلی لکڑی کو کاٹ کر اس سے آگ جلائی جائے تو اس سے شعلے بھڑک اٹھیں گے۔

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ عرب میں دو درخت پیدا ہوتے ہیں اگر ان کی تازہ ٹہنیاں کاٹ لے جائیں جن سے رس بہہ رہی ہو اور انہیں ایک دوسرے سے رگڑا جائے تو آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ جو ذات ان امور پر قادر ہے اس کیلئے تمہاری ہڈیوں کو زندہ کرنا کوئی مشکل نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اُبی بن خلف حضور ﷺ کے پاس اسی حالت میں آیا کہ اس کے پاس ایک پرانی ہڈی تھی اور حضور ﷺ سے کہا اے محمد (ﷺ) آپ ہمیں ڈراتے ہیں کہ جب ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو اللہ انہیں دوبارہ زندہ کر دے گا پھر اس نے ہڈی کو چورا چورا کر دیا اور ہوا میں اڑادی اور کہنے لگا اے محمد (ﷺ) اس کو کون زندہ کرے گا تب رسول پاک ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ تمہیں موت دے گا پھر زندہ فرمائے گا اور تمہیں دوزخ میں ڈالے گا اس موقع پر سورہ یسین کی یہ آیات نازل ہوئیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اور کیا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے لوگوں کو (دوبارہ پیدا کر دے) کیوں نہیں، وہ عظیم الشان پیدا کرنے والا سب سے زیادہ جاننے والا ہے (۸۱) جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کا اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ہو جا، سو وہ ہو جاتی

اَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
بِقَدْرِ عَلٰی اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ بَلٰی
وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ۝۸۱ اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا
اَرَادَ شَيْْئًا اَنْ يَقُوْلَ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۸۲
فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ یَبْدِیْہٖ مَلٰکُوْتُ كُلِّ
شَیْءٍ ۚ وَّاِلَیْہٖ تُرْجَعُوْنَ ۝۸۳

اللہ
عظیم

ہے (۸۲) پس پاک ہے وہ ذات جس کے دست قدرت میں ہر چیز کی حکومت ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۸۳)

تفسیر

آیہ مبارکہ میں کفار کے اس غلط نظریہ کی تردید فرمائی جا رہی ہے کہ مرنے کے بعد انسان دوبارہ کیسے اٹھ سکتا ہے ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی۔ دوبارہ حیات ناممکن ہے جواب فرمایا جا رہا ہے وہ ذات گرامی جس نے زمینوں آسمانوں کو پیدا فرمایا ہے کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ اُن جیسی چھوٹی سی مخلوق کو پیدا کر دے بے شک وہ ایسا کر سکتا ہے جب وہ کسی شے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا حکم اتنا ہی ہے کہ وہ کہتا ہے ہو جا تو وہ چیز ہو جاتی ہے تمہیں تو اگر کوئی چیز بنانی پڑے تو اس کیلئے کئی اجزاء اکٹھے کرنے پڑتے ہیں اگر ایک چیز بھی نہ مل سکے تو چیز کا وجود ہی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ عالم ہے ادھر ”کن“ کہا اور چیز وجود میں آ گئی۔

غالباً ۱۹۶۲ء کی بات ہے حکومت پاکستان کی طرف سے پاکستان کے چیدہ چیدہ علماء کو کوئٹہ اکیڈمی میں تربیت کیلئے اکٹھا کیا گیا ان میں میر انام بھی آیا۔ مختلف علاقوں کے علماء تھے اور ہر عالم ایک دن درس قرآن حکیم دیتا اور دوسرے سنتے۔ ایک دن میرے درس میں یہی آیہ مبارکہ آ گئی جب وہ کسی شے کے بنانے کا ارادہ فرماتا ہے تو ”کن“ کہتا ہے اور وہ چیز ہو جاتی ہے۔ سیالکوٹ کے اہلحدیث عالم تھے اس نے کہا یہ آیہ تو بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی شے کو پیدا کرنے کیلئے ”کن“ کہنے کا محتاج ہے۔ میں نے کہا مولانا اس کا معنی یہ ہے جب وہ کن کہنے کا ارادہ ہی فرماتا ہے تو وہ شے ہو جاتی ہے، ”کن“ کہنے کی محتاجی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ ہر عیب سے پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر کمزوری، ہر نقص، ہر عیب سے پاک ہے اس کی قدرت ہمہ گیر ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ہر شے کا اختیار اس کے قبضہ قدرت میں ہے، آخر کار سب کو اُسی کی طرف لوٹایا جائے گا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

سورة الصافات

یہ سورہ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی، ان دنوں اسلام کے خلاف منصوبے بنائے جا رہے تھے۔ طرح طرح کے الزامات عائد کئے جا رہے تھے۔ اس سورہ پاک میں توحید کا ذکر فرمایا گیا ہے، ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ حضور ﷺ کو شاعر و مجنون کہتے تھے۔ اس سورہ پاک کے ۵ رکوع ہیں اور ایک سو بیالیس آیات مبارکہ ہیں۔

اس سورہ پاک میں قیامت کے بارہ میں دلائل بیان فرمائے گئے، قیامت کے دن منکرین قیامت ایک دوسرے سے الجھیں گے اسی کا ذکر بھی فرمایا گیا ہے۔ حضور ﷺ کی تسلی اطمینان کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات بیان فرمائے گئے کہ محبوب کیلئے کفار کی سازشیں پریشان کن ثابت نہ ہوں۔ اس سورہ پاک میں انبیاء علیہم السلام کی استقامت ثابت قدمی کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے توکل کو بیان فرمایا گیا ہے، انبیاء کے اس عمل کو بیان فرمایا گیا کہ انہوں نے کس قدر مشکلات میں زندگی گزاری اپنے خدا پر بھروسہ رکھا، پاؤں میں کسی قسم کی ڈگمگاہٹ نہ آئی اور جہاد میں مصروف رہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں حضور ﷺ نماز پڑھاتے تو سورہ الصفۃ کی تلاوت فرماتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کو سورہ یسین اور الصفۃ کو پڑھا پھر اللہ سے کوئی سوال کیا تو اللہ تعالیٰ اس کا وہ سوال پورا کر دے گا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم فرمانے والا ہے

صف باندھے ہوئے اُن فرشتوں کی جماعتوں کی قسم جو صف باندھتی ہیں (۱) پھر اُن ڈانٹنے والے فرشتوں کی جماعتوں کی قسم جو ڈانٹتی ہیں (۲) پھر قرآن کی تلاوت کرنے والی ان جماعتوں کی قسم جو ذکر کرتی ہیں (۳) بیشک تمہاری عبادت کا مستحق ضرور ایک ہے (۴) آسمانوں اور زمینوں کا اور تمام چیزوں کا رب جو ان کے درمیان ہیں وہی تمام مشرقوں کا رب ہے (۵) بے شک ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے مزین فرمادیا (۶) اور اس کو ہر سرکش شیطان سے محفوظ کر دیا (۷) وہ عالم بالا کے فرشتوں کو سننے کیلئے کان نہیں لگا سکتے اور ان پر ہر طرف سے ضرب لگائی جاتی ہے (۸) ان کو بھگانے کیلئے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے (۹) مگر جو شیطان کوئی بات اچک لے تو فوراً چمکتا ہوا انگارہ اس کا پیچھا کرتا ہے (۱۰)

وَالصَّفَّاتِ صَفًّا ۝۱۱۱ قَالَ زَجَرْتَ زَجْرًا ۝۱۱۲
فَالْتَلَّيْتُ ذِكْرًا ۝۱۱۳ إِنَّ إِلَهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝۱۱۴
رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝۱۱۵ إِنْ أَرَادْنَا السَّمَاءَ
الَّذِي بَيْنَ يَدَيْكَ الْكُوكِبَ ۝۱۱۶ وَحِفْظًا مِّنْ
كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ۝۱۱۷ لَا يَسْمَعُونَ إِلَى
الْمَلَكِ الْأَعْلَىٰ وَيُقَدِّفُونَ مِّنْ
كُلِّ جَانِبٍ ۝۱۱۸ دُحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ
وَاصِبٌ ۝۱۱۹ إِلَّا مَن خَطِفَ الْخَطْفَةَ
فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ ثَاقِبٌ ۝۱۲۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تفسیر

آیہ مبارکہ میں صف باندھنے والے فرشتوں کی قسم فرمائی گئی ہے۔ ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ اس سے مراد مومنوں کی جماعت ہے جب وہ صف باندھ کر نماز پڑھتے ہیں، ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے اس سے مراد وہ مجاہد مومن ہیں جو دشمن کے مقابلہ میں صف باندھ کر ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں۔ آیہ مبارکہ میں فرشتوں کی قسم کھائی گئی ہے جو آسمان سے صف باندھے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ فرشتوں کے صف باندھنے کے سلسلہ میں ایک حدیث شریف سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم اس طرح صف کیوں نہیں باندھتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صف باندھتے ہیں ہم نے عرض کی حضور فرشتے کیسے صف باندھتے ہیں فرمایا وہ پہلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں پھر ان سے ملنے والی صفوں کو پورا کرتے ہیں۔ اس آیہ پاک سے فرشتوں کی فضیلت معلوم ہو رہی ہے نماز میں صف باندھنے کی فضیلت ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تکبیر کہی گئی، حضور تشریف لائے اور فرمایا تم اپنی صفوں کو قائم کرو، صف قائم کرنا نماز کے حسن سے ہے۔

دوسری آیہ کریمہ میں ان فرشتوں کی قسم کھائی ہے جو ڈانٹتے ہیں حضرت مجاہد فرماتے ہیں یہ زجر کرنے والے فرشتے ہیں جو بادلوں کو زجر کر کے مختلف مقامات پر لے جاتے ہیں اور بندوں کو گناہوں سے زجر کرتے ہیں یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ اس آیت سے علماء کی جماعتیں مراد ہیں جو وعظ و نصیحت کے ذریعہ لوگوں کو گناہوں سے روکتے ہیں۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ وہ شیاطین کو زجر و ملامت کرتے ہیں۔ ان آیات مبارکہ کا مفہوم اس طرح ہے کہ ”صف بستہ فرشتوں کی جماعتوں کے رب کی قسم“ یہ معنی کرنے سے یہ اعتراض ختم ہو جائے گا کہ فرشتے غیر اللہ ہیں ان کی قسم کھانا جائز نہیں، غیر اللہ کی قسم کا جائز نہ ہونا وہ ہمارے لئے۔ رب قدوس وہ خالق ہے مالک ہے جس طرح چاہے کلام فرمائے اعتراض نہیں۔

اگلی آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا ہے عبادت کا مستحق صرف وہ رب قدوس وحدہ لا شریک ہی ہے پھر فرمایا گیا وہی آسمانوں زمینوں اور ان کے درمیان کی ہر شے کا رب ہے۔ اگلی آیہ پاک میں فرمایا گیا وہ تمام مشرقوں کا رب ہے کہ سورج روزانہ اگلے درجہ سے طلوع ہوتا ہے ایسے ہی روزانہ غروب ہونے کے مختلف درجات ہیں۔ آیہ مبارکہ میں آسمان دنیا کو ستاروں سے سجانے کا ذکر فرمایا گیا ہے، ستاروں سے سجانے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ آسمان کا حسن ہے خوبصورتی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ فرشتوں کی باتیں سننے والے سرکش شیطانوں سے محفوظ کرنا ہے آسمان کا حسن اس طرح بھی ہے کہ روشنیوں کا یہ جال پیارا لگتا ہے۔

ستارے مختلف انداز میں دکھائی دیتے ہیں یہ بھی حسن ہے، اندھیری رات میں ان کا چمکنا بھی حسن ہے، آیہ مبارکہ میں شیطانوں پر شہاب ثاقب سے ضرب لگانے کا ذکر ہے اس کی تفصیل ایک حدیث شریف سے ملتی ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات وہ رسول اللہ کے حضور حاضر تھے ایک ستارہ ٹوٹا اس کی روشنی پھیلی حضور ﷺ نے فرمایا زمانہ جاہلیت میں تم اس کے بارہ میں کیا کہتے تھے؟ عرض کی ہم کہتے تھے کوئی بڑا آدمی فوت ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں یہ وجہ نہیں بلکہ فرشتے اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں پھر دوسرے فرشتے سنتے ہیں کہتے ہیں بتاؤ تمہارے رب نے کیا فرمایا حتیٰ کہ آسمان دنیا تک خبر پہنچتی ہے پھر جن اس سنی ہوئی بات کو لے اڑتے ہیں اور کچھ اپنی طرف سے جھوٹ موٹ ملا دیتے ہیں اس موقع پر چمکتا ہوا انگارہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

سو آپ ان سے پوچھئے کیا ان کا پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا جن کو ہم نے ان کے علاوہ پیدا کیا بے شک ہم نے ان کو ایس دارمٹی سے پیدا کیا (۱۱) بلکہ آپ نے تعجب کیا اور وہ مذاق اڑا

فَاَسْتَفْتِهِمْ اَمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَنْ خَلَقْنَا اِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَّازِبٍ ۙ بَلْ عَجَبْتَ وَيَسْخَرُونَ ۚ وَاِذَا ذُكِّرُوا

لَا يَذْكُرُونَ^(۱۳) وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ^(۱۴)
وَقَالُوا إِن هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ^(۱۵)
عِزًّا مِّنَّا وَكُنَّا ثَرَابًا وَعِظَامًا^(۱۶)
إِنَّا لَسَبْعُونَ^(۱۷) أَوْ أَبَاوُنَا^(۱۸) الْأَوَّلُونَ^(۱۹)
قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ^(۲۰) فَإِنَّمَا هِيَ
زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ^(۲۱)
وَقَالُوا لَوْلَا يُؤْتِيْنَا هَذَا يَوْمَ الدِّينِ^(۲۲)
هَذَا يَوْمَ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ
بِهِ تُكَذِّبُونَ^(۲۳)

اللہ
صَلَّى
عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ
سَلَامٌ

رہے ہیں (۱۲) اور جب انہیں نصیحت کی
جائے تو وہ قبول نہیں کرتے (۱۳) اور جب
کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو مذاق اڑاتے ہیں
(۱۴) اور کہتے ہیں یہ تو واضح جادو ہے (۱۵)
کیا جب ہم مرجائیں گے اور ہم مٹی اور ہڈیاں
ہو جائیں گے تو کیا ہمیں اٹھایا جائے گا (۱۶)
اور کیا ہمارے آباؤ اجداد کو بھی (۱۷) آپ کہئے
ہاں اور تم ذلیل و خوار ہوں گے (۱۸) وہ صرف
ایک زبردست جھڑک ہو گی پھر وہ یکا یک
دیکھنے لگیں گے (۱۹) وہ کہیں گے ہائے ہماری
کم بختی یہی سزا کا دن ہے (۲۰) یہی اس فیصلہ
کا دن ہے جس کی تم تکذیب کرتے تھے (۲۱)

تفسیر

ان آیات مبارکہ میں مشرکین مکہ کے اس نظریہ کی تردید فرمائی جا رہی ہے کہ قیامت نہیں ہوگی، محبوب
پاک آپ ان سے پوچھئے کہ آسمانوں، زمینوں، ستاروں اور کائنات کی بے شمار دوسری چیزیں ان کا بنانا
ہمارے لئے مشکل ہے یا تمہیں دوبارہ زندہ کرنا مشکل ہے ہم نے تمہیں لیس دار کچڑ سے پیدا کیا ہے۔
آپ تو قدرت کے کرشمے دیکھ کر تعجب کرتے ہیں اور وہ مذاق اڑاتے ہیں اور جب انہیں نصیحت کی جاتی
ہے تو قبول نہیں کرتے بلکہ مذاق اڑاتے ہیں اور قرآن کو کھلا جادو کہتے ہیں۔ آئیے مبارکہ میں جو حضور سے
فرمایا گیا آپ ان سے پوچھئے؟ یہ سوال اُن پر حجت قائم کرنے کیلئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بنایا ہے

اس کائنات کو بنانا مشکل ہے یا تمہیں، دوبارہ پیدا کرنا مشکل ہے؟ وہ تم سے بڑی بڑی چیزیں بنا چکا ہے پھر تمہیں دوبارہ پیدا کرنا کونسا مشکل مسئلہ ہے۔ حضور ﷺ کا تعجب فرمانا اس بات پر ہے کہ وہ حق کے مقابلہ میں کس قدر ڈھٹائی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

کفار کا قیامت سے انکار ہے جب انہیں سمجھایا جاتا ہے تو مذاق اڑاتے ہیں کفار کا کہنا کیا ہم اور ہمارے باپ دادا کو اٹھایا جائے گا؟ آپ کہہ دیجئے ہاں اٹھایا جائے گا تم ذلیل و خوار ہو گے ان کے قبروں سے اٹھنے کی کیفیت کو ”زحرة“ کے لفظ سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ قیامت کو جب صور پھونکا جائے گا تو ایک زوردار چیخ کی آواز آئے گی جس سے لوگ اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے، یہ چیخ انہیں ہانک کر میدان محشر کی طرف لے جائے گی اور وہ کہیں گے ہائے افسوس ہماری کم بختی، یہی سزا کا دن ہے یہی اس فیصلہ کا دن ہے جسے جھٹلاتے تھے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

ظالموں کو اور ان کے ساتھیوں کو اور جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے تھے (ان سب کو جمع کرو) (۲۲)
پھر ان سب کو دوزخ کے راستہ پر لے جاؤ
(۲۳) اور ان کو ٹھہراؤ بے شک ان سے سوال کیا جائے گا (۲۴) تمہیں کیا ہو گیا کہ تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے (۲۵) بلکہ وہ سب آج گردن جھکائے ہیں (۲۶) وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر سوال کریں گے (۲۷) (خدام) کہیں گے بے شک تم ہمارے

أَحْشَرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ
وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ۚ مِنْ دُونِ
اللَّهِ قَاهِلًا لَهُمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ ۚ
وَقِفُّهُمْ إِنَّهُمْ مَقْسُودُونَ ۚ مَا لَكُمْ لَا
تَنَاصَرُونَ بَلْ هُمْ الْيَوْمَ مُتَسَلِّمُونَ ۚ
وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۚ
قَالُوا إِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ۚ
قَالُوا بَلْ لَمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۚ وَمَا
كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بَلْ
كُنْتُمْ قَوْمًا طَٰغِينَ ۚ

اللہ
الْعَظِيمِ

پاس دائیں طرف سے آتے تھے (۲۸)
 (پیشوا) کہیں گے بلکہ تم ایمان لانے والے نہ
 تھے (۲۹) اور ہمارا تم پر کوئی زور نہ تھا بلکہ تم خود
 سرکش لوگ تھے (۳۰)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں کفار و مشرکین کی قیامت کے دن کی ایک حالت کو بیان فرمایا جا رہا ہے فرشتوں کو حکم ہوگا اے فرشتو! ظالموں کو اور ان کے ساتھیوں کو اور جن کی وہ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے سب کو جمع کرو اور سیدھے جہنم کی طرف لے جاؤ، ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں کیا ہو گیا تم ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کر رہے؟ پہلے انہیں جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا مگر پھر ٹھہرا کر حساب لینے کا حکم ہوگا تاکہ ان کی ذلت میں اضافہ ہو اور تمام اہل محشر کے سامنے وہ رسوا ہوں اور اہل محشر کو ان کی ذلت رسوائی واضح ہو جائے اور پتہ چل جائے جو لوگ اپنے جھوٹے مکرو فریب سے دنیا میں عظیم بنے ہوئے تھے ان کا کیا حال ہے اور وہ آج کس طرح عجز سے سر جھکاتے حاضر ہیں اور بے بس ہیں اپنے کئے پر شرمسار ہیں۔

دنیا میں جب انہیں کوئی اچھی بات کہی جاتی تھی تو اکڑ جاتے تھے۔ بڑے بڑے سرکش متکبر آج حکم الہی کے سامنے دم بخود ہیں اور ہر طرح حکم الہی کی تعمیل میں عاجز ہیں۔ ان کی ایک اور حالت کو بیان کیا جا رہا ہے ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھیں گے اور کفار و مشرکین یہ گفتگو کفار اور ان کے پیروکاروں کے درمیان ہوگی۔ پیروکار کہیں گے تم ہمارے پاس بڑی سچ دھج کے ساتھ آتے تھے ہمیں گمراہ کرتے تھے حق سے ہٹاتے تھے ہمیں کفر پر مجبور کرتے تھے وہ جواب دیں گے تم تو ایمان ہی نہیں لائے تھے کہ ہم نے تمہیں گمراہ کیا ہو اور ہمیں تم پر کسی قسم کا غلبہ حاصل ہی نہ تھا کہ ہم تمہیں گمراہ کرتے تم خود سرکش تھے، حق سے پھرے ہوئے تھے اب ہمیں بدنام کر رہے ہو۔

آیہ کریمہ کے آغاز میں ارشاد ہے کفار اور ان کے ساتھیوں کو جمع کرو، لفظ ازواج سے بعض نے یہ مراد لی ہے کہ کفار کی کافر بیویوں کو بھی اٹھا کر کہا جائے گا مگر امام بیہقی نے اس آیہ کی تفسیر میں حضرت عمر فاروق کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں ازواج سے مراد ان کے ہم مشرب لوگ ہیں۔ شرابی شرابیوں کے ساتھ زانی زانیوں کے ساتھ سودخور سودخوروں کے ساتھ جمع کئے جائیں گے۔ آیہ مبارکہ میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ عام کفار اپنے بڑوں سے کہیں گے تم ہمارے پاس بڑی قوت سے آتے تھے رعب ڈالتے تھے۔ یمن کا معنی قسم کا بھی ہے کہ تم ہمارے پاس قسمیں اٹھا اٹھا کر باطل کی حمایت کرتے تھے حق سے روکتے تھے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

ہم پر اپنے رب کا حکم لازم ہو گیا اب بے شک ہم اس عذاب کو چکھنے والے ہیں (۳۱) ہم نے تم کو بھی گمراہ کیا ہم خود بھی گمراہ تھے (۳۲) پس وہ سب اس دن عذاب میں حصہ دار ہوں گے (۳۳) ہم مجرموں کے ساتھ اس طرح سلوک کرتے ہیں (۳۴) کفار کی یہ حالت ہے جب انہیں کہا جاتا ہے اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں تو یہ تکبر کرنے لگتے ہیں (۳۵) اور کہتے ہیں کیا ہم اپنے خداؤں کو ایک مجنون اور شاعر کے کہنے سے چھوڑ دیں (۳۶) (دیوانے تو یہ لوگ خود ہیں) وہ تو دین حق لے کر آئے ہیں اور سارے رسولوں کی تصدیق کرتے ہیں (۳۷) مجرمو! تم

فَحِمْزٌ عَلَيْنَا قَوْلٌ رَبَّنَا اِنَّا كَذَّبْنَا بِقَوْلِ الْفُتُوْنِ ۝
فَاَعْوَيْتُمْ اِنَّا كُنَّا غَوِيْنَ ۝^{۳۱} فَاَنْتُمْ
يَوْمَ مِيْدٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝^{۳۲}
اِنَّا كَذَّبْنَاكَ تَفَعَّلَ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝^{۳۳}
اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝^{۳۴} وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّا لَتَّارِكُوْا
الْهَيْتَنَا لِشَاعِرٍ مُّجْنُوْنٍ ۝^{۳۵} بَلْ جَاءَ
بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝^{۳۶} اِنَّكُمْ
لَذٰٓئِقُوْٓا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝^{۳۷} وَمَا
تُجْرَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝^{۳۸} اِلَّا
عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝^{۳۹}

صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم

درد ناک عذاب ضرور چکھو گے (۳۸) اور
تمہیں بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر اُسی کا جو تم
کرتے تھے (۳۹) البتہ اللہ کے مخلص بندے
(عذاب سے) محفوظ رہیں گے (۴۰)

تفسیر

کفار کی حالت بیان کی جا رہی ہے کہ وہ کہیں گے ہم پر خدا کا حکم لازم ہو گیا اور ہم عذاب چکھنے والے
ہیں اس دن پیر و کار اور پیشوا سبھی عذاب میں اکٹھے ہوں گے تو پیر و کاروں کا عذر سنا جائے گا کہ وہ خود گمراہ
نہیں ہوتے تھے بلکہ انہیں گمراہ کیا گیا تھا اور نہ ہی اُن کے پیشواؤں کی معذرت قبول ہوگی کہ گمراہ ہونے
والے خود ہی سیدھی راہ کے طالب نہ تھے۔ فرمایا ہم مجرموں کے ساتھ یہی کچھ کیا کرتے ہیں ان کی حالت کو
بیان فرمایا گیا جب انہیں کہا جائے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ سرکشی کرتے تھے اور کہتے تھے ہم شاعر اور
مجنون کی بات نہیں مانیں گے۔ بارگاہ قدس سے جواب دیا گیا ہے جسے تم شاعر کہتے ہو اس نے رسولوں کی
تصدیق کی تھی کسی سابق رسول کی تکذیب نہیں کی۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ یہ ہمارا رسول کوئی نئی بات نہیں
لایا وہ ہی بتا رہا ہے جو تمام پہلے رسولوں نے بیان کی، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ وہ ان تمام خبروں کا مصداق تھا
جو پچھلے رسولوں نے اس کے بارے میں دی تھیں۔

فرمایا اس دن کے عذاب سے چند مخلص بندے محفوظ ہوں گے۔ اس آیت مبارکہ میں کفار کی اس
حالت کو بیان کیا گیا ہے جب انہیں سچی دعوت حق دی جاتی تو مغرور ہو جاتے اور حضور ﷺ کے خلاف
طرح طرح کے اعتراضات لگانا شروع کر دیتے۔ آیت مبارکہ سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ مشرکین اپنے
معبودانِ باطل کے متعلق یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ معبود ہیں اللہ ہیں (معاذ اللہ) آج بھی کوئی شخص کسی
انسان جن فرشتہ یا کائنات کی کسی شے کو الہ جانے تو شرک ہے اور دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔

ان آیات مبارکہ سے واضح ہو رہا ہے مشرکین بتوں کو معبود، الہ کہتے تھے، اللہ کی وحدانیت کا انکار کرتے تھے، نبی پاک علیہ السلام سے گستاخانہ رویہ رکھتے تھے۔ قیامت کے منکر تھے، جہاں یہ صفات نہ پائی جاتی ہوں اس شخص کو مشرک کہنے کیلئے لاکھ بار سوچنا ہوگا کہ کسی مومن کو مشرک کہہ کر خود مبتلا عذاب نہ ہو جائے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

انہیں رزق دیا جائے گا جس کی کیفیت معلوم ہے (۴۱) لذیذ پھل اور ان کا بڑا احترام کیا جائے گا (۴۲) اور وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے (۴۳) حسین تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے (۴۴) ان پر چشموں سے پر کر کے جام بھر دیئے جائیں گے (۴۵) سفید ہوں گے بڑے لذیذ ہوں گے (۴۶) ان میں کوئی صحت کو نقصان دہ شے نہیں ہوگی اور نہ ہی وہ پینے سے مد ہوش ہوں گے (۴۷) اور ان کے پاس باجیا نیچی نگاہ والی عورتیں ہوں گی (۴۸) گویا وہ انڈوں کی مانند گرد و غبار سے محفوظ ہوں گی (۴۹) وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے اور سوال و جواب کریں گے (۵۰) ان میں سے ایک کہے گا میرا ایک ساتھی تھا (۵۱) اور کہا کرتا تھا کہ کیا تو ایمان لانے والوں سے ہے (۵۲)

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ۙ فَوَاكِهِ ۙ وَهُمْ مُّكْرَمُونَ ۙ فِیْ جَنَّاتٍ النَّعِیْمِ ۙ عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَبِّلِیْنَ ۙ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ۙ بَیْضَاءِ لَّدُنَّ لِلشَّرِبِیْنَ ۙ لَا فِیْهَا غَوْلٌ ۙ وَلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزِفُونَ ۙ وَعِنْدَ هُمْ قُصْرٌ الطَّرْفِ عِیْنٍ ۙ كَأَنَّهُنَّ بَیضٌ لَّكُنُورٌ ۙ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّكْسَآءُونَ ۙ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْنٌ یَّقُولُ اِنَّكَ لَمِنَ الْمَصْدِقِیْنَ ۙ

اللہ
الصّٰدِقِ
العظِیْمِ

تفسیر

اس آیت پاک میں اللہ کے مخلص بندوں پر انعامات کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ ان کیلئے ایسا رزق ہوگا جس کا حال معلوم ہے یہ ان کی جنتی غذاؤں کی طرف اشارہ ہے جو مختلف صورتوں میں بیان کی گئی ہیں۔ ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ رزق معلوم سے مراد اسکے اوقات متعین اور معلوم ہیں کہ صبح و شام پابندی کے ساتھ عطا ہوگا جیسے دوسری آیت میں ”غذوة و عشا“ کے الفاظ آتے ہیں۔ ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ رزق یقینی اور دائمی ہوگا دنیا کی طرح نہیں کہ کسی کو پتہ نہیں کل کیا ملے گا یا جتنا رزق مجھے حاصل ہے وہ کب تک میرے پاس رہے گا ہر شخص کو ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہتا ہے پتہ نہیں آج کی نعمتیں کل میرے پاس ہوں گی یا نہیں مگر وہاں کا رزق یقینی ہے (قرطبی)

رزق کی تشریح فرمادی گئی کہ وہ پھل ہوں گے میوے ہوں گے، ”فاکھہ“ میں اشارہ ہے کہ جنت کی جنتی نعمتیں ہوں گی وہ لذت بخشے کیلئے ہوں گی، بھوک دور کرنے کیلئے نہیں کہ جنت میں انسان کو کسی شے کی حاجت نہیں ہوگی، جنت کی تمام نعمتوں کا مقصد لذت عطا کرنا ہوگا۔ (کبیر)

ایک اور اعزاز کا ذکر فرمایا گیا کہ وہ لذت کے ساتھ معزز بھی ہوں گے، اعزاز بھی ہوگا اگر اعزاز نہ ہو تو لذیذ کھانا بھی بے معنی ہو جاتا ہے۔ آیت پاک میں ایک اور اعزاز کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ وہ آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے کسی کی کسی کی طرف پشت نہیں ہوگی۔ مجلس کا دائرہ اتنا وسیع ہوگا کہ کسی کو کسی کی طرف پیٹھ کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوگی ان کی قوت سماعت اور بصیرت اس قدر ہوگی کہ دور بیٹھے بھی دیکھ سکیں رہے ہوں گے۔ مہک اور صفت یہ ہوگی کہ پینے میں لذت ہوگی اس میں کسی قسم کی بو، گندگی، درد، پیٹ کا درد، عقل کا بہک جانا، قطع نہیں ہوگا۔ (ابن جریر)

ایک اور صفت اور انعام کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ وہاں اُن کیلئے شرم و حیاء والی نیچی نگاہ والی خواتین بھی ہوں گی ان کے علاوہ وہ کسی کو نہ دیکھیں گی یہ عورتیں اپنے شوہروں سے کہیں گی اللہ کی قسم مجھے تجھ سے بہتر کوئی

نظر نہیں آتا۔ آیہ مبارکہ میں ان عورتوں، جنت کی حوروں کو چھپے ہوئے انڈوں سے تشبیہ دی گئی ہے جو انڈا پروں میں چھپا ہوا ہواس پر بیرونی گردوغبار نہیں پڑتا۔ اگلی آیہ پاک میں جنتیوں کے ایک دوسرے سے باتیں کرنے کا ذکر ہے اس کا مقصد غفلوں کو متنبہ کرنا ہے اس سے پتہ چل رہا ہے قیامت کے دن دیکھنے اور سننے کی قوتوں کا یہ حال ہوگا کہ جنت میں بیٹھا ایک جنتی دوزخ میں ایک دوزخی کو دیکھ بھی لے گا اور اس سے بات بھی کر لے گا اور اس کا جواب بھی سن لے گا۔ یہ بھی پتہ چلا کہ دور و نزدیک سے سننا دیکھنا جواب دینا یہ اللہ کا انعام ہے جسے چاہے دیدے، حضور ﷺ اپنے روضہ انور سے دیکھ سن رہے ہیں یہ انعام خداوندی ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا اس وقت ضرور ہم کو بدلہ دیا جائے گا (۵۳) وہ کہے گا کیا تم اس کو جھانک کر دیکھنے والے ہو (۵۴) وہ اس کو جھانک کر دیکھے گا تو اس کو دوزخ کے درمیان میں دیکھے گا (۵۵) سو وہ اس سے کہے گا اللہ کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے بھی ہلاک کر دیتا (۵۶) اور اگر مجھ پر میرے رب کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی دوزخ میں پڑا ہوتا (۵۷) کہا اب ہم مرنے والے نہیں ہیں (۵۸) سو اس پہلی موت کے اور کیا ہم کو عذاب نہیں دیا جائے گا (۵۹) (پھر تو) یہ بہت بڑی کامیابی ہے (۶۰)

عَٰذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ۖ اِنَّا لَسٰدِیُّنَ ۚ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّقْطِعُوْنَ ۙ فَاَظْلَمَ فِرَآءُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ۙ قَالَ تَاٰلِیْہٖ اِنْ کِدْتَ لَتُرْدِیْنَ ۙ وَکَوْلَا نِعْمَۃً رَبِّیْ لَکُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ۙ اَفَمَا نَحْنُ بِسَیِّئِیْنِ ۙ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُولٰٓئِیْ وَمَا نَحْنُ بِمُعَدِّیْنَ ۙ اِنَّ هٰذَا لَهٗوَ الْقُوْزِ الْعَظِیْمِ ۙ

اللہ
صَلَّى
عَلَيْهِ
وَاٰلِهِ
وَاَصْحَابِهِ
الْعَظَمِیْمِ

تفسیر

کفار کے نظریہ کو بیان فرمایا جا رہا ہے وہ کہیں گے جب ہم مر چکے ہوں گے اور ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر رہ جائیں گے تو ہمیں جزا و سزا دی جائے گی۔ اب کیا آپ لوگ دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ صاحب اب کہاں ہے یہ کہہ کر جو نبی وہ جھانکے گا تو جہنم کی گہرائی میں اس کو دیکھ لے گا اور اس سے مخاطب ہو کر کہے گا اللہ کی قسم تو تو مجھے بھی تباہ کر دینے والا تھا، اگر میرے رب کا فضل شامل حال نہ ہوتا تو آج میں بھی ان لوگوں میں ہوتا جو پکڑے ہوئے آئے ہیں۔

اس ارشاد گرامی سے واضح ہو رہا ہے کہ آخرت میں انسان کی سماعت اور بینائی اور گویائی کس پیمانے کی ہوگی جنت میں بیٹھا ہوا ایک آدمی کسی آلہ کے بغیر سن سکتا ہے دیکھ سکتا ہے کسی آلہ کے بغیر براہ راست کلام کر سکتا ہے وہ اتنے طویل فاصلہ سے بات کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی سنتے ہیں۔

آیہ مبارکہ سے صاف طور پر واضح ہو رہا ہے کہ اپنے دوزخی ساتھی سے بات کرتے ہوئے یہ جنتی شخص اپنے آپ سے کلام کرنے لگتا ہے اور یہ فقرے اس کی زبان سے اس طرح ادا ہوتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے اندازے سے برتر پا کر حیرت کے ساتھ آپ ہی بول رہا ہے۔ ایسے انداز میں آدمی کا اپنے ہی احساسات کا اظہار اس کی زبان سے ہونے لگتا ہے وہ جنتی دوزخی کے کلام کرتے کرتے یکا یک محسوس کرتا ہے کہ میری خوش قسمتی مجھے کہاں لے آئی اب نہ موت ہے نہ عذاب ہے تمام مشکلات کا خاتمہ ہو چکا ہے اور مجھے حیات جاودا نصیب ہو چکی ہے اسی احساس کی بناء پر وہ بولتا ہے کیا اب ہم اس مرتبے کو پہنچ چکے ہیں؟

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

ایسی ہی کامیابی کیلئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہئے (۶۱) یہ ضیافت اچھی ہے یا زقوم کا درخت (۶۲) ہم نے اس درخت کو ظالموں کیلئے فتنہ بنا دیا ہے (۶۳) وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی جڑ سے نکلتا ہے (۶۴) اس کے ٹھگوں پر ایسے ہیں جیسے شیطانوں کے سر (۶۵) جہنم کے لوگ اُسے کھائیں گے اور اُس سے پیٹ بھریں گے (۶۶) پھر اس پر پینے کیلئے ان کو کھولتا ہوا پانی ملے گا (۶۷)

لِيَمِثِلَ هَذَا فليَعْمَلِ الْعَمَلُونَ ﴿٦١﴾
 أَذَلِكَ خَيْرٌ تُزَلُّوا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقْوَمِ ﴿٦٢﴾
 إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِلظَّالِمِينَ ﴿٦٣﴾
 شَجَرَةُ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ﴿٦٤﴾
 كَانَتْ رُءُوسَ الشَّيَاطِينِ ﴿٦٥﴾ فَأَنَّهُمْ
 لَا كُونُونَ مِنْهَا فَمَالُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٦٦﴾
 ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَبِيمٍ ﴿٦٧﴾

ﷺ
 العظماء

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا جنتی کا جنت میں جانا بہت بڑی کامیابی ہے اللہ کا فضل ہے کہ اُسے نعمت نصیب ہوئی، اسی عظیم الشان کامیابی کیلئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہئے۔ رب قدوس ارشاد فرماتا ہے یہ نعمتیں (جن سے ہم نے اپنے بندوں کو سرفراز کریں گے) اچھی ہیں یا زقوم کا درخت؟ خود فیصلہ کرلو۔ زقوم ایک درخت ہے جو تہامہ کے علاقے میں ہوتا ہے اس کا ذائقہ نہایت تلخ اس کی بو نہایت ناگوار اس کا پانی جسم کے جس حصہ پر لگ جائے جسم سوچ جاتا ہے اس پر تیز نوکدار کانٹے بھی ہوتے ہیں۔ اس نام کا درخت دنیا میں کوئی نہیں یہ جہنم کے ایک درخت کا نام ہے بعض کہتے ہیں یہ وہی درخت ہے جسے ہمارے ملک میں تھوہر کہتے ہیں۔

علامہ آلوسی کہتے ہیں یہ درخت تہامہ میں ہی نہیں دوسرے بنجر علاقوں میں ہوتا ہے، ہندوستان میں ایک درخت پایا جاتا ہے جسے فاگ پھن کے نام سے یاد کرتے ہیں بعض نے کہا یہی وہ درخت ہے۔ یہ درخت دنیا

کے زقوم ہیں، دوزخ کا زقوم بالکل الگ ہے، ظالموں کیلئے یہ درخت فتنہ ہے یعنی عذاب ہے۔ قرطبی کہتے ہیں جب یہ آریہ پاک نازل ہوئی تو کفار نے کہا ہم تو اس نام کا کوئی درخت نہیں جانتے، اتفاق سے ایک شخص آیا قریش نے اس شخص سے اس درخت کے بارہ میں پوچھا اس نے بتایا یہ درخت ہے۔

قرآن مقدس نے فرمایا ہم نے یہ درخت ظالموں کیلئے آزمائش بنادیا ہے۔ یہ درخت جہنم کی جڑ میں اگتا ہے، اس کے شگوفے ایسے ہوں گے جیسے شیطانوں کے سر۔ اس درخت کی بد صورتی بیان کرنے کیلئے فرمایا گیا گویا وہ شیطانوں کے سر ہیں جیسے کسی خوب صورت شے کو فرشتہ سے تشبیہ دی جاتی ہے ایسے ہی زقوم کے شگوفوں کو شیاطین کے سروں سے تشبیہ دی گئی۔ ”رؤس الشیاطین“ کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے سانپوں کے پھن کی طرح ہوں گے۔ جہنمی اُن سے اپنے پیٹ بھریں گے پھر پیٹ بھر کر کھانے کے بعد انہیں کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

پھر انہیں دوزخ کی طرف لوٹایا جائے گا (۶۸) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا (۶۹) اور انہیں کے نقش قدم پر چلتے ہیں (۷۰) حالانکہ ان سے پہلے بہت سے لوگ گمراہ ہو چکے تھے (۷۱) اور ان میں ہم نے تنبیہ کرنے والے رسول بھیجے تھے (۷۲) اب دیکھ لو ان تنبیہ کئے جانے والوں کا کیا انجام ہوا (۷۳) اس بد انجامی سے وہی لوگ بچے ہیں جنہیں اللہ نے اپنے لئے خاص کر لیا ہے (۷۴)

ثُمَّ اِنْ مَّرَجَعَهُمْ لَا اِلٰى الْجَحِيْمِ ۙ
اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اَبَاءَهُمْ مُّذَلِّينَ ۙ فَهُمْ
عَلٰى اٰثَرِهِمْ يُهْرَعُونَ ۙ وَلَقَدْ ضَلَّ
قَبْلَهُمْ كَثَرٌ اِلَّا وَّلِيْنَ ۙ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا
فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۙ فَاَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۙ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ
الْمُخْلَصِيْنَ ۙ

اللہ
صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم

تفسیر

کفار کی حالت کو بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ دوزخ میں زقوم کھائیں گے پھر انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا اس آیت پاک میں ان کی ایک حالت کو بیان کیا جا رہا ہے جب بھوک پیاس سے بے تاب ہونے لگیں گے تو انہیں اس مقام کی طرف ہانک دیا جائے گا جہاں زقوم کے درخت اور کھولتے پانی کے چشمے ہوں گے پھر جب وہ وہاں سے کھاپی کر فارغ ہوں گے تو انہیں دوزخ کی طرف واپس لایا جائے گا ان کی گمراہی کی وجہ بیان فرمائی گئی کہ وہ گمراہ کیوں ہوئے، وہ اپنے عقل و ہوش سے محروم ہو گئے انہوں نے اپنے گمراہ باپ دادا کی پیروی کی اور انہیں ہی سمجھ کر ان کی اتباع کرتے رہے، ان سے پہلے ہی بہت سے لوگ بہک گئے تھے اور ہم نے انہیں تنبیہ کرنے والے رسول بھیجے تھے اب دیکھ لو کہ ان تنبیہ کئے جانے والوں کا انجام کیا ہوا، اس بد انجامی سے بچنے کیلئے اللہ کے وہی بندے بچے ہیں جنہیں اس نے اپنے لئے خالص کیا ہے۔ پہلے لوگوں میں انبیاء علیہم السلام کو بھیجنے کے ذکر میں یہ بھی ہے اشارہ ہے، محبوب جس طرح پہلے رسول اپنی قوموں کی ہٹ دھرمی اور حق سے انحراف پر صبر کرتے رہے۔ آپ بھی اسی طرح صبر کریں اور جس طرح ان رسولوں نے اپنی قوم کے انکار کے باوجود اللہ کی طرف دعوت دینے اور صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دینے کو ترک نہ کیا تھا، آپ بھی اسی طریقہ سے اپنے مشن کو جاری رکھیں اور شکر و ہدایت کا سلسلہ قائم رکھیں۔ آیت مبارکہ کا یہ ارشاد دیکھئے ”ان کا کیا حشر ہوا“ بظاہر یہ خطاب حضور ﷺ کیلئے ہے مگر اس سے مقصد کفار کو خطاب کرنا ہے کہ انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت نوح کی قوم اور عاد و ثمود نے اپنے اپنے نبیوں کو جھٹلایا تو ان پر کیسا عذاب نازل ہوا اور انہوں نے مختلف سفروں میں ان کے عذاب کے نشانات دیکھے تو وہ اس سے نصیحت حاصل کیوں نہیں کرتے۔ آیت کے آخر میں فرمایا گیا لوگ گمراہ ہو چکے سو اللہ کے برگزیدہ بندوں کے وہ گمراہی سے بچے رہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَبِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

وَلَقَدْ نَادَيْنَا نُوْحًا فَلْنَعْمَ الْمُسْتَجِیْبُونَ ﴿۷۵﴾
وَبَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿۷۶﴾
وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿۷۸﴾ سَلَامٌ عَلَى نُوْحٍ فِي الْعَالَمِينَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۸۱﴾
ثُمَّ اَعْرَفْنَا الْآخِرِينَ ﴿۸۲﴾ وَاِنْ مِنْ شَيْعَةٍ لَّا بُرْهَانٌ عَلَيْهِمْ ﴿۸۳﴾ اِذْ جَاءَ رَبُّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ ﴿۸۵﴾ اَفَكُلَّ إِلَهٍ دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ ﴿۸۶﴾
فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۸۷﴾

اللہ
الصّٰلِحِیْنَ
العظِیْمِ

اور ہم کو نوح نے پکارا ہم کتنی اچھی طرح پکار کا جواب دینے والے ہیں (۷۵) اور ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بڑی مصیبت سے نجات دی (۷۶) اور ہم نے (نوح کی) اولاد کو باقی رہنے والا بنادیا (۷۷) اور ہم نے ان کا ذکر بعد والوں میں باقی رکھا (۷۸) سلام ہو نوح پر تمام جہانوں میں (۷۹) ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں (۸۰) بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے ہیں (۸۱) پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا (۸۲) اور بے شک ابراہیم بھی ان کے گروہ میں سے ہیں (۸۳) کیونکہ وہ قلب سلیم کے ساتھ اپنے رب کے حضور حاضر ہوئے (۸۴) جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تم کن چیزوں کی عبادت کر رہے ہو (۸۵) کیا تم اللہ کو چھوڑ کر خود ساختہ معبودوں کی عبادت کر رہے ہو (۸۶) تو رب العالمین کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے (۸۷)

تفسیر

بچھلی آیہ مبارکہ میں ذکر تھا دیکھو ان لوگوں کا انجام کیا ہوا جنہیں ڈرایا گیا تھا مگر وہ نہ سنبھل سکے ہاں مخلصین بندے بچ رہے، اس آیہ پاک میں ان مخلصین میں سے ایک عظیم شخصیت سیدنا نوح علیہ السلام کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اللہ کے محبوب بندے وہ ہوتے ہیں جن کے ماں باپ اللہ کی یاد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہوتے ہیں تو وہ ان کی پیروی کرتے ہیں اگر ماں باپ گستاخ ہوتے ہیں تو وہ اللہ کی رضا کیلئے ماں باپ کو بھی چھوڑ دیتے ہیں کہ انہیں صرف رب قدوس سے ہی تعلق ہوتا ہے۔ نوح علیہ السلام نے ہمیں مشکل میں پکارا ہم نے مدد کی اور ہم بہترین فریادرس ہیں۔ آپ نے عرض کی اے اللہ میں مغلوب ہوں میری مدد فرما اور عرض کی اے اللہ روئے زمین پر کوئی کافر نہ چھوڑا اگر تو نے انہیں چھوڑا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کے مجرم گنہگار ہوں گے۔

جب قوم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ ناشائستہ غیر مہذب اور معاندانہ روش اختیار کی تو آپ کی قوم جو سرکش تھی طوفان نوحی میں برباد ہو گئی صرف وہی بچے جو آپ کے ساتھ کشتی میں سوار تھے آج کی پوری انسانیت ان کشتی سواروں کی اولاد ہے۔ ہم نے صرف نوح کی نسل کو باقی رہنے والی بنادیا اور پیچھے آنے والوں کیلئے ان کا ذکر خیر باقی رکھا، تمام جہانوں میں نوح پر سلام ہوا آنے والی اُمتوں میں ہم نے نوح کی اچھی شہرت نیک نامی کو برقرار رکھا ہر اُمت آپ کی ثناء خوان ہے اور آپ کی تعریف کرتی ہے اور فرمایا ہم محسنین کو ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں نوح ہمارے ایماندار بندوں میں تھے۔ نوح اور اس کی ماننے والی قوم کے علاوہ ہم نے سب کو غرق کر دیا۔ نوح علیہ السلام کی نسل آپ کے بیٹوں سام، حام اور یافث سے چلی ہے۔

ایسے ہی ان کی جماعت میں سے ابراہیم علیہ السلام بھی تھے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ باقی ساری محبتوں اور تعلقات سے محفوظ تھے، نوح علیہ السلام کے ذکر خیر کے بعد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمایا جا رہا ہے، نوح اور ابراہیم علیہما السلام کے درمیان دو ہزار چھ سو چالیس سال کا فاصلہ ہے دونوں کے درمیان ہود اور

صالح علیہا السلام کے علاوہ کوئی نبی نہیں آیا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام جب قلب سلیم لے کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، قلب سلیم سے مراد وہ دل ہے جو خدا کے علاوہ ساری محبتوں سے محفوظ ہو، قلب سلیم سے مراد وہ دل ہے جو برائیوں گناہوں سے محفوظ ہو۔ سیدنا جنید بغدادی علیہ الرحمہ نے قلب سلیم کا حسین معنی بیان کیا ہے، فرماتے ہیں ”سلیم“ عربی لفظ ہے جس کا معنی ڈسا ہوا بھی آتا ہے، قلب سلیم سے مراد وہ دل جو عشق مصطفیٰ کے ناگ سے ڈسا ہوا ہو۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تبلیغی کوششوں کو بیان فرمایا جا رہا ہے جب انہوں نے اپنے باپ اور قوم سے کہا تم کس کی پوجا کر رہے ہو، یہاں باپ سے آذران کا چچا مراد ہے کہ اُس نے ہی آپ کی پرورش کی تھی اور عربی میں چچا کو باپ کہہ دیا جاتا ہے۔ آپ کے باپ کا نام تاریخ تھا آپ نے جب اپنی قوم سے فرمایا تم کس کی پرستش کرتے ہو، اللہ تعالیٰ کے علاوہ جھوٹے خود ساختہ خدا چاہتے ہو استفہام کا انداز تو بیچ جھڑک کے طور پر ہے۔ اس سے پہلے فرمایا گیا ہے ”اتريدون الہة دون اللہ“ اللہ کے بغیر الہ چاہتے ہو؟ سارے جہانوں کے پالنے والے کے بارہ میں تمہارا کیا خیال ہے؟ حیرت ہے تم ہاتھوں سے بنائے گئے بتوں کو خدا کہتے ہو، انہیں رب کا شریک ٹھہراتے ہو تمہارا کیا خیال ہے کہ اس قدر گستاخی سرکشی بغاوت کرنے والوں کی جواب طلبی نہ ہوگی، میری قوم! ایک خدا کو مانو وہی حقیقی مالک ہے الہ ہے اسی کی پرستش کرو۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

فَنظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ۝۸۸ فَقَالَ إِنِّي
سَقِيمٌ ۝۸۹ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ۝۹۰
فَرَأَوْهُ إِلَى اللَّهِ فَنَادَوْهُ فَقَالَ أَإِنَّا لَمُتَوُونَ ۝۹۱
وَمَا لَكُمْ لَا تُنْفِقُونَ ۝۹۲ فَرَأَوْهُ ضَرْبًا
بِالْيَمِينِ ۝۹۳ فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزْفِقُونَ ۝۹۴
قَالَ اتَّعَبُودُنَّ مَا تَتَنَحَّشُونَ ۝۹۵ وَاللَّهُ
خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ۝۹۶ قَالُوا ابْنُوا
لَهُ بُدْنًا نَا فَالْقَوْمَ فِي أَهْلِيهِمْ ۝۹۷
فَارَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ۝۹۸
وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِيُنِ ۝۹۹

صَلَّىٰ
الْحَضِيمَ

سو آپ نے ایک نظر ستاروں کو دیکھا (۸۸)
پھر کہا میں بیمار ہوں (۸۹) چنانچہ وہ لوگ انہیں
پیچھے چھوڑ کر چلے گئے (۹۰) آپ چپکے سے اُن
کے معبودوں کی طرف گئے اور کہا تم کھاتے
کیوں نہیں (۹۱) تم بولتے کیوں نہیں (۹۲)
پھر پوری طاقت سے اپنے داہنے ہاتھ سے ان
پر ضرب لگائی (۹۳) پس وہ (میلے کے بعد)
آپ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے (۹۴)
آپ نے فرمایا کیا تم انہیں پوجتے ہو جنہیں خود
ہاتھوں سے تراشا (۹۵) حالانکہ تمہیں اللہ نے
پیدا کیا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو (۹۶) انہوں
نے کہا اس کیلئے آتش کدہ بناؤ پھر بھڑکتی آگ
میں پھینک دو (۹۷) انہوں نے تو چاہا کہ آپ
کے ساتھ مکر کریں لیکن ہم نے انہیں ذلیل کر دیا
(۹۸) آپ نے کہا میں اپنے رب کی طرف جا
رہا ہوں وہ میری راہنمائی فرمائے گا (۹۹)

تفسیر

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ایک بار ستاروں کو دیکھا پھر کہا میں بیمار ہوں، اس کی تفصیل کچھ اس طرح
ہے آپ کی قوم میلہ منانے کیلئے شہر سے باہر جایا کرتی تھی اور بتوں کو طرح طرح کی کھانے کی اشیاء پیش

کرتے، پھر شام کو وہی اشیاء جو بتوں کے آگے رکھی تھیں واپس لے آتے اور انہیں متبرک سمجھ کر استعمال کرتے، دوستوں میں تقسیم کرتے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس موقع کو غنیمت جانا کہ قوم کو بتوں کی بے بسی عجز بتایا جاسکے۔ قوم نے ابراہیم علیہ السلام کو ساتھ چلنے کی دعوت دی کہ شائد ہمارے معاملات کو دیکھ کر ابراہیم متاثر ہو جائے اور اپنے دین کو چھوڑ دے۔ آپ کا ارادہ یہ تھا کہ یہ ساری قوم باہر چلی جائے گی، تو میں بت خانے میں جا کر بتوں کو توڑ دوں گا اور جب وہ لوگ واپس آئیں گے اور بتوں کو دیکھیں گے تو محسوس کر جائیں گے کہ یہ بت بے بس ہیں عاجز ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا لیکن انکار کا طریقہ یہ اختیار کیا کہ پہلے ستاروں کو دیکھا اور پھر فرمایا میں بیمار ہوں، ستاروں کو دیکھ کر جواب دینے میں حکمت یہ تھی کہ قوم سمجھ جائے کہ ابراہیم اپنی بیماری کے متعلق جو کہہ رہے ہیں یہ ویسے ہی نہیں بلکہ ستاروں کو دیکھ کر کہہ رہے ہیں چونکہ یہ قوم علم نجوم سے بہت وابستہ تھی۔ آپ نے جشن کی شرکت سے خلاصی کیلئے یہ طریقہ اختیار کیا نہ کہ ستاروں سے علم حاصل کرنے کی غرض سے۔

شرعی طور پر علم نجوم کے بارہ میں سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ملتی ہے ”واذکرت النجوم فامسکو“ جب ستاروں کا ذکر چھڑے تو رک جاؤ۔ علم نجوم سے تخمینے اور اندازے لگائے جاتے ہیں جن سے کوئی یقینی علم حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ نجومیوں کی بے شمار پیشین گوئیاں آئے دن غلط ثابت ہوتی رہتی ہیں۔ علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں، اس علم کا انجام قیاس اور تخمینے سے آگے کچھ نہیں۔ صاحب روح المعانی نے یہ بھی لکھا ہے، علم نجوم ایک غیر مدلل علم ہے اس میں وسوسوں اور گمانوں کیلئے بڑی گنجائش ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے کو بیمار کہہ کر تو یہ کیا ہے، تو یہ کامطلب ہے کوئی ایسی بات کہنا جو بظاہر واقعہ کے خلاف ہو مگر کہنے والے نے کوئی دور کا دوسرا معنی مراد لیا ہو۔ بیمار فرمانے سے آپ کا مقصد طبیعت پر بوجھ تھا جو قوم کی مشرکانہ حرکات سے تھا جب وہ ابراہیم علیہ السلام کو پیچھے چھوڑ کر چلے گئے، آہستہ

سے ان کے معبودان باطل کے پاس گئے اور ان دیوتاؤں سے کہا تم کھاتے کیوں نہیں، بولتے کیوں نہیں آپ نے اپنے دائیں ہاتھ سے انہیں ضرب کاری لگائی اور توڑ دیئے۔ جب قوم میلے سے واپس آئی اور بتوں کا حشر دیکھا تو تیزی سے آپ کے پاس آئی، آپ نے فرمایا اے قوم! تم تراشے ہوئے بتوں کی پرستش کرتے ہو حالانکہ تمہیں اللہ نے پیدا کیا، مشرکین نے کہا ایک وسیع آتش کدہ بناؤ اور پھر ابراہیم کو اس میں ڈال دو۔ مشرکین نے چاہا ابراہیم کے ساتھ فریب کریں مگر ہم نے انہیں ذلیل کر دیا، آتش کدہ ٹھنڈا ہو گیا۔ ابراہیم بچ گئے قوم نے ابراہیم علیہ السلام کی عظمت کو دیکھ لیا، چاہئے تو تھا کہ ایمان لے آتی مگر روشن دلائل دیکھ کر بھی سرکش رہی اور بت پرستی سے باز نہ آئی تو آپ نے فیصلہ کر لیا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں کہ اس گندے معاشرے میں دعوت حق کا رگڑ نہیں ہو رہی، وقت ضائع ہو رہا ہے آپ نے صاف کہہ دیا میں تمہاری بت پرستی سے تنگ ہوں میں وہاں جاؤں گا جہاں دل جمعی سے اپنا کام کر سکوں چنانچہ آپ وہاں سے مصر اور وہاں سے شام تشریف لے گئے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

میرے رب! مجھے ایک نیک بچہ عطا کر (۱۰۰)
ہم نے انہیں ایک حلیم بچے کی خوش خبری سنادی
(۱۰۱) جب وہ بچہ اتنا بڑا ہو گیا کہ آپ کے
ساتھ دوڑ دھوپ کر سکے آپ نے فرمایا اے
عزیز بیٹے! میں نے خواب دیکھی ہے کہ تجھے
ذبح کر رہا ہوں اب بتا تیری رائے کیا ہے
(بیٹے نے) عرض کی پیارے والد گرامی جیسا
آپ کو حکم دیا گیا ہے کر گزریئے آپ مجھے

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنَاهُ
بِعِلْمٍ حَلِيمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ
قَالَ يَبْنَئِيْ اِِىْ اَرْمٰی فِی الْمَنَامِ
اِنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ
يٰكِبْتُ اَفْعَلْ مَا تُؤْمِرُ سَجَدْتِیْ اِنْ
شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّا اَسْلَمَا وَ
تَلَّہُ لِّلْجَبِّیْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادٰیْنِہٗ اَنْ یَّارٰہِمِمْ ﴿۱۰۴﴾

قَدْ صَدَقْتَ الرَّعِيَاءُ إِنْ كَذَبْتَ لَكَ تَجْزِي
الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ
الْبَئِينُ ۝ وَقَدْ يَنْبَغِي عَظِيمُ ۝

صَلَّى
الْعَظِيمُ

صابروں میں پائیں گے (۱۰۲) جب دونوں
نے اطاعت قبول کر لی اور باپ نے بیٹے کو
پیشانی کے بل لٹا دیا (۱۰۳) ہم نے آواز دی
اے ابراہیم! (۱۰۴) بس تو نے خواب سچ کر
دکھایا ہم اسی طرح محسنوں کو بدلہ دیتے ہیں
(۱۰۵) بے شک یہ بڑی کھلی آزمائش تھی
(۱۰۶) اور ہم نے اسے ایک عظیم ذبیحہ دے کر
بچالیا (۱۰۷)

تفسیر

اس وقت تک آپ کا کوئی بیٹا نہ تھا شام پہنچ کر آپ نے رب قدوس جل مجدہ سے صالح بیٹے کی
درخواست کی جو قبول ہوئی، ابراہیم علیہ السلام کا صالح اولاد کی درخواست کرنا بتاتا ہے صالح اولاد کی تمنا
سنت خلیل ہے۔ آپ کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا گیا۔ درخواست کے جواب میں فرمایا گیا کہ ہم
نے اسے حلم والے فرزند کی بشارت دے دی۔ حلیم فرمانے میں اشارہ ہے کہ یہ نومولود اپنی زندگی میں ایسے
صبر و ضبط کا مظاہرہ کرے گا کہ دنیا اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔

جب یہ بچہ ۱۳، ۱۴ سال کا ہوا تو آپ نے ایک رات خواب دیکھا کہ آپ اس بچے کو ذبح کر رہے ہیں
چونکہ نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔ آپ سمجھ گئے رب قدوس آپ سے اپنے فرزند کو ذبح کرنے کا فرماتا ہے۔
آپ نے اپنے بیٹے سے یہ خواب بیان کی، بیٹا جھٹ تیار ہو گیا اور کہا اباجی جیسے آپ کو حکم ہوا ہے کر گزریئے
آپ مجھے صابروں میں پائیں گے۔ اسماعیل علیہ السلام کا یہ جواب کہ آپ کر گزریئے جو کچھ آپ کو حکم دیا
گیا ہے بتاتا ہے کہ آپ کے علم میں ہے کہ نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔ بعض لوگ وحی غیر متلو کو نہیں مانتے

اس آیہ کریمہ سے ظاہر ہے کہ اسماعیل علیہ السلام نے خواب کو رب کا حکم فرمایا ہے اگر وحی غیر متلو کوئی شے نہیں تو یہ حکم کس آسمانی کتاب میں اُتر اٹھا؟

جناب اسماعیل علیہ السلام کا جواب لا جواب ہے، چنانچہ دونوں باپ بیٹا تعمیل حکم کیلئے گھر سے چلے گئے عجیب اور حسین منظر ہے باپ ذبح کرنے پر خوش، بیٹا ذبح ہونے پر، دونوں باپ بیٹا خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ شیطان نے سیدہ ہاجرہ کو اُکسایا اور کہا آج ابراہیم اپنے بیٹے اسماعیل کو ذبح کرنے لے گئے ہیں حضرت ہاجرہ فرماتی ہیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ باپ بیٹے کو ذبح کرے، لعین شیطان نے کہا اُسے خدا کا حکم ملا ہے حضرت ہاجرہ نے فرمایا اگر خدا کا حکم ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں، ایسے ہی سیدنا اسماعیل سے کہا تجھے تیرا باپ ذبح کرنے لے جا رہا ہے آپ نے فرمایا ایسا کبھی نہیں ہو سکتا، شیطان نے کہا اُسے اللہ کا حکم ہے تو اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا اللہ کا حکم ہے تو خوشی ہے، یہاں بھی ناکام رہا پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ورغلانا شروع کیا تو آپ نے شیطان کو پتھر مارا (شیطان نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو تین مرتبہ ورغلا یا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سات کنکر مار کر بھگایا، منی کے تین جمرات پر اسی محبوب عمل کی یادگار ہے) اور وہ یہاں بھی ناکام ہو گیا، جب دونوں باپ بیٹے نے گردنیں جھکا دیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کو منہ کے بل لٹایا تو حکم آ گیا ابراہیم بس تم نے خواب سچا کر دکھایا، ہم محسنوں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے اسماعیل کو عظیم فدیہ دے کر بچا لیا یہ عظیم فدیہ جنتی مینڈھا تھا، اس لئے فرمایا گیا کہ اللہ کی طرف سے آیا تھا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

اور ہم نے ان کا ذکر آنے والوں میں چھوڑا
(۱۰۸) ابراہیم پر سلام ہو (۱۰۹) اسی طرح ہم
اچھے لوگوں کو بدلہ دیتے ہیں (۱۱۰) بے شک وہ
ہمارے مومن بندوں میں تھا (۱۱۱) اور ہم نے
اسے اسحاق کی بشارت دی وہ صالحین کے زمرہ
میں نبی ہوگا (۱۱۲) اور ہم نے اس پر اور
اسحاق پر برکتیں نازل کیں اور ان کی نسل میں
کوئی نیک ہوگا اور کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے
والا ہوگا (۱۱۳)

وَتَرْكُنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَّمَ عَلَيَّ
إِبْرَاهِيمَ كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ
إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝
بَشَرْنَا بِاسْحَاقَ كَيْدِيَا مِنَ الصَّالِحِينَ
وَبَرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَى اسْحَاقَ ۝ وَمِنْ
ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِنَفْسِهِ مُبِينٌ

اللہ
صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم

تفسیر

ان آیات مبارکہ میں ابراہیم علیہ السلام کے ذکر کو پچھلوں میں دیر تک رہنے کا فرمایا گیا آپ پر سلام
فرمایا گیا، آپ کو ایماندار بندوں میں فرمایا گیا آپ کو اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری سنائی گئی۔ قربانی کا واقعہ
ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ ہم نے ابراہیم کو اسحاق کی خوشخبری سنائی جو نبی ہوں گے اور نیک لوگوں سے ہوں
گے۔ قرآن مقدس کا یہ انداز بیان بتاتا ہے کہ جس بیٹے کی قربانی کا حکم دیا گیا تھا وہ حضرت اسحاق کے علاوہ
کوئی اور ہے اور حضرت اسحاق کی بشارت اُن کی قربانی کے واقعہ کے بعد ہے۔

اسی عنوان پر قرآن مقدس نے دوسری جگہ پر حضرت اسحاق کی بشارت کے ساتھ فرمایا ”ومن وراء
اسحاق يعقوب“ اسحاق سے یعقوب علیہ السلام پیدا ہوں گے اس سے بہت ہی واضح ہو رہا ہے کہ
حضرت اسحاق دیر تک زندہ رہیں گے، اُن سے حضرت یعقوب پیدا ہوں گے پھر انہیں کو ذبح کرنے کا حکم
کس طرح دیا جاسکتا تھا۔ قرآن مقدس کے انداز بیان سے پتہ چلتا ہے جس بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم ہو رہا

ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پہلا بیٹا تھا، اس لئے انہوں نے ہجرت کرتے وقت دعا کی تھی جس کے جواب میں خوشخبری سنائی گئی کہ ان کے ہاں ایک حلیم بچہ پیدا ہوگا پھر اسی کے متعلق فرمایا جب وہ اپنے باپ کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو اسے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا اور یہ بات متفق علیہ ہے کہ آپ کے پہلے بیٹے حضرت اسماعیل ہیں اور حضرت اسحاق ان کے دوسرے بیٹے ہیں۔

یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ قربانی کا واقعہ مکہ مکرمہ میں کہیں پیش آیا جس کے باعث عرب میں حج کے دوران قربانی کا طریقہ رائج رہا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادہ کے فدیہ میں مینڈھا جنت سے بھیجا گیا تھا اس کے سینک سا لہا سال تک کعبہ شریف کے اندر لٹکے رہے۔

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ حضرت شععی کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے یہ سینک کعبہ میں لگے دیکھے ہیں، حضرت سفیان کہتے ہیں یہ سینک عرصہ تک کعبہ میں لٹکے رہے، جب حجاج بن یوسف کے زمانہ میں کعبہ اللہ میں آتشزدگی ہوئی تو یہ سینک بھی جل گئے۔ یہ بات واضح ہے کہ مکہ مکرمہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی رہے ہیں نہ کہ حضرت اسحاق علیہ السلام اور ذبح کا حکم اسماعیل علیہ السلام کیلئے ہے۔ جن روایات میں ذبح حضرت اسحاق کو بیان کیا گیا ہے ان کے بارے میں حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ کا یہ موقف ہے کہ یہ سارے اقوال کعب احبار سے نقل ہیں۔ اس لئے جب وہ حضرت عمر فاروق کے دور میں اسلام لائے تو اپنی پرانی باتیں حضرت عمر کو سناتے۔ بعض اوقات حضرت عمران کی باتیں سن لیتے اس سے اور لوگوں کو بھی گنجائش مل گئی۔ ابن کثیر فرماتے ہیں اسحاق علیہ السلام کو ذبح قرار دینے کی بنیاد اسرائیلی روایات ہیں۔ تحقیقی بات یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بجائے حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبح قرار دیا۔ جلیل القدر لوگوں نے ذبح حضرت اسماعیل کو قرار دیا ہے۔ بہت سے مفسرین نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح قرار دیا ہے۔ ان مقدس شخصیتوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کہا، حضرت علی المرتضیٰ حضرت ابن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابوالطفیل، حضرت سعید بن جبیر،

حضرت حسن بصری، حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت شعیب کہتے ہیں ذبیح اسماعیل ہی ہیں۔ سیدنا اسماعیل کے ذبیح ہونے پر میری کتاب ”آئینہ حق“ میں تورات کی روشنی میں مکمل بحث موجود ہے۔ یہودیوں کی کتب میں موجود ہے جب اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت ابراہیم کی عمر چھیالیس سال تھی اور جب اسحاق پیدا ہوئے تو آپ کی عمر ۱۰۰ سال تھی۔ جس سے صاف واضح ہے اسماعیل ہی بڑے ہیں اور وہی ذبیح ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں کی نسل سے دو بہت بڑی قومیں پیدا ہوئیں، ایک بنی اسرائیل جن سے دو بڑے مذہب یہودیت اور عیسائیت نکلے دوسرے بنی اسماعیل جو نزول قرآن کے وقت تمام اہل عرب کے مقتدا تھے۔ ان دونوں شاخوں کو جو عروج ملا وہ سارے کا سارا سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے باعث ہے۔ اب صرف اولاد ابراہیم کی بناء پر فخر نہیں بلکہ ہم تو یہ دیکھیں گے کہ تم میں محسن کون ہے اور ظالم کون؟ پھر جو جیسا ہوگا اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کریں گے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

اور ہم نے موسیٰ و ہارون پر احسان کیا (۱۱۴)
ان کو اور ان کی قوم کو کرب عظیم سے بچایا (۱۱۵)
نصرت بخشی جس کی وجہ سے وہی غالب رہے
(۱۱۶) انہیں نہایت واضح کتاب عطا کی (۱۱۷)
انہیں سیدھی راہ دکھائی (۱۱۸) اور بعد کی نسلوں
میں ان کا ذکر خیر باقی رکھا (۱۱۹) سلام ہے
موسیٰ و ہارون پر (۱۲۰) ہم نیکی کرنے والوں کو
ایسی ہی جزا دیتے ہیں (۱۲۱) بیشک وہ دونوں
ہمارے مومن بندوں میں سے تھے (۱۲۲)

وَلَقَدْ مَكَنَّا عَلَىٰ مُوسٰی وَهْرُونَ^(۱۱۴)
وَجَعَلْنَاهُمَا قَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ^(۱۱۵)
وَنَصَرْنَاهُمْ فَكَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ^(۱۱۶) وَآتَيْنَاهُمَا
الْكِتَابَ الْمُسْتَقِيمَ^(۱۱۷) وَهَدَيْنَاهُمَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيمَ^(۱۱۸) وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ^(۱۱۹)
سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسٰی وَهْرُونَ^(۱۲۰) اِنَّا كَذٰلِكَ
نُجْزِي الْمُحْسِنِينَ^(۱۲۱) اِنَّهُمْ اَمِنْ عِبَادِنَا
الْمُؤْمِنِينَ^(۱۲۲)

ﷺ
العظیم

تفسیر

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے دونوں بیٹوں اسماعیل و اسحاق علیہم السلام کے ذکر خیر کے بعد اب موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا ذکر فرمایا جا رہا ہے اور ان پر اپنے احسانات کو بتایا جا رہا ہے آپ کے ذریعہ بنی اسرائیل کو صدیوں کی غلامی سے نجات ملی، سمندر سے پار ہونے میں کامیابی دی گئی۔ ان احسانات میں ایک یہ بھی تھا کہ ان کی نگاہوں کے سامنے فرعون غرق ہوا، یہ بھی احسان تھا کہ فرعون کالاکھوں پر مشتمل لشکر برباد ہو گیا۔ ایک احسان یہ بھی تھا کہ ہم نے انہیں اپنی کتاب تورات عطا کی جو ان کی راہنمائی کرتی ہے، ہمارے احسانات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا ذکر خیر رہتی دنیا تک رہے۔

ہم نے ان دونوں کو سیدھی راہ کی ہدایت کی، موسیٰ و ہارون دونوں پر سلام، ہم اچھے کام کرنے والوں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں وہ دونوں ہمارے ایماندار بندوں میں تھے۔ موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا ذکر خیر قرآن مقدس میں کئی مقامات پر گزرا ہے اس واقعہ کے ذکر کرنے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص اور اطاعت شعار بندوں کی کس طرح مدد کرتا ہے اور انہیں کیسے کیسے انعامات سے نوازتا ہے۔ انعامات کی دو قسمیں، ایک مثبت انعامات یعنی فائدہ پہنچانا دوسرے منفی انعامات یعنی نقصان سے بچانا۔ اس واقعہ میں دونوں انعامات کا ذکر ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اور بے شک الیاس (علیہ السلام) بھی رسولوں میں سے ہیں (۱۲۳) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں (۱۲۴) کیا تم بعل کی عبادت کرتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑے ہوئے ہو (۱۲۵) اللہ تمہارا بھی پروردگار ہے اور

وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۖ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ ۚ أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ۚ اللَّهُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۚ

تمہارے باپ دادا کا بھی پروردگار ہے (۱۲۶)
 پھر انہوں نے آپ کو جھٹلایا بے شک انہیں
 حاضر کیا جائے گا (۱۲۷) سوا اللہ کے بندوں
 کے جو مخلص ہیں (۱۲۸) اور ہم نے ان کا ذکر
 خیر پیچھے آنے والوں میں چھوڑا (۱۲۹) الیاس
 پر سلام ہو (۱۳۰) ہم اسی طرح نیکوں کو جزا
 دیتے ہیں (۱۳۱) بے شک وہ ہمارے ایماندار
 بندوں سے ہیں (۱۳۲)

فَكَذَّبُوهُ فَأَنزَلْنَاهُمْ لَحُضْرًا ۚ
 عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ وَتَرْكُنَا
 عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۚ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرٰهٖمَ
 يَا سٖنَ ۚ إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۚ
 إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝

اللہ
 الصلوات
 علیہ

تفسیر

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں سخت اختلاف ہو گیا، یہ لوگ مختلف قبیلوں میں بٹ گئے، ہر ایک نے اپنا الگ معیار بنالیا اور ہر ایک اپنے کو حق پر سمجھنے لگا، ان میں سے کچھ لوگ لبنان کے علاقہ میں آباد ہو گئے، انہوں نے توحید کو چھوڑ دیا اور بت پرستی میں لگ گئے، وہاں پر بعل نامی بت کو سجدے کرنے لگے کہتے ہیں یہ بت سونے کا مجسمہ تھا اس کی لمبائی بیس گز تھی اس کے منہ چار تھے جہالت کی انتہا تھی یہ لوگ صبح و شام اسی کی پرستش میں منہمک تھے۔ اپنی مشکلات کا حل مسائل کا جواب اس سے ہی مانگتے تھے، اس بت کی دیکھ بھال کیلئے چار سو سے زیادہ خدام تھے۔

اس گمراہ قوم کو سمجھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس کو مبعوث فرمایا، آپ نے انہیں راہ راست پر لانے کی بے حد کوشش کی مگر ان کی سرکشی بڑھتی گئی، آپ کی بے حد کوششوں کے صلہ میں بارگاہ قدس سے سیدنا الیاس علیہ السلام کو یہ انعام ملا، حکم ہوتا ہے الیاس پر سلام ہو، اور ہم ایسے ہی نیکوں کو جزا دیتے ہیں۔ ان کے متعلق فرمایا وہ ہمارے نیک بندوں میں سے ہیں۔

مفسرین کے ایک مختصر گروہ کا یہ نظریہ ہے کہ حضرت الیاس اور حضرت ادریس علیہم السلام کا ہی دوسرا نام ہے ان دونوں شخصیتوں میں کوئی فرق نہیں بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہ السلام ایک ہی ہیں لیکن محققین کی ایک بڑی جماعت کا یہ موقف ہے کہ ادریس والیاس علیہما السلام دو الگ الگ شخصیتیں ہیں کہ قرآن مقدس نے دونوں کو الگ الگ ذکر فرمایا ہے۔

حافظ ابن کثیر نے بھی اپنی تاریخ میں اسی قول کو ترجیح دی ہے کہ الگ الگ رسول ہیں آپ کے بارہ میں یہ ملتا ہے کہ آپ حضرت حزقیل علیہ السلام کے بعد اور حضرت اسیع علیہ السلام سے پہلے مبعوث ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کی سلطنت دو حصوں میں بٹ گئی۔ ایک حصہ کا مرکز بیت المقدس تھا دوسرے حصہ کا پایہ تخت سامرہ تھا، حضرت الیاس علیہ السلام اور ان کے علاقہ جلعاد میں پیدا ہوئے تھے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

بے شک لوط بھی انبیاء میں ہیں (۱۳۳) جب ہم نے انہیں اور ان کے اہل خانہ کو بچا لیا (۱۳۴) سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی (۱۳۵) پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو برباد کر دیا (۱۳۶) اور تم ان پر صبح و شام گزارتے رہتے ہو (۱۳۷) تم سمجھتے کیوں نہیں (۱۳۸) اور بے شک یونس بھی ہمارے رسولوں میں سے ہیں (۱۳۹) جب وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگ کر گئے تھے سوار ہونے کیلئے

وَإِن لُّوطًا مِّنَ الْمُرْسَلِينَ ۖ إِذْ
بَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۖ إِلَّا عَجُوزًا
فِي الْغَدِيرِينَ ۖ ثُمَّ دَفَرْنَا الْآخَرِينَ ۖ
وَأَنكُم مِّنْهُمْ مُّصْبِحِينَ ۖ
وَبِالْأَيْلِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۖ وَإِن يُّونُسَ
مِّنَ الْمُرْسَلِينَ ۖ إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلِ
الْمُشْحُونِ ۖ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ۖ
فَالْتَقَبَهُ الْحُوتُ وَهُوَ

مَلِيْمٌ ۝ فَلَوْلَا اَنْتَ كَانِ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝
لَلْبَيْتِ فِيْ بَطْنِهَا اِلَى يَوْمِ يَبْعَثُوْنَ ۝

صَلَّى
الْعِظَمِ

(۱۴۰) پھر قرعہ اندازی میں شریک ہوئے اور
دھکیلے ہوئے ہیں (۱۴۱) انہیں مچھلی نے نگل لیا
اور وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہے تھے (۱۴۲)
اگر وہ اللہ کی تسبیح کرنے والوں سے نہ ہوتے
(۱۴۳) تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہی
رہتے (۱۴۴)

تفسیر

یونس، ہارون اور الیاس علیہم السلام کے ذکر خیر کے بعد حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ
وہ بھی ہمارے رسولوں میں ہیں ہم نے انہیں اور ان کے اہل خانہ کو بچایا سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہ گئی
تھی۔ سیدنا لوط علیہ السلام کا واقعہ بیان فرما کر اہل مکہ کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ مکہ والو! تمہارا گزر صبح و شام
کھنڈرات پر ہوتا ہے ان کی تباہی تم دیکھتے ہو کبھی کس قدر آباد تھے مگر آج برباد ہیں، تمہیں ایسے واقعات سے
عبرت نہیں ہوتی، کیا تم بھی ایسا ہی ہونا چاہتے ہو۔ غور کرو! عقل سے کام لو اور ان پر سرکشی غرور سے باز آؤ۔
قاضی ابواسعود فرماتے ہیں غالباً سدوم کا یہ علاقہ راستہ کی ایسی منزل پر واقع تھا کہ یہاں سے کوچ
کرنے والے صبح کے وقت روانہ ہوتے تھے اور آنے والے شام کے وقت آتے تھے۔ اسی کے پیش نظر صبح
و شام کا ذکر ہوا۔

آیہ مبارکہ میں جس بڑھیا کا ذکر ہوا ہے اس سے مراد حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی ہے جو ہجرت کا
حکم آنے پر اپنے شوہر کے ساتھ نہ گئی بلکہ اپنی قوم کے ساتھ ہی رہی اور مبتلائے عذاب ہوئی۔ لوط علیہ
السلام کے ذکر کے بعد حضرت یونس کا ذکر فرمایا گیا کہ وہ بھی ہمارے رسولوں میں ہیں۔ یونس علیہ السلام کا
ذکر پہلے بھی سورۃ یونس اور سورۃ انبیاء میں ہو چکا ہے۔ یونس علیہ السلام کے کشتی پر سوار ہونے کی صورت یہ

ہے کہ جب کشتی پر سوار ہوئے تھے وہ اپنی گنجائش سے زیادہ بھری ہوئی تھی اس کشتی کے بھرے ہونے کے سبب کشتی میں قریب اندازی ہوئی اور یہ اس وقت ہوئی جب یہ محسوس ہوا کہ کشتی میں بوجھ زیادہ ہے اور تمام مسافروں کی جان خطرے میں ہے۔ جس کا نام قرعہ میں نکلے اُسے پانی میں پھینک دیا جائے چنانچہ قرعہ میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا تو آپ کو سمندر میں پھینک دیا گیا اور ایک مچھلی نے آپ کو نگل لیا۔ اس آزمائش میں حضرت یونس علیہ السلام اس لئے مبتلا ہو گئے کہ وہ اپنے آقارب العزۃ کی اجازت کے بغیر یہ سفر کیا تھا۔ آپ نے قوم سے عذاب آنے کا ذکر کیا تھا جب عذاب دور کر دیا گیا تو ابلیس نے یونس علیہ السلام سے کہا تمہاری قوم تمہیں جھوٹا کہے گی کہ عذاب تو نہیں آیا، اس خطرہ پر آپ چلے گئے آپ کا خیال تھا کہ اللہ سے اجازت لئے بغیر جانے پر باز پرس نہیں ہوگی۔

جیسے لفظ ”ابق“ سے پتہ چل رہا ہے اور وہ اپنے کو قصور وار سمجھ رہے تھے جیسے لفظ ”یلم“ سے واضح ہوتا ہے ”فلو لا انہ کان من المسبحین“ کا ایک معنی یہ کیا گیا ہے کہ آپ پہلے سے ہی خدا کے غافل لوگوں میں نہ تھے بلکہ ان میں سے تھے جو ہمیشہ اللہ کی بارگاہ میں مصروف رہتے تھے۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ جب آپ مچھلی کے پیٹ میں پہنچے تو اللہ کی طرف رجوع کیا اور تسبیح کی وہ تسبیح یہ تھی ”لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین“ اگر آپ تسبیح کرنے والوں میں نہ ہوتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ مچھلی کا پیٹ ہی آپ کی قبر بنا رہتا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہی معنی مراد لیا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

پھر ہم نے اُسے کھلے میدان میں ڈالا اس حال میں کہ وہ بیمار تھے (۱۳۵) اور اُن پر کدو کی نیل اُگا دی (۱۳۶) اور ہم نے اُسے ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف بھیجا تھا (۱۳۷)

فَتَبَدَّلْنٰہٗ بِالْعَرَاۗءِ وَہُوَ سَقِیْمٌ ۝۱۳۵
اَنْبَتْنَا عَلَیْہِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنِ ۝۱۳۶
وَاَرْسَلْنٰہٗ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ ۝۱۳۷

فَامِنُوا فَمَنَعْنَاهُمُ الْإِلَٰهَ حِينَ فَاسْتَفْتَهُمُ
الْكَرِيمُ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ۝ أَمْ
خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ
شَاهِدُونَ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ مِّنْ أَفْئِدَةٍ
لَّيْقُولُونَ ۝ وَلَدَّ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝

صَلَّى
الْحَقِّ

تفسیر

پس وہ ایمان لائے اور ہم نے انہیں ایک وقت
تک لطف اٹھانے دیا (۱۳۸) (محبوب) ان
سے پوچھے تیرے رب کیلئے بیٹیاں اور ان کیلئے
بیٹے (۱۳۹) کیا جب ہم نے فرشتوں کو مؤنث
بنایا تو وہ پاس تھے (۱۵۰) آگاہ ہو جاؤ وہ جھوٹی
تہمت لگاتے ہیں (۱۵۱) جب کہتے ہیں اللہ
نے بچے جنے بلاشبہ وہ جھوٹ کہتے ہیں (۱۵۲)

جب سیدنا یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تسبیح پڑھنے لگ گئے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مچھلی نے
آپ کو ساحل پر اُگل دیا، ساحل ایک چٹیل میدان تھا جس میں کسی قسم کی گھاس روئیدگی نہ تھی نہ کوئی سایہ کیلئے
درخت تھا نہ ہی وہاں غذا کا کوئی سامان تھا بعض لوگ اس واقعہ کو اسلئے نہیں مانتے کہ حضرت یونس علیہ السلام
مچھلی کے پیٹ میں زندہ کیسے رہے؟ ان کے اس بے تکیے اعتراض کا جواب ”اُردو ڈائجسٹ فروری ۱۹۶۲ء
“میں ملتا ہے ڈائجسٹ نے لکھا ہے ۱۸۹۱ء میں کچھ مچھیرے سمندر میں شکار کیلئے گئے وہاں ایک بڑی مچھلی
سے انہیں واسطہ پڑا جو بیس فٹ لمبی اور پانچ فٹ چوڑی تھی۔ جیمز بارٹلے نامی مچھیرے کو لوگوں کے سامنے
اس مچھلی نے نگل لیا۔ دوسرے دن لوگوں کو وہی مچھلی مری ہوئی مل گئی۔ جب انہوں نے اس کا پیٹ چاک کیا
تو مسٹر بارٹلے اسکے پیٹ سے زندہ باہر آ گیا۔ یہ شخص مچھلی کے پیٹ میں ساٹھ گھنٹے رہا تھا اگر ایسا ہونا ممکن
ہے تو معجزے کے طور پر ایسا ہونا کیونکر ناممکن ہے۔

نظام قدرت اس طرح ہوا کہ یونس علیہ السلام پر کدو کی بیل اُگادی گئی جس کے پتوں سے سایہ تھا اور
پھل سے غذا کا کام لیا گیا، یونس علیہ السلام کو ایک لاکھ یا کچھ زیادہ لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا یعنی

اگر کوئی شہر کو دیکھتا تو یہی کہتا یہ آبادی لاکھ سے زیادہ ہی ہوگی۔ یہ بستی وہی تھی جسے یونس علیہا السلام چھوڑ کر گئے تھے آپ کے بعد عذاب آتا دیکھ کر جو لوگ ایمان لاتے تھے ان کی توبہ پر عذاب کو ٹال دیا گیا۔ اب پھر یونس علیہ السلام اُن کی طرف بھیجے گئے کہ لوگ مکمل طور پر ایمان لائیں پھر ہم نے انہیں ایک معین وقت تک نفع دیا۔ اس سے پہلے کفار سے ایک سوال کیا گیا تھا کہ تم قیامت کو اٹھنے کا انکار کرتے ہو یہ بتاؤ چیز کا پہلی مرتبہ بنانا مشکل ہے یا دوسری مرتبہ۔ جس نے تمہیں پہلے بنایا وہی ذات تمہیں مرنے کے بعد اٹھائے گی اور حساب کتاب لے گی انہیں کفار سے یہ دوسرا سوال کیا جا رہا ہے کہ محبوب ان سے پوچھئے کیا تمہارے رب کیلئے بیٹیاں ہیں اور تمہارے لئے بیٹے۔ بعض قریش کا یہ عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں، فرشتوں کو بیٹیاں قرار دینے کیلئے دعویٰ کرتے ہیں، کیا جب ہم نے فرشتوں کو بنایا ہے تو مشاہدہ کر رہے تھے کہ وہ مؤنث ہیں؟ یا ان کے پاس کوئی کتاب ہے جس میں اللہ نے فرمایا ہو کہ فرشتے میری بیٹیاں ہیں، جب ان کے پاس کوئی دلیل ہی نہیں تو اس سے بڑی جہالت اور کیا ہو سکتی ہے۔ آگاہ ہو جاؤ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

کیا اللہ نے بیٹوں کے بجائے بیٹیاں پسند کر لیں (۱۵۳) تمہیں کیا ہو گیا کیسے حکم لگا رہے ہو (۱۵۴) کیا تمہیں ہوش نہیں آتا (۱۵۵) یا پھر تمہارے پاس ان باتوں کیلئے کوئی سند ہے (۱۵۶) تو لاؤ اپنی وہ کتاب اگر تم سچے ہو (۱۵۷) انہوں نے اللہ اور فرشتوں کے درمیان رشتہ بنا رکھا ہے حالانکہ فرشتے خوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ مجرم کی حیثیت سے پیش

اصْطَفٰی الْبَنَاتِ عَلَی الْبَنٰیۙنَ ۝۱۵۳ مَا لَكُمْۙ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ ۝۱۵۴ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ۝۱۵۵ اَمْ لَكُمْۙ سُلْطٰنٌ مُّبِیْنٌ ۝۱۵۶ فَاْتُوْا بِکِتٰبِكُمْۙ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝۱۵۷ وَجَعَلُوْا بَیْنَهُ وَبَیْنَ الْجَنَّةِ نَسَبًا ۝۱۵۸ وَلَقَدْ عَلِمَتْ الْجَنَّةُ اَنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝۱۵۹ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝۱۶۰ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْخٰصِیْنَ ۝۱۶۱

اللہ تعالیٰ

ہونے والے ہیں (۱۵۸) اور وہ کہتے ہیں اللہ
ان صفات سے پاک ہے (۱۵۹) جو اس کے
خالص بندوں کے سوا (دوسرے لوگ اس کی
طرف منسوب کرتے ہیں) (۱۶۰)

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا کہ یہ عقیدہ رکھنے والے کہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اس عقیدہ کے قائل
لوگ جھوٹے ہیں، ان کی بات کوئی حجت نہیں ہو سکتی۔ رہی عقلی دلیل وہ بھی تمہاری تائید نہیں کرتی اس لئے
کہ خود تمہارے خیال میں بیٹیاں، بیٹوں کے مقابلہ میں کم رتبہ رکھتی ہیں۔ اب جو ذات ساری کائنات سے
افضل ہے وہ اپنے لئے کم رتبہ والی چیز کو کیسے پسند کر سکتی ہے؟ ”اصطفیٰ البنات علی البنین“ کا بھی یہی
مطلب ہے اب صرف ایک ہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ تمہارے پاس کوئی آسمانی کتاب آئی ہو اور اس
میں بذریعہ وحی تمہیں اس عقیدے کی تعلیم دی گئی ہو اگر ایسا ہے تو دکھاؤ وہ وحی وہ کتاب کہاں ہے؟
”ام لکم سلطان“ کا یہی مفہوم ہے۔ قرآن مقدس کے اس انداز ارشاد سے یہ بات بھی واضح ہو
جاتی ہے، ہٹ دھرمی کرنے والوں کیلئے الزامی جواب زیادہ مناسب ہے، الزامی جواب کا یہ معنی ہے کہ ان
کے دعوے کو خود انہیں کے کسی دوسرے نظریہ کے ذریعہ باطل کیا جائے۔ اس الزامی جواب کا مقصد خود انہیں
کے مزعومات سے ان کے عقیدے کی تردید کرنا ہے ورنہ کسی قسم کے عقائد کا حقیقی جواب وہی ہے جو قرآن
مقدس میں کئی جگہ مذکور ہے کہ اللہ بے نیاز ہے اور اسے کسی اولاد کی ضرورت نہیں اور نہ اس کی شان والا کے
یہ مناسب ہے کہ اس کی اولاد ہو۔ کفار نے اللہ تعالیٰ اور جنات کے درمیان نسبی تعلق قرار دیا۔ (معاذ اللہ)
اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ مشرکین کا عقیدہ تھا کہ جنات کی سردارزادیاں فرشتوں کی مائیں ہیں۔ گویا
معاذ اللہ خدا پناہ کہ سردارزادیوں سے اللہ تعالیٰ کا زوجیت کا تعلق ہے۔ خدا پناہ

اس آیہ کریمہ کی دوسری تفسیر جسے حضرت ابن عباس، حسن بصری اور ضحاک رضی اللہ عنہم نے روایت کیا، یہ ہے کہ بعض مشرکین یہ کہو اس کرتے تھے کہ ابلیس خدا کا بھائی ہے اللہ خالق خیر ہے اور ابلیس خالق شر ہے۔ آیہ پاک میں مشرکین کے اس بُرے عقیدے کی تردید کی گئی ہے (ابن کثیر، قرطبی، تفسیر کبیر) حالانکہ جنات کو پتہ ہے وہ پکڑ کر پیش کئے جائیں گے۔

آیہ کے آخر میں فرمایا گیا اللہ تعالیٰ ان کی لغویات سے پاک ہے مگر اللہ کے پسندیدہ بندے ایسی لغو باتیں نہیں کرتے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ
پس تم اور جن جھوٹے خداؤں کی تم پرستش کرتے ہو (۱۶۱) تم سب مل کر اللہ کے خلاف کسی کو پھیر نہیں سکتے (۱۶۲) مگر اُسے جو بھڑکتی آگ میں جھلنے والا ہو (۱۶۳) اور ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کا ایک مقام مقرر ہے (۱۶۴) اور ہم صف بستہ خدمتگار ہیں (۱۶۵) اور تسبیح کرنے والے ہیں (۱۶۶) یہ لوگ پہلے تو کہتے تھے (۱۶۷) کاش ہمارے پاس وہ ذکر ہوتا جو پہلی قوموں کو ملتا تھا (۱۶۸) تو ہم اللہ کے پسندیدہ بندے ہوتے (۱۶۹) مگر جب وہ آگیا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا اب عنقریب وہ انہیں اس کاروشن نتیجہ معلوم ہو جائے گا (۱۷۰)

فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ۙ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَتْنَيْنِ ۗ اَلَا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ۙ وَمَا مَنَا اِلَّا لَهُ مُقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۙ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۙ وَاِنْ كَاٰنُوا لَيَقُولُوْنَ ۙ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ لَّكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلِصِيْنَ ۙ فَكْفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۙ

اللہ
صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی طرف سے کفار کو کھلا چیلنج ہے کہ تم اور تمہارے باطل معبود کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے، سوا ان بد نصیبوں کے جن کے متعلق جہنم کا عذاب لکھا جا چکا ہے اور فرشتے کہتے ہیں ہم میں سے کوئی ایسا نہیں مگر اس کیلئے ایک مقام متعین ہے اور ہم صفیں باندھے کھڑے ہیں اور ہمیشہ اس کی تسبیح بیان کرنے میں مصروف ہیں۔ اس آیہ مبارکہ میں ان مشرکین کا ذکر ہے جو کہتے تھے فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں کیونکہ اگر وہ اللہ کی بیٹیاں ہوتے اور اللہ کی اولاد ہوتے تو وہ بھی خدا ہوتے پھر وہ اللہ کی عبادت نہ کرتے۔

فرشتوں کا اللہ کی اولاد ہونا تو دور کی بات ہے ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم میں سے جس کا جو درجہ مقرر ہے اس سے ذرہ بھر ادھر اُدھر تجاوز کرنے کی ہمت نہیں، یہ لوگ پہلے تو کیا کرتے تھے کاش ہمارے پاس وہ ذکر ہوتا جو پچھلی قوموں کو ملتا تھا تو ہم اللہ کے پسندیدہ بندے ہوتے مگر جب وہ آگیا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا اب اسی روش کا نتیجہ انہیں معلوم ہو جائے گا۔

آیہ مبارکہ میں فرشتوں کا صفیں باندھے عبادت کا ذکر ہے، فرشتوں کی عبادت کی تصدیق احادیث مبارکہ سے بھی ملتی ہے۔ حضرت ابو ذر فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ہر چار انگشت کی جگہ پر ایک فرشتہ اپنی پیشانی اللہ کے حضور سجدے میں جھکائے ہوئے ہے۔ (ترمذی شریف)

اسی عنوان پر ایک اور حدیث شریف ملتی ہے جسے حضرت جابر بن سمیرہ روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ حضور صحابہ کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا تم اس طرح صفیں کیوں نہیں باندھتے جس طرح فرشتے باندھتے ہیں (مسلم شریف) اس آیہ کریمہ میں ذکر ہے، پہلے کفار کہا کرتے تھے اگر ہمارے پاس بھی پہلے لوگوں کی طرح کوئی رسول آتا تو اتباع کرتے۔ پھر جب اُن کے پاس رسول اللہ ﷺ احکام شریعت لے کر آئے تو انہوں نے آپ کا انکار کر دیا، اب انہیں عنقریب پتہ چل جائے گا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

اپنے بھیجے ہوئے بندوں سے ہم پہلے ہی وعدہ کر چکے ہیں (۱۷۱) کہ یقیناً ان کی مدد کی جائے گی (۱۷۲) اور ہمارا لشکر ہی غالب ہو گا (۱۷۳) اے محبوب کریم! انہیں کچھ وقت ان کے حال پر چھوڑ دو (۱۷۴) اور دیکھتے رہو عنقریب یہ خود ہی دیکھ لیں گے (۱۷۵) کیا ہمارے عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہیں (۱۷۶) جب وہ ان کے صحن میں اترے گا تو وہ دن ان لوگوں کیلئے بہت برا ہو گا جنہیں متنبہ کیا جا چکا ہے (۱۷۷) کچھ وقت کیلئے انہیں چھوڑ دو (۱۷۸) اور دیکھتے رہو عنقریب یہ خود دیکھ لیں گے (۱۷۹) تیرا رب عزت کا مالک ہے پاک ہے ان تمام باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں (۱۸۰) اور سلام ہے مرسلین پر (۱۸۱) اور ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کیلئے ہے (۱۸۲)

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِجِبَادِنَا
الرُّسُلِينَ ۖ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ ۖ^(۱۷۱)
وَإِنْ جُنَدُنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ۖ فَتَوَلَّ
عَنَّهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۖ وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ
يُبْصِرُونَ ۖ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ۖ^(۱۷۲)
فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ
الْمُنْذَرِينَ ۖ وَتَوَلَّ عَنَّهُمْ حَتَّىٰ
حِينٍ ۖ وَأَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ۖ^(۱۷۳)
سُبْحَنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۖ^(۱۷۴)
وَسَلَّمَ عَلَىٰ الرُّسُلِينَ ۖ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ ۖ^(۱۷۵)

اللہ
اصدق
العظیم

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا ہے کہ فتح و نصرت کا فیصلہ کامیابی عزت ہمارے رسولوں کو اور ان کے ماننے والوں کو ہوگی، اس فتح و کامیابی سے مراد ظاہری کامیابی بھی ہے اور یہ کامیابی اس طرح بھی ہے کہ دنیا ہمارے رسولوں کی حقانیت و صداقت کو دیکھ کر متاثر ہوگی اور ان کی تابع ہوگی اگرچہ بعض انبیاء علیہم السلام کو قوموں سے پریشانی ہوئی اور ان کی قوموں نے انہیں جھٹلایا اور بظاہر وہی قومیں کامیاب ہوئیں مگر اس

حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دلیل اور حجت کے میدان میں کامیاب انبیاء علیہم السلام ہی رہے اور نظریاتی فتح ہمیشہ انبیاء کو ہی رہی۔

اگر کسی حکمران کو کوئی ملازم لوٹ لے اور وہ حکمران عارضی طور پر اس پر صبر کر کے اس صدمہ کو برداشت کرے اور پھر دفتر پہنچ کر اس کو سزا دے اس ڈاکو کی عارضی صورت کو حکمرانی نہیں کہا جاسکتا اور نہ ہی افسر محکوم ہے بلکہ صحیح صورت یہ ہے کہ وہ ڈاکو ہی محکوم ہے اور یہ حاکم اس عارضی پریشانی میں بھی حاکم ہی ہے قرآن مقدس کا ارشاد ”جنسنا“ ہمارا لشکر بتا رہا ہے کہ جو شخص اسلام قبول کرے اُسے اپنی ساری زندگی نفس اور شیطان کی طاقتوں سے جنگ کرنے میں خرچ کرنے کا معاہدہ ہوگا اور اس کو غلبہ خواہ مادی ہو یا اخلاقی دنیا میں ہو یا آخرت میں اسی شرط پر موقوف ہے۔ حضور ﷺ سے فرمایا گیا آپ ان سے رُخ پھیر لیں، عنقریب وہ خود ہی انجام دیکھ لیں گے وہ ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں اور جب عذاب ان کے صحن میں اترے گا تو جن لوگوں کو پہلے ڈرایا گیا ہے ان کی صبح بہت بری ہوگی۔

صبح کے وقت کا ذکر اس لئے فرمایا گیا کہ عرب میں دشمن پر حملہ صبح کے وقت میں عموماً ہوتا تھا اگر کوئی دشمن حملہ کیلئے رات کو بھی پہنچ جاتا تو حملہ صبح ہی کرتا۔ حضور ﷺ نے بھی خیبر پر حملہ صبح کے وقت ہی فرمایا اور اللہ اکبر کا نعرہ لگایا، فرمایا خیبر ویران ہو گیا جب ہم کسی قوم پر حملہ کرتے ہیں تو ان کی وہ صبح بری ہوتی ہے، یہ لوگ ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں۔ عنقریب خود دیکھ لیں گے۔ مضمون کے آخر میں فرمایا اللہ پاک ہے ان باتوں سے جو وہ کرتے ہیں، اور رسولوں پر سلامتی ہو اور حمد سارے جہانوں کے رب کی ہے۔ عنوان کا اختتام کتنے حسین انداز میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو بندہ نماز کے بعد یہ تین آیات پڑھے اس نے اجر کا بہت بڑا پیمانہ بھر لیا۔ حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے کئی بار سنا، آپ نماز کے بعد یہ آیات تلاوت فرماتے تھے۔ سیدنا علی المرتضیٰ کا قول بھی ملتا ہے کہ جس نے نماز کے بعد یہ آیات پڑھیں اس نے بھرپور اجر حاصل کیا، یہ درس بھی ملتا ہے کہ وعظ و نصیحت کے آخر میں اللہ کی بڑائی بیان کرے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

سورہ ص

اس سورہ پاک کے رکوع پانچ ہیں، اٹھاسی آیات ہیں یہ سورہ پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس سورہ پاک کے اترنے کے سلسلہ میں مفسرین کرام نے ایک روایت نقل کی ہے، جناب ابوطالب بیمار ہو گئے تو ابو جہل، عاص بن وائل، اسود بن یغوث، اسود بن مطلب اکٹھے ہو کر ابوطالب کے پاس آئے اور کہا اے ابوطالب آپ ہمارے سردار ہیں، آپ سے درخواست ہے کہ آپ ہمارے اور اپنے بھتیجے کے درمیان فیصلہ فرمادیں انہیں حکم دیں وہ ہمارے خداؤں کو برا کہنے سے رک جائیں، ہم انہیں کچھ نہیں کہیں گے چنانچہ جناب ابوطالب نے حضور ﷺ کو بلایا آپ تشریف لائے، ابوطالب نے کہا بیٹے قوم کے امیر لوگ آئے ہیں اور وہ کہتے ہیں آپ ان کے خداؤں کو برا نہ کہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا چچا! میں انہیں ایسی دعوت نہ دوں جو ان کیلئے خیر و برکت ہو فضل ہو، اگر وہ کلمہ کہہ لیں تو سارا عرب ان کے آگے سرنگوں ہوگا اور یہ پورے عجم کے مالک ہو جائیں گے کہ عجم ان کا باج گزار ہو جائے گا۔ ابوطالب نے کہا بیٹے وہ کونسی دعوت ہے جو ان کے رحمت و برکات کا سبب بنے گی، حضور ﷺ نے فرمایا وہ کہہ دیں لا الہ الا اللہ، آپ کے اس فرمانے پر کفار ناراض ہو کر چلے گئے۔ ابن سعد نے طبقات میں سارا قصہ بیان کیا ہے مگر ان کی روایت کے مطابق یہ ابوطالب کی بیماری وفات کا وقت نہیں بلکہ جب دھڑا دھڑ لوگ اسلام میں آنے لگے تو کفار نے ابوطالب سے کہا۔ زحشری کہتے ہیں یہ وفد ابوطالب کے پاس اس وقت گیا جب حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے اسلام لانے پر اہل مکہ پریشان ہو گئے۔

اس سورہ پاک میں مشرکین مکہ کے ایک مشہور اعتراض کا جواب ہے وہ کہتے تھے، منصب نبوت کیلئے کسی امیر کا انتخاب ہوتا اس کا جواب دیا گیا ہے نبوت میری طرف سے انعام ہے جسے چاہوں دے دوں تمہارا اعتراض بے معنی ہے اس سورہ پاک میں حضور ﷺ کو دشمنوں کے طعنوں لغویات اور بیہودہ

اعتراضات سن کر حوصلہ ہمت صبر کا درس دیا گیا ہے۔

اس سورہ پاک میں فرمایا گیا ہے قرآن مقدس یہ مبارک کتاب پوری کائنات کیلئے نصیحت ہے یہ کتاب ذکر للعالمین ہے، اس کے لانے والا رحمۃ اللعالمین ہے اس کتاب کو نازل کرنے والا رب العالمین ہے۔ اس سورہ میں رب قدوس نے کفار سے فرمایا جس رسول کی مخالفت کر رہے ہو، بالآخر وہی کامیاب و کامران ہوگا۔

اس سورہ پاک میں یکے بعد دیگرے نو (۹) پیغمبروں کا ذکر فرمایا ہے جن میں داؤد علیہ السلام کا قصہ زیادہ مفصل ہے۔ اس کے فرمانبردار بندوں اور سرکش بندوں کے اس انجام کا نقشہ کھینچا گیا ہے جسے وہ قیامت کے دن دیکھیں گے۔ اس سورہ پاک کے آخر میں سیدنا آدم علیہ السلام اور ابلیس کا بھی ذکر ہے، جس کے ذکر سے کفار کو بتانا ہے کہ جس شیطان نے تمہیں اس آخری رسول کے ماننے سے باز رکھا اسی نے آدم علیہ السلام کے ساتھ ہی مکر و فریب کیا۔ تمہارے ساتھ بھی ابلیس وہی کچھ کر رہا ہے، بچو سنبھل جاؤ، ہوش سے کام لو، اس صورت میں یہ بھی بتایا گیا ہے دنیا محض عبث فضول نہیں، اس دنیا میں جو بھی نیک و بد عمل ہوگا اس کی جزا آخرت کو ہوگی۔ اس سورہ میں سلیمان علیہ السلام کی سلطنت آپ کی ہیبت حشمت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم فرمانے والا بہت مہربان ہے

اس نصیحت والے قرآن کی قسم (۱) بلکہ جن لوگوں نے کفر کیا وہ تکبر اور مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں (۲) ہم ان سے پہلے بھی بہت سی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں انہوں نے بہت فریاد کی اور وہ وقت نجات کا نہ تھا (۳) اور کفار کو اس پر تعجب ہوا کہ انہیں میں سے ایک شخص ڈرانے والا آگیا اور کافروں نے کہا یہ جھوٹا جادوگر ہے (۴) کہا اس نے بہت سے معبودوں کو ایک معبود بنا دیا ہے بے شک یہ بہت عجیب بات ہے (۵) کافروں کے سردار اس رسول کے پاس سے چل پڑے اور کہا چلو اب اپنے خداؤں پر صبر کر لو بے شک اس بات کا یہی معنی ہے (۶)

ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ ۝ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عَذَابٍ وَشَقَاقٍ ۝ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِمَّنْ قَرْنٌ فَنَادَوا وَلَا تَزَلِ جِئْنَا مِنْكُمْ أَفْوَاجًا ۝ وَعَجَبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَذَا سَجَرٌ كَذَبٌ ۝ أَجَعَلَ الْإِلَهَ الْهَاجِاجَ وَاحِدًا ۚ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانطَلَقَ السَّلَامُ مِنْهُمْ أَنْ آمَنُوا وَاصْبِرُوا عَلَى الْإِلَهَتِكُمْ ۚ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ ۝

صَلَّى
الْحَقِّ

تفسیر

اس سورہ پاک کا آغاز لفظ ”ص“ سے فرمایا گیا، بعض مفسرین نے کہا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے وہ اسماء ہیں جو صرف ص سے شروع ہوتے ہیں، جیسے صادق الوعد، صمد۔ ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ

ہر خبر پہنچانے میں صادق ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ قرآن پاک کا نام ہے۔ قسم فرما کر ارشاد ہوتا ہے قسم ہے قرآن کی جو نصیحت سے پُر ہے، کفار آپ کی رسالت کا انکار کر کے جو کچھ کہہ رہے ہیں صحیح نہیں بلکہ کفار یہ خود ہی تعصب اور حق کی مخالفت میں پڑے ہیں۔ تعصب اور مخالفت کا وبال ایک دن ان پر ہی پڑنے والا ہے جیسے کہ ہم ان سے پہلی اُمتوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ اس ہلاکت کے وقت انہوں نے بہت فریاد کی مگر وہ وقت نجات کا نہ تھا، فریاد یہ تھی کہ عذاب دور کر دیا جائے۔ جب انہوں نے عذاب دیکھا تو تکبر سے توبہ کی مگر یہ قبول توبہ کا وقت نہ تھا وہ چیخ و پکار کر رہے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وَلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ“۔ حسن بصری فرماتے ہیں توبہ کے ساتھ ندا کی مگر یہ وقت قبول توبہ کا نہ تھا۔ کفار کو اس پر تعجب ہوا کہ ایک شخص ڈرانے والا آگیا اور یہ جھوٹا جادوگر ہے۔

کفار کی دشمنی اور انکار کی وجہ یہ تھی کہ ان میں سے ایک انہیں کے ہمشکل کو اتنے بڑے مرتبہ کیلئے چن لیا جائے اگر نبوت دینی تھی تو کسی سرکردہ شخص کے سپرد کی جاتی۔ کفار کا حضور کو جھوٹا کہنا خود ایک جھوٹ تھا۔ جھوٹا وہ ہوتا ہے جو واقع کے خلاف خبر دے۔ حضور ﷺ نے جو خبر دی واقع کے مطابق دی، خدا کو ایک کہا یہ جھوٹ نہیں۔

قیامت کے وقوع کا ذکر کرنا یہ جھوٹ نہیں، حشر نشر جنت دوزخ کی باتیں بتائیں یہ حق ہیں کفار کی طرف سے ایک اعتراض یہ تھا کہ اس نے بہت سے معبودوں کو ایک معبود بنا دیا ہے یہ عجیب بات ہے، کفار نے ابوطالب کی آخری بیماری میں ان سے سفارش کی تھی کہ آپ ہمارے سردار ہیں مہربانی کریں ہمارے اور اپنے بھتیجے کے درمیان صلح کرادیں۔ وہ ہماری مخالفت نہ کرے ہم اُسے کچھ نہیں کہتے۔ جناب ابوطالب نے حضور کو بلوایا اور مطالبہ کا ذکر کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا تم سارے ایک کلمہ کہہ دو سارے معاملات ٹھیک ہو جائیں گے تم عرب و عجم کے حکمران ہو جاؤ گے۔ ابوطالب نے کہا بتاؤ وہ کیا کلمہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ”وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اس پر وہ سارے دامن جھاڑ کر مایوس ہو کر چلے گئے۔ اس عنوان کو قرآن مقدس نے فرمایا

”وانطلق الملاء“ وہ اٹھ کر چلے گئے اور کہتے ہوئے گئے کہ اپنے معبودوں پر صبر کرو، اس بات کا بھی کوئی معنی ہے؟ جو بات حضور نے فرمائی ہے کہ لا الہ الا اللہ کے قائل ہو جاؤ تو عرب و عجم تمہارے تابع ہو جائیں گے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

یہ بات ہم نے زمانہ قریب کی ملت میں کسی سے نہیں سنی یہ کچھ نہیں ہے مگر من گھڑت بات ہے (۷) کیا ہمارے درمیان بس یہی ایک شخص رہ گیا تھا جس پر اللہ کا ذکر نازل کر دیا گیا اصل بات یہ ہے کہ یہ میرے ذکر پر شک کر رہے ہیں اور یہ ساری باتیں اس لئے کر رہے ہیں کہ انہوں نے میرے عذاب کا مزہ چکھا نہیں ہے (۸) کیا تیرے رب اور غالب پرودگار کی رحمت کے خزانے ان کے قبضہ میں ہیں (۹) کیا یہ آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کے مالک ہیں، اچھا یہ تو اسباب کی بلند یوں پر چڑھ کر دیکھیں (۱۰)

مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ
اِنَّ هَذَا اِلَّا اَخْتِلَافٌ ۗ ؕ اَنْزِلْ عَلَيْنَا
الَّذِيْ كُرْمُنْ بَيْنَنَا بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ
ذِكْرِنَا ۚ بَلْ لَّمَّا يَدُوقُوا عَذَابَ ۙ
اَمْرٍ عِنْدَ هُمْ خَزَاۤئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ
الْوَهَّابِ ۙ اَمْرٌ لَهُمْ مَّلَكٌ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ فَلْيُرْتَقُوا فِي
الْاَسْبَابِ ۙ

اللہ
صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم

تفسیر

کفار نے حضور ﷺ کی تبلیغ کے سلسلہ میں کہا یہ باتیں جو کر رہے ہیں یہ محض من گھڑت ہیں کہ اللہ ایک ہے اگر ان کا یہ نظریہ صحیح ہوتا تو عیسائیت میں بھی اس کا کوئی ثبوت ہوتا حالانکہ وہ بھی ایک ملت ہے اور آخری ملت ہے۔ ایران عراق مجوسیوں سے بھرا پڑا ہے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ بس اللہ ایک ہے، ایک خدا

پر کون اکتفا کرتا ہے خدا کے ایک ہونے کا دعویٰ صحیح نہیں۔ کفار نے اپنے ماننے والوں سے کہا اگر اللہ نے کوئی پیغمبر بھیجنا تھا تو سارے مکہ سے ان کا انتخاب کیوں؟ مکہ میں بڑے بڑے امیر لوگ تھے با اثر تھے قوموں کے سربراہ تھے ان میں سے بھیج دیتا، ایسے شخص کا انتخاب جو غریب ہے مالی لحاظ سے کمزور ہے اس کا انتخاب کوئی معنی نہیں رکھتا۔ امراء سے کسی کو منتخب کرتا تو اس کی ہیبت سے لوگ اس کے حلقہ بگوش بھی ہوتے۔ ان کی اس بے ٹکی گفتگو کے جواب میں قرآن مقدس فرماتا ہے وہ اس قسم کی باتیں اس لئے کر رہے ہیں کہ انہیں ہمارے عذاب کا کوڑا نہیں لگا جب عذاب کی گرفت ہوگی تو اس تکبر و غرور کا نشہ اتر جائے گا۔ اُن کا یہ کہنا کہ نبوت ان کیلئے کیوں؟ تو اس کا جواب فرمایا گیا رحمت کے خزانوں کے مالک ہم ہیں جسے چاہیں دیں، ہماری اس تقسیم پر کسی کو کیا حق ہے کہ اعتراض کرے، مالک ہم ہیں خزانے ہمارے ہیں اختیار ہمارا ہے کفار کو دوسرا جواب دیا گیا کہ زمین و آسمان اور ان کے درمیان کا قبضہ تو ہمارا ہے اگر ان کے پاس کوئی ہمت ہے تو آسمانوں پر چڑھ جائیں۔ نبوت کا مقام تو بہت بلند مقام ہے انہیں تو دنیا کی کسی معمولی سی معمولی شے کو بھی دینے کا اختیار نہیں۔ اگر ان کے پاس کوئی مدت و اختیار ہے تو عرش تک رسائی حاصل کر لیں اور وہاں قبضہ جمالیں اسباب سے مراد یا تو وہ راستے ہیں جن کے ذریعہ آسمان تک پہنچا جاتا ہے یا ان سے مراد آسمانوں کے دروازے ہیں۔ حضرت قتادہ اور مجاہد نے یہی کہا ہے کہ اسباب سے مراد آسمانوں کے دروازے ہیں ہر وہ شے جو کسی شے تک پہنچنے کا ذریعہ ہو اُسے سبب کہتے ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

جُنْدٌ مَّا هُنَا لَكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ ۝
 كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَ
 فِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ۝ وَثَمُودُ وَقَوْمُ
 لُوطٍ وَأَصْحَابُ لَيْكَةِ أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ ۝
 إِنَّ كُلَّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابُ ۝
 وَمَا يَنْظُرُهُمْ إِلَّا صَيْحَةٌ وَاحِدَةٌ
 مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۝ وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّلْ
 لَنَا قِطْعَنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝

اللہ
 صَلَّی
 عَلَیْہِ
 وَآلِہٖ
 وَسَلَّمَ

تفسیر

کفار کے لشکروں میں سے ایک چھوٹا سا لشکر جسے شکست دے دی جائے گی یہ تو مٹھی بھر لوگ ہیں جن کی کوئی حیثیت نہیں کچھ عرصہ بعد اسی لشکر کو میدان بدر میں کچل دیا جائے گا۔ اس کی حقیقت کیا ہے کہ ہماری عطا پر اعتراض کرے، اسی جگہ کا اشارہ مکہ مکرمہ کی طرف ہے۔ مستقبل قریب میں یہ لوگ رسوا ہوں گے اور اس رسول علیہ السلام کے آگے شرمسار ہوں گے جس کی نبوت کا انکار کر رہے ہیں ان سے پہلے بھی لوگ جھٹلا چکے ہیں۔

آیہ مبارکہ میں فرعون کو میخوں والا کہا گیا یا تو اس لئے کہ اس کی سلطنت مضبوط تھی گویا میخ زمین پر ٹھکی ہوئی ہو، یا اس لئے کہ اس کا لشکر جہاں ٹھہرتا تھا وہاں ہر طرف خیموں کی میخیں ہی میخیں دکھائی دیتی تھیں۔ یا

اس لئے کہ جس سے وہ ناراض ہو جاتا تھا اُسے میخیں ٹھونک کر عذاب دیا کرتا تھا۔ یا اس لئے کہ اس کے کارندے اس کے احکام پر اس قدر پختگی اور مضبوطی سے عمل کرتے تھے جس طرح کسی چیز کو کیلوں سے مضبوط کیا جاتا ہے، یا اس لئے کہ فرعون نے اپنی فوج کو بہت مضبوط بنایا ہوا تھا۔

فرمایا گیا یہ لوگ بھی دھماکے کے منتظر ہیں، عذاب کا ایک ہی کڑا کا انہیں ختم کرنے کیلئے کافی ہوگا۔ کسی دوسرے حملہ، کڑا کے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔ یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ پھر انہیں کوئی افاقہ نصیب نہ ہوگا اتنی دیر کی بھی مہلت نہیں ملے گی جتنی دیر میں اونٹنی کا دودھ دوا جاتا ہے۔ اور یہ کہتے ہیں اے اللہ یوم الحساب سے پہلے ہمیں ہمارا حصہ دے دے یہ نبی سے مذاق کرتے ہیں کہ یوم حساب سے پہلے ہمارا معاملہ چکالو، ”قط“ دراصل ان دستاویز کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ کسی کو انعام دینے کا وعدہ کیا گیا ہو پھر یہ لفظ مطلق حصہ کے معنی میں استعمال ہونے لگا یہاں پر یہی معنی مراد ہے کہ آخرت کی جزا سزا سے جو کچھ ہمیں حصہ ملتا ہے وہ یہاں دلوادیتے۔

آیہ مبارکہ میں ارشاد ہے ”اولئك الا احزاب“ جس کا معنی ہے بہت بڑی اور کثیر جماعتیں جب وہ عذاب میں مبتلا کر دی گئیں تو مکہ کفار کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

اصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا
 دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝۱۷ إِنَّا سَخَّرْنَا
 الْجِبَالَ مَعًا يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ۝۱۸
 وَالطَّيْرِ فَحْشُورَةً كُلٌّ لَّهٗ أَوَّابٌ ۝۱۹ وَشَدَدْنَا
 مُلْكَهُ وَأَتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصَّلَ الْخِطَابِ ۝۲۰
 وَهَلْ أَتَاكَ نَبِيُّ الْخَصَمِ إِذْ تَسَوَّرُوا
 الْحَرَابَ ۝۲۱ إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُدَ فَفَزِعَ
 مِنْهُمْ قَالُوا لَا تَخَفْ خَصْمُكَ بَغِي
 بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ
 وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ۝۲۲

بِسْمِ اللَّهِ
 الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آپ ان کی باتوں پر صبر کریں اور ہمارے قوت
 والے بندے داؤد کو یاد کریں بے شک وہ
 (ہماری طرف) بہت رجوع کرنے والے تھے
 (۱۷) ہم نے پہاڑوں کو ان کے تابع کر دیا تھا
 کہ وہ شام کو اور دن چڑھے ان کے ساتھ تسبیح
 پڑھیں (۱۸) اور پرندے بھی تسبیح کے وقت جمع
 ہو جاتے تھے سب ان کے تابع فرمان تھے
 (۱۹) ہم نے ان کی حکومت کو مضبوط کر دیا اور
 ہم نے انہیں دانائی بخشی اور فیصلہ کن بات
 کرنے کا ملکہ دیا (۲۰) آپ کے پاس فریقین
 مقدمہ کی اطلاع آئی جب انہوں نے عبادت
 گاہ کی دیوار پھاندی (۲۱) اور وہ اچانک داؤد
 پر داخل ہوئے اور آپ اُن سے کچھ گھبرا گئے
 انہوں نے کہا آپ ڈریئے نہیں ہم تو مقدمہ
 کے دو فریق ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے
 پر زیادتی کی ہے آپ ہمارے درمیان انصاف
 سے فیصلہ فرما دیجئے اور بے انصافی نہ کیجئے اور
 ہمیں سیدھی راہ دکھا دیجئے (۲۲)

تفسیر

اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے محبوب کریم ﷺ سے فرمایا محبوب کفار و مشرکین کی مخالفت پر ان کی بے ہودگی پر پریشان نہ ہوں صبر کریں اس حکم کے ساتھ ہی حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر فرمادیا، جن پر کئی انعامات فرمائے۔ عبدنا کے ارشاد سے سیدنا داؤد علیہ السلام کی عظمت کا اظہار ہو رہا ہے۔ آپ کی صفات میں ”ذالابد“ کا ذکر فرمایا۔ لفظی معنی ہے ہاتھوں والا اس سے مراد باہمت باہبت، طاقتور قوی ہے۔ آپ عبادت اور جہاد میں طاقت کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ عبادت میں آپ کا معمول تھا ایک دن روزہ رکھتے، ایک دن افطار فرماتے، آدھی رات عبادت میں گزارتے، دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ کر جنگ کرتے، جنگ کس قدر ہی مشکل ہوتی۔ میدان چھوڑنے کا نام تک نہ لیتے، بارگاہ قدس میں متوجہ رہتے۔

آپ کی صفت عبادت کا ذکر فرمایا کہ ان کے ساتھ پہاڑ بھی تسبیح پڑھتے، رات بھر دن چمکنے تک، ان کی عبادت کے وقت پرندے بھی جمع ہو جاتے اور تسبیح پڑھتے۔ پہاڑ تابع کرنے کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ آپ پڑھتے تو پہاڑ گونج جاتے۔ مفسرین نے یہ بھی کہا کہ پہاڑ زبان حال سے تسبیح پڑھتے تھے، یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ آپ کے تسبیح پڑھتے وقت پہاڑ چٹانیں پتھر سب مل کر ذکر کرتے، آپ کی آواز اس قدر دل کش تھی جب آپ ذکر کرتے تو اڑتے ہوئے پرندے بھی رک جاتے اور آپ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے آپ کے ساتھ آواز ملا کر تسبیح پڑھتے۔ داؤد علیہ السلام پر ہمارا ایک اور کرم اس طرح تھا کہ ان کی حکومت کو مستحکم کر دیا۔ دلوں پر آپ کی ہیبت بٹھادی، بغاوت سرکشی کرنے کی کسی کو مجال نہ تھی۔ آپ کے سینہ کو نور و حکمت سے بھر دیا۔ آپ کی فصاحت و بلاغت کا جواب نہ تھا، آپ کی ہر بات فیصلہ کن ہوتی۔

آیہ مبارکہ میں داؤد علیہ السلام کے سامنے ایک واقعہ پیش آیا جس کا ذکر فرمایا گیا، دو فریق آپ کے عبادت خانہ میں چلے گئے آپ ان کی اچانک آمد کو دیکھ کر گھبرائے، ان وارد ہونے والے دونوں فریقوں نے کہا آپ پریشان نہ ہوں ہم تو آپ کے پاس ایک مقدمہ لے کر آئے ہیں۔ ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرمادیں اور ہمیں سیدھی راہ دکھادیں۔

إِنَّ هَذَا آخِرُ نَجَاتٍ لَّكَ تَسْعُ وَتَسْعُونَ نَجَاتٍ
وَلِي نَجَاتٍ وَاحِدَةٍ فَقَالَ الْفُلَانِيهَا
وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ
بِسُؤَالِ نَجَاتِكَ إِلَى نَجَاتِهِ وَإِنَّ كَثِيرًا
مِّنَ الْخَاطِئِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ
إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَ
قَلِيلٌ مِّنْهُمْ وَكَانَ دَاوُدُ إِنَّمَا فَتَنَّاهُ
فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۖ فَغَفَرْنَا
لَهُ ذَٰلِكَ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَازِلَتْنِي وَحُسْنَ
كَآبٍ ۝۲۵

اللَّهُ
الْعَظِيمُ

یہ میرا بھائی ہے اور اس کی ننانویں دُنیاں ہیں
اور میرے پاس ایک دُنبی ہے اب یہ کہتا ہے کہ
وہ بھی میرے حوالے کر دے اور میرے ساتھ
گفتگو میں سختی کرتا ہے (۲۳) آپ نے فرمایا
بے شک اُس نے یہ مطالبہ کر کے تجھ پر ظلم کیا
ہے کہ تیری دُنبی کو اپنی دُنبیوں میں ملا دے اور
اکثر حصہ دار ایک دوسرے پر زیادتی کرتے
ہیں سوائے ان حصہ والوں کے جو ایمان لائے
اور اچھے کام کئے اور ایسے لوگ بہت تھوڑے
ہیں اور فوراً داؤد کو خیال آ گیا کہ ہم نے اُسے
آزمایا ہے تو اپنے رب سے معافی مانگی اور
رکوع میں گر پڑے (۲۴) اور دل و جان سے
معافی مانگی اور ہم نے یہ تفصیر معاف کردی اور
بے شک ان کیلئے ہمارے ہاں بڑا قرب ہے
اور خوبصورت انجام ہے (۲۵)

تفسیر

سیدنا داؤد علیہ السلام کا معمول تھا، ایک دن حکومت کے کام سرانجام دیتے ایک دن گھر کے معاملات
و فرائض انجام دیتے ایک دن عبادت کیلئے خاص تھا جب آپ مصروف عبادت ہوتے تو کسی کو اندر آنے کی
اجازت نہ تھی آپ اپنے حجرے میں مصروف عبادت تھے کہ اچانک دو اجنبی اندر آ گئے، آپ نے یہ حیران

کن واقعہ دیکھا تو گھبراہٹ محسوس کی اور ان دو فریقوں نے بھی محسوس کیا کہ داؤد علیہ السلام گھبرا گئے ہیں انہوں نے کہا آپ پریشان نہ ہوں، ہم تو آپ کے پاس ایک مقدمہ لائے ہیں آپ اس مقدمہ میں صحیح صحیح فیصلہ فرمادیں اور ہمیں سیدھی راہ دکھادیں۔ اب دونوں نے اپنا مقدمہ پیش کیا، ایک نے کہا یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ۹۹ دُنیاں ہیں اور میرے پاس ایک دُنیا ہے۔ اب یہ کہتا ہے کہ میں اپنی دُنیا بھی اسے دے دوں تاکہ اس کی سو ہو جائیں، مجھے کہتا ہے اپنی دُنیا دیدے تو ایک کی رکھوالی سے بھی بچ جائے گا اور میری سو ہو جائیں گی۔

ان کی باتیں سن کر داؤد علیہ السلام نے فرمایا سو دُنیا والے کا مطالبہ بالکل بے معنی ہے اس کی زیادتی ہے اور حرص ہے اُسے تو چاہئے تھا کہ اپنے اس بھائی کو دو چار دُنیاں اپنی طرف سے دیتا کہ وہ بھی مطمئن رہتا، آپ نے فرمایا اکثر حصہ داروں کا یہی دستور ہے کہ کم حصہ دار اور کمزوروں کو محروم کر دیتے ہیں۔ ہاں وہ لوگ جو ایمان دار ہوتے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں، وہ دوسروں کے حصہ پر جبر نہیں کرتے ایسے لوگ کم ہوتے ہیں۔ داؤد علیہ السلام نے جب یہ فیصلہ سنایا تو آپ کو کوئی اپنی بات یاد آگئی اور خیال کیا کہ یہ تو میری آزمائش ہے، آپ سجدہ میں گر گئے اور دل و جان سے متوجہ ہوئے ہم نے اُسے بخش دیا اور ہمارے ہاں اس کا بڑا قرب ہے اور حسین انجام ہے۔

جس بات کے یاد آنے پر آپ سجدہ میں گر گئے اُس سے متعلق مشہور قصہ یہ ہے کہ آپ نے ایک فوجی افسر کی بیوی کے متعلق اپنے نکاح کا خیال کیا، اس فوجی کو قتل کرانے کی غرض سے خطرناک مشن پر بھیجا اور وہ قتل ہو گیا۔ پھر آپ نے اس عورت سے نکاح فرمایا یہ اس عمل پر تنبیہ کیلئے دو فرشتے آئے تھے۔ یہ روایت یہودی خرافات سے ہے، امام رازی، ابو حبان اندلسی، خازن، زبختری، ابن حزم، علامہ حقانی، علامہ آلوسی نے اس روایت کو جھوٹ افتراء اور لغو قرار دیا ہے۔ سجدہ میں گرنے اور معافی مانگنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ اپنی عبادت کے وقت میں دوا دمیوں کے مقدمہ میں مصروف ہو گئے اور عبادت میں کمی محسوس کی تو سجدہ ریز ہوئے۔

آپ نے سیدنا داؤد علیہ السلام کے واقعہ پر چند سطور پڑھ لیں، اسلام اور عیسائیت کے درمیان کئی مسائل پر اختلاف ہے۔ ایک خلاف یہ ہے ہمارا موقف ہے انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں، گناہوں سے پاک ہیں بائبل کے کئی مقامات پر انبیاء علیہم السلام کے گناہگار ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ علماء یہود نے داؤد علیہ السلام پر بھی الزام لگایا ہے کتاب ۲ سموئیل باب ۱۱ میں تفصیل موجود ہے اور اس غلط یہودہ لغو الزام کو اس قدر اچھالا کہ ہمارے بعض مفسرین نے بھی اس واقعہ کو لکھ دیا۔

حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے اس سلسلہ میں بہت محققانہ بحث کی ہے، انہوں نے داؤد علیہ السلام کے خلاف عیسائیوں کی لغویات کو کوئی اہمیت نہیں دی، اُسے محض کہانی قصہ لغو قرار دیا۔ آپ فرماتے ہیں ایسا گھناؤنا جرم جسے ایک ادنیٰ اُمتی بھی پسند نہیں کرتا اُسے معصوم نبی کیسے پسند کرے گا اگر یہ الزام داؤد علیہ السلام پر ثابت ہو (معاذ اللہ) تو اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کے واقعہ کو حضور ﷺ کیلئے باعث حوصلہ کیسے بنایا، اگر کوئی ایسا جرم ثابت ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کیلئے داؤد علیہ السلام کے واقعہ سے دلجوئی نہ فرماتا۔ ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کیلئے کئی شاندار صفات کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر کوئی ایسی غلطی ہوتی تو عظیم صفات بیان نہ ہوتیں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں جس نے داؤد علیہ السلام کے متعلق کوئی غلط بات منسوب کی تو اُسے ایک سو ساٹھ دُرے لگاؤں گا۔ داؤد علیہ السلام کے اس واقعہ پر امام رازی نے شاندار بات کہی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ آیات مذکورہ میں اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا جائے نہ تو گناہ کبیرہ کی نسبت ہو اور نہ گناہ صغیرہ کی بلکہ آپ کی مدح و ثناء کا پہلو نکلے، آپ نے استغفار اس لئے مانگی تھی کہ وہ دو فریق دیوار پھاند کر اندر آئے تھے آپ نے ان سے انتقام لینے کا ارادہ کیا مگر بعد درگزر کے معاف کر دیا۔ استغفار اس لئے تھی کہ آپ نے اُن سے انتقام کا ارادہ ہی کیوں کیا؟

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

اے داؤد! ہم نے آپ کو زمین میں اپنا نائب بنایا ہے لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو اور نفس کی خواہشات کی پیروی نہ کرو وہ تمہیں حق کی راہ سے ہٹا دے گی جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کیلئے سخت عذاب ہے اس لئے کہ انہوں نے حساب کا دن بھلا دیا تھا (۲۶) زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ہم نے انہیں بے فائدہ نہیں بنایا یہ تو کفار کا گمان ہے کفار کیلئے آگ کے عذاب سے بربادی ہے (۲۷) کیا ہم انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان جیسا کر دیں جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کے برابر ٹھہرا دیں (۲۸)

يٰۤاٰدُۡرَا۟نَا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ
فَاَحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى
فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ
يُضِلُوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ
شَدِيْدٌ يَّمَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝۲۶
السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا بِاطْلَآءٍ ذٰلِكَ ظَنُّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قَوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ
النَّارِ ۝۲۷ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰتَوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
كَالْمُفْسِدِيْنَ فِى الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ
كَالْفَجَّآرِ ۝۲۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تفسیر

حضرت داؤد علیہ السلام پر انعامات کا ذکر فرمایا جا رہا ہے ایک عظیم انعام کا ذکر اس طرح فرمایا، اے داؤد! ہم نے تجھے زمین پر اپنا نائب مقرر کیا ہے کہ حق و انصاف کے ساتھ لوگوں میں فیصلے کرے، خواہشات نفس کی اتباع نہ ہو کہ وہ اللہ کی راہ سے بہکا دے گی پھر جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لئے شدید عذاب ہے کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا تھا۔

اس آیہ مبارکہ میں خلیفہ کے فرائض کا ذکر فرمایا گیا ہے، اس کی ذمہ داریوں میں پہلی ذمہ داری حق و انصاف کے ساتھ فیصلے کرنا ہے۔ حق و انصاف کے راہ میں انہیں کسی قسم کی رکاوٹ انصاف سے ہٹانہ سکے۔ خلیفہ اور بادشاہ کا بڑا فرق ہے، ایک موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان اور طلحہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا خلیفہ اور بادشاہ میں کیا فرق ہے؟ تو آپ نے جواب دیا خلیفہ وہ ہے جو رعیت میں عدل کرتا ہے وہ اپنی رعایا پر اس طرح مہربان ہوتا ہے جیسے کوئی شخص اپنے اہل و عیال پر ہوتا ہے۔ ایک اور شخص نے کہا اے امیر المؤمنین دونوں میں بڑا فرق ہے، خلیفہ وہ ہے جو لیتا ہے تو حق و انصاف سے خرچ کرتا ہے صحیح جگہ پر اور آپ اللہ کے فضل و کرم سے ایسا کرتے ہیں، بادشاہ وہ ہوتا ہے جو لوگوں پر ظلم کرتا ہے، خلیفہ اپنے رب کا نائب ہے اور نائب اپنے آقا کے احکام کی تعمیل کرتا ہے اور حق و انصاف سے خدمات انجام دیتا ہے۔ کفار و ملحدین سمجھتے ہیں کہ زندگی صرف دنیا کی ہی ہے جو چاہو کرو کوئی جواب طلبی نہیں کسی قسم کی پرسش نہیں، حلال و حرام کا کوئی امتیاز نہیں، مال و دولت حاصل کرنے کیلئے جو کچھ بھی کیا جاسکتا ہے کرلو۔ قیامت کا مسئلہ محض کہانی ہے لمبے عرصہ سے یہ سنتے آرہے ہیں ان باتوں کی کوئی حقیقت نہیں، عیش اڑاؤ، مزے کرو۔ بارگاہِ قدس سے انہیں جواب دیا جا رہا ہے تمہارا موقف درست ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا زمین و آسمان کا سارا نظام بے سود ہے یہ گمان صرف کفار کا ہے اور کفار کیلئے آگ کا عذاب ہے۔

کیا ہم ایمانداروں اور اچھے نیک کام کرنے والوں کو ان کی طرح بنادیں گے جو زمین میں فساد کرتے ہیں کیا ہم پر ہیزگاروں کو فاجروں کی طرح بنادیں گے ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ دونوں کا انجام مختلف ہوگا۔ اسی سے یہ بات معلوم ہو گئی مومن اور کافر کا یہ فرق آخرت کے احکام کے اعتبار سے ہے۔

ان آیات مبارکہ کے آخر میں داؤد علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہم نے تجھے خلیفہ بنا دیا ہے عدل و انصاف سے کام کرتے رہنا، یہ ارشاد ایک غیر محسوس طریقہ سے آخرت کا اثبات کرتا ہے۔ جو ذات زمین پر خلیفہ کو عدل و انصاف کا حکم دے رہی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے بدکاروں کو سزا ملے گی اور نیکوں کو جزا کیا وہ خود

اس کائنات میں عدل قائم نہیں کرے گی یقیناً اس کی حکمت کا تقاضا ہے کہ اچھے اور برے کو ایک لاشی سے ہانکنے کی بجائے، بروں کو سزا اور نیکوں کو جزا سے نوازے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

یہ بابرکت کتاب ہے جو ہم نے آپ پر اتاری تاکہ لوگ اس کی آیات میں تدبر کریں اور عقلمند لوگ نصیحت حاصل کریں (۲۹) اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو سلیمان (فرزند) بخشا جو بڑی خوبیوں والا اور بہت رجوع کرنے والا ہے (۳۰) جب آپ پر سہ پہر کو تین پاؤں پر کھڑے ہونے والے تیز رفتار گھوڑے پیش کئے گئے (۳۱) تو آپ نے کہا مجھے ان گھوڑوں کی محبت اپنے رب کی یاد کیلئے پسند آتی ہے انہیں چلانے کا حکم دیا یہاں تک کہ پردہ کے پیچھے چھپ گئے (۳۲) پھر حکم دیا انہیں واپس لاؤ پھر آپ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے (۳۳)

كِتَابُ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّذِكْرِ الْاَيْتِ
لِيَتَذَكَّرَ اُولُو الْاَلْبَابِ ۝ وَهَبْنَا لِدَاوُدَ
سُلَيْمٰنَ نَعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ۝ اِذْ عَرَضَ
عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصُّفُفُ الْجِيَادِ ۝ فَقَالَ
اِنِّیْ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّیْ
حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوْهَا عَلٰی فُطُفٍ
مَّسْحًا بِالسُّوقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝

صَلَّى
اللَّهُ
عَلَيْهِ
وَاٰلِهِ
وَاَصْحَابِهِ

تفسیر

ان آیات مبارکہ میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کا ایک واقعہ ذکر ہے جس کا خلاصہ یہ ہے آپ ایک موقع پر اپنے گھوڑوں کے معائنہ میں ایسے مشغول ہوئے کہ نماز عصر کا وقت جو نماز پڑھنے کا معمول تھا وہ

چھوٹ گیا جس کا آپ کو شدید احساس ہوا اور آپ نے ان تمام گھوڑوں کو ذبح کر دیا کہ ان کی وجہ سے یادِ الہی میں خلل آیا۔ اگر یہ نماز فرضی تھی تو اس کی قضائی ہو سکتی تھی لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے بلند منصب کے پیش نظر ایسا کیا، یہ تفسیر متعدد مفسرین سے نقل ہے۔

حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ نے اسی کو ترجیح دی ہے، حضرت ابی بن کعب نے بھی اسی کو ترجیح دی اور ایک روایت بھی نقل کی ہے کہ آپ نے اپنی تلوار سے گھوڑوں کی گردنیں کاٹ دیں۔ اس حدیث پر اعتراض ہوتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے خدائی عظیم نعمت گھوڑوں کو ہلاک کر دیا مگر یہ اعتراض کمزور ہے اس لئے کہ یہ سارے گھوڑے حضرت سلمان کی ملکیت تھے اور آپ کی شریعت میں گائے، بکری، اونٹ کی طرح گھوڑے کی قربانی بھی جائز تھی لہذا آپ نے گھوڑوں کو ضائع نہیں بلکہ اللہ کی راہ میں قربان کیا ہے یہاں پر بھی عبادت کے طور پر ان گھوڑوں کی قربانی کی گئی۔ سلیمان علیہ السلام کے اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کی یاد میں غفلت ہو تو اپنے اوپر سزا مقرر کرنا دینی غیرت کا تقاضا ہے۔

اسی طرح حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنے باغ میں نماز پڑھتے ہوئے ایک پرندے کو دیکھنے میں مصروف ہو گئے جس سے نماز کی طرف دھیان نہ رہا تو بعد میں آپ نے پورا باغ صدقہ کر دیا یہ بات یاد دہانی چاہئے، اس مقصد کیلئے سزا ایسی ہی ہو جو بذات خود جائز ہو کسی مال کو بلا وجہ ضائع کر دینا جائز نہیں۔ اس واقعہ سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی ہے کہ مملکت کے ذمہ دار یا اونچے افسر کو چاہئے کہ وہ اپنے ماتحت شعبوں پر بذات خود نگرانی رکھے یہی وجہ ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ماتحتوں کی کثرت کے باوجود بہ نفس نفیس گھوڑوں کا معائنہ فرمایا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهِ جَسَداً ثُمَّ أَنَابَ ۖ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْغِبِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۖ^(۳۴)
 فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ۖ وَالشَّيَاطِينُ كُلٌّ بِنَاءٍ وَغَوَاصٍ ۖ وَآخَرِينَ نَقْرَيْنَ فِي الْأَمْفَادِ ۖ^(۳۵)
 هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۖ^(۳۶) وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآلٍ ۖ

صَلَّىٰ
 الْعِطْفِ

اور ہم نے سلیمان کو آزمائش میں ڈالا اور اس کی کرسی پر ایک جسد لا کر ڈال دیا پھر اس نے رجوع کیا (۳۴) اور کہا اے میرے رب مجھے معاف کر دے اور مجھے وہ بادشاہی دے جو میرے بعد کسی کیلئے لائق نہ ہو، بے شک تو ہی عطا کرنے والا ہے (۳۵) ہم نے اس کیلئے ہوا کو تابع کر دیا جو اس کے حکم سے نرمی کے ساتھ چلتی تھی جدھر وہ چاہتا تھا (۳۶) اور شیطان کو بھی مسخر کر دیا ہر طرح کے معمار اور غوطہ خور بھی (۳۷) اور دوسرے جو پابند سلاسل تھے (۳۸) ہم نے اُسے کہا یہ ہماری بخشش ہے تجھے اختیار ہے جسے چاہے دے اور جس سے چاہے روک لے کوئی حساب نہیں (۳۹) بے شک انہیں ہمارے ہاں بڑا قرب ہے اور خوبصورت انجام (۴۰)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ کے بارہ میں امام فخر الدین رازی نے جو توجیہ بیان کی ہے وہ یہ ہے سیدنا سلیمان علیہ السلام شدید بیمار ہو گئے آپ کا جسم مبارک نہایت کمزور ہو گیا آپ کا وہ رعب و ہیبت جو پہلے تخت پر بیٹھنے سے تھا وہ ختم ہو گیا، جنوں انسانوں پر وہ دبدبہ نہ رہا، بیماری کے باعث جسم نحیف و کمزور ہو گیا۔ اب آپ تخت

پر بیٹھتے تو وہ پہلا جاہ و جلال دکھائی نہ دیتا تھا آپ نے بارگاہِ قدس میں عجز و انکساری سے دعا کی جو قبول ہو گئی اور آپ صحت سے نوازے گئے اور پھر حسب سابق حکمرانی میں مصروف ہو گئے۔

آپ نے دعا اس طرح فرمائی ”اللہ مجھے ایسا ملک عطا فرما کہ میرے بعد کسی کو میسر نہ ہو“ اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ حضور ﷺ سے سلیمان علیہ السلام کا درجہ بڑا ہے، حضور ﷺ نے اپنی نبوت کو فقر سے وابستہ کر رکھا ورنہ ان کی شان یہ ہے ”لو شئت لصارت الجبال معی ذہبا“ اگر میں چاہتا تو پہاڑ سونا بن کر میرے ساتھ چل جاتے، آپ نے چاہا ہی نہیں۔ حضور ﷺ کا حکم کائنات کے ہر ذرہ پر ہے ابو جہل کی مٹھی میں پتھروں کا کلمہ پڑھنا درختوں کا زمین چیرتے آ کر سلام کرنا، چاند کا ٹکڑے ہو جانا، ڈوبے سورج کا واپس آ جانا یہ سب عظمتِ مصطفیٰ کے واضح دلائل ہیں جو کسی اور نبی سے ظاہر نہیں۔

اگلی آیہ پاک میں ایک اور عطا کا ذکر فرمایا گیا کہ ہوا کو آپ کے تابع کر دیا گیا جو آپ کی مرضی سے جدھر چاہتے آرام سے چلتی ایک اور انعام کا ذکر فرمایا کہ ہم نے سلیمان کے تابع دیو بھی کر دیئے تھے، جن میں کچھ غوطہ خور تھے کچھ معمار تھے اور سرکش دیوؤں کو ذخیروں سے باندھ دیا تھا۔ اے ہمارے نبی سلیمان! یہ ہماری عطا ہے جسے چاہے دے دیں جس سے چاہے روک لیں، کسی قسم کی باز پرس نہیں اور بے شک سلیمان کو ہمارے ہاں بڑا قرب ہے اور بہترین انجام۔ بعض مفسرین نے سلیمان علیہ السلام کی اس آزمائش کے بارہ میں بھی کئی روایات بیان کی ہیں جنہیں لکھنا مناسب نہیں سمجھتا کہ وہ بھی بنی اسرائیل کی بیان کردہ ہیں۔ اہل کتاب کی ایک جماعت سلیمان علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرتی ہے اس قسم کے جھوٹ موٹ انہیں کے بیان کردہ ہیں جن کی کوئی اہمیت نہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کیجئے جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا (اے اللہ) مجھے شیطان نے تکلیف اور دکھ دیا ہے (۴۱) حکم ہوا اپنا پاؤں زمین پر مارو یہ نہانے اور پینے کیلئے ٹھنڈا پانی ہے (۴۲) اور ہم نے انہیں اہل و عیال عطا کئے اور اتنے ہی اور ان کے ساتھ ہماری طرف سے رحمت اور عقل والوں کی نصیحت کیلئے (۴۳) اور آپ اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک جھاڑو لے کر ماریں اور اپنی قسم نہ توڑیں، بے شک ہم نے انہیں صابر پایا وہ کیا اچھے بندے ہیں وہ بہت رجوع کرنے والے ہیں (۴۴) اور ہمارے بندوں ابراہیم و اسحاق یعقوب کو یاد کیجئے جو طاقت والے اور بصیرت والے ہیں (۴۵) ہم نے انہیں خالص آخرت کی یاد کے ساتھ جن لیا تھا (۴۶) بے شک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے اور نیک ترین ہیں (۴۷)

وَ اذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصِيبٍ وَعَذَابٍ ۖ أَكْثَرُ لِي بِرَجُلِكَ هَذَا امْعَثْ لِي بَارِدًا وَ شَرَابًا ۖ وَ هَبْ لِي أَهْلًا وَ مِثْلَهُمْ ۖ فَهَمَّ رَحْمَةً مِنَّا وَ ذِكْرَى لِرَأْسِ الْأَكْبَابِ ۖ وَ خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنُطْ ۖ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۖ وَ اذْكُرْ عَبْدَنَا إِبْرَاهِيمَ وَ اسْمُحْ وَ يَعْقُوبَ أُولَى الْأَيْدِي وَ الْأَبْصَارِ ۖ إِنَّا أَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۖ وَ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ۖ

اللہ
صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم

تفسیر

پچھلی آیات مبارکہ میں حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کا ذکر فرمایا گیا ان پر انعامات کا ذکر ہوا، اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک اور بندے سیدنا ایوب علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے کہ انہیں کس قدر

تکالیف و مصائب نے گھیرا، جسم اطہر پر پھوڑے ہو گئے سب بیٹے بیٹیاں موت کی آغوش میں چلے گئے، کھیتیاں باغات سب برباد ہو گئے، گہرے وفادار عقیدت مند بھی منہ پھیر گئے غرضیکہ مشکلات نے احاطہ کر لیا ہے مگر زبان پر شکوہ نہیں آیا، صبر کا دامن مضبوطی سے تھاما ہوا ہے، اللہ کے ہر فیصلے پر راضی ہیں یہی آپ کا حسین انداز محبت تھا جس نے رحمت خداوندی کو اپنی طرف متوجہ کر لیا کہ رب قدوس نے کس قدر محبت بھرے حسین انداز سے انہیں یاد فرمایا ہے اور اپنے محبوب کریم علیہ السلام کو ان کی طرف توجہ دلائی ہے کہ انہیں دیکھیں انہوں نے کس قدر دکھوں، مصیبتوں اور پریشانیوں میں ہمارے ساتھ رابطہ رکھا ہے، سب کچھ لٹ گیا ہے مگر رضاء الہی میں کسی قسم کی کمی نہیں۔

اس مقام پر ایوب علیہ السلام کا واقعہ حضور ﷺ کو صبر کی تلقین کرنے کیلئے لایا گیا۔ یہ واقعہ سورہ انبیاء میں بھی گزر چکا ہے آپ نے عرض کی اللہ! مجھے شیطان نے رنج و تکلیف دی ہے جس کی تفصیل یہ ہے آپ کو جو بیماری پہنچی وہ شیطان کی وجہ سے آئی تھی، ہوا یہ تھا کہ ایک موقع پر فرشتوں نے ایوب علیہ السلام کی بہت تعریف کی جس پر شیطان کو بڑا حسد ہوا اور اس نے اللہ سے دعا کی اللہ! مجھے جسم ایوب پر تسلط دیا جائے میں جو چاہوں کروں اللہ تعالیٰ کو بھی ایوب علیہ السلام کی آزمائش مقصود تھی، شیطان کو یہ حق دے دیا گیا اُس نے آپ کو اس بیماری میں مبتلا کر دیا۔ ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ بیماری کی حالت میں شیطان و سو سے ڈالتا تھا جس سے آپ کو تکلیف ہوتی تھی اس مقام پر اس تکلیف کا ذکر ہے۔ اس رنج و آزار کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ جسے امام احمد نے کتاب الزہد میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کے زمانہ میں شیطان ایک طبیب کی شکل میں حضرت ایوب کی بیوی سے ملا انہوں نے طبیب سمجھ کر علاج کی درخواست کی۔ شیطان نے کہا اس شرط پر علاج کرتا ہوں کہ شفا ہو جائے تو کہہ دینا تو نے اس کو بچایا ہے۔ یہ واقعہ بیوی صاحبہ نے حضرت ایوب کو سنایا، آپ نے فرمایا وہ تو شیطان تھا، آپ نے فرمایا میں عہد کرتا ہوں اگر اللہ مجھے شفا دے دے تو میں تجھ کو سو فحشیاں ماروں گا آپ کو یہ

تکلیف پہنچی کہ شیطان میری بیوی سے ایسے کلمات کہلوانا چاہتا ہے، جو بظاہر موجب شرک ہیں۔ آپ نے اس واقعہ سے عجز و انکساری سے پھر دُعا کی جو قبول ہوئی اور فرمایا گیا کہ اپنا پاؤں زمین پر مارو چنانچہ پاؤں زمین پر مارا تو ایک چشمہ پیدا ہو گیا (رواہ احمد)

ہم نے ایوب کو حکم دیا کہ یہ ٹھنڈا پانی نہانے کا ہے اور پینے کا ہے اس سے غسل کرو اور پیو چنانچہ نہائے اور پیا تو شفا یاب ہو گئے اور ہم نے ان کو کنبہ عطا کیا اور ان کے ساتھ اور بھی، یہ ہماری رحمت خاصہ کے سبب سے ہے، عقل والے سوچیں اللہ تعالیٰ صابروں کو کیسی جزا دیتا ہے۔

ایوب علیہ السلام نے اپنی قسم پوری کرنے کا ارادہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے تخفیف فرمادی فرمایا ایوب تم ایک مٹھانکوں کا لو اور اپنی بیوی کو مارو اور اپنی قسم پوری کرلو، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اس سے درس ملتا ہے وقتی طور پر تکلیف ہو جائے تو ہماری رحمت سے مایوس نہ ہوں، جس طرح ہم نے ایوب علیہ السلام پر کرم کیا اور پھر از سر نو خوشیوں سے نوازا۔ اسی طرح ہم تمہارے ساتھ بھی کرم و فضل کا سلوک کریں گے۔ اگلی آیہ پاک میں حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب کا ذکر فرمایا گیا تھا، وہ بڑی طاقت والے روشن دل تھے اور وہ ہمارے نزدیک پسندیدہ بہترین لوگ تھے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

(اے محبوب) اسماعیل، یسع اور ذی الکفل کو یاد کیجئے یہ سب بہترین لوگوں میں تھے (۴۸) ان کے اوصاف حمیدہ کا جو ذکر قرآن فرما رہا ہے یہ ذکر خیر ہے یہ ان کی پاکیزہ حیات کو تازہ رکھنے کیلئے ہے پرہیزگاروں کیلئے عمدہ ٹھکانا ہے (۴۹) ہمیشہ رہنے والے باغات ہیں ان کیلئے

وَاذْكُرْ اِسْمَاعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ
وَكُلًّا مِّنَ الْاَخْيَارِ ۚ هٰذَا ذِكْرُ وَاٰنٍ
لِّلْمُتَّقِيْنَ ۚ لِحُسْنِ مَا بَ ۙ جَلَّتْ عَدْنُ
مُفْتَحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۙ مُتَّكِئِيْنَ فِيْهَا
يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِقَاہِفَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ

وَعِنْدَهُمْ قُصُورُ الطَّرِيقِ ۝۵۰ هَذَا مَا
تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝۵۱ إِنَّ هَذَا
لَكُرْسِيُّنَا مَا لَهُ مِنْ تَفَادٍ ۝۵۲ هَذَا وَابْنُ
لِلطَّعِينِ لَشَرِّ مَا بٍ ۝۵۳ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا
فِي سُبُطٍ مِثْلَ السُّرَابِ ۝۵۴

صَلَّى
الْعِظَمَاءِ

سب دروازے کھلے ہوں گے (۵۰) تکیہ لگائے
بیٹھے ہوں گے وہ طرح طرح کے پھل اور
مشروبات طلب فرماتے ہوں گے (۵۱) اور ان
کے نزدیک نیچی نگاہوں والی ہم مثل حوریں ہوں
گی (۵۲) یہ ہے جس کا تمہیں قیامت کے دن کا
وعدہ کیا جاتا تھا (۵۳) یہ ہمارا دیا ہوا رزق ہے جو
کبھی ختم نہ ہوگا (۵۴) سرکشوں کیلئے برا ٹھکانا ہو
گا (۵۵) جہنم، وہ اس میں داخل ہوں گے یہ کس
قدر تکلیف دہ پچھونا ہے (۵۶)

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں سیدنا ابراہیم، اسحاق و یعقوب علیہم السلام کا ذکر فرمایا گیا، اس آیہ مبارکہ میں چند
اور مقبولین بارگاہ کا ذکر ہے اے محبوب کریم! اسماعیل و یسع اور ذوالکفل کو یاد کیجئے، یسع علیہ السلام بنی
اسرائیل کے انبیاء میں سے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کا ذکر دو جگہوں پر آیا ہے، تفصیلی حالات نہیں تاریخ کی
کتابوں میں منقول ہے آپ حضرت الیاس علیہ السلام کے چچا زاد بھائی ہیں، حضرت الیاس کے نائب اور
خلیفہ تھے۔ بائبل کے اندر کتاب سلاطین اول باب ۱۹ اور سلاطین باب نمبر ۲ میں آپ کے حالات ملتے ہیں
وہاں آپ کا نام الیشع بن ساقط ذکر ہے۔

یہ سب لوگ پسندیدہ اور بہترین لوگوں میں تھے، قرآن مقدس نے جو ان کا بیان فرمایا ہے یہ ان کا
ذکر خیر ہے یہ ذکر خیر ان کی حیات کو تازہ رکھنے کیلئے ہے، ان پر اخروی انعامات کا ذکر ان کی اگلی آیہ پاک
میں ہے کہ پرہیزگاروں کیلئے نہایت اچھا ٹھکانا اور ہمیشہ رہنے والے باغات ہیں ان کے دروازے ہمیشہ

کھلے رہیں گے، وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے، طرح طرح کے پھل طلب کرتے ہوں گے اور پینے کی چیزیں اور وہاں اُن کیلئے حوریں ہوں گی جو اپنے خاوندوں کے علاوہ کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں گی۔ وہ حوریں ان کی ہم عمر ہوں گی اور حسن و شباب میں یکساں ہوں گی، اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے زوجین کے درمیان عمر کے تناسب کی رعایت بہتر ہے ہم عمری کے لحاظ سے میاں بیوی کے درمیان طبیعتوں کے درمیان زیادہ مناسبت اور توافق ہوگا عمر میں تناسب ہو تو باہمی انس پیدا ہوتا ہے اور رشتہ نکاح خوشگوار ہوتا ہے۔

یہ ہے وہ جس کا تم سے وعدہ کیا تھا کہ قیامت کے دن ملے گا یہ ہمارا دیا ہوا رزق کبھی ختم نہ ہوگا یہ پرہیزگاروں کیلئے ہے اور سرکشوں کیلئے برا ٹھکانہ ہے جہنم میں داخل ہوں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

یہ کھولتا پانی اور پیپ ہے چاہئے کہ وہ اسے چکھیں (۵۷) اور اس کے علاوہ اس کی مانند طرح طرح کا عذاب (۵۸) یہ دوسری فوج ہے جو تمہارے ساتھ گھسنا چاہتی ہے انہیں کوئی خوش آمدید نہیں یہ ضرور آگ ناپنے والے ہیں (۵۹) وہ کہیں گے ظالمو! تمہیں کوئی خوش آمدید نہ ہو تم نے ہی اس عذاب کو ہمارے آگے کیا، سو بہت برا ٹھکانا ہے (۶۰) کہیں گے اے ہمارے رب کس بد بخت نے یہ عذاب ہمارے آگے کیا ہے آگ میں اس کا عذاب دگنا کر دے (۶۱) اور کہیں گے کیا وجہ ہے جنہیں ہم برے لوگوں

هٰذَا اَقْلٰیْدٌ وَّ تُوْہٖ حَمِیْمٌ وَّ عَسَاقٍ ۝
وَاٰخِرُ مِنْ شَکْلِہٖ اَزْوَاجٌ ۝ هٰذَا نُوْجٌ مُّقْتَرِمٌ ۝
فَعَمَّکُمْ لَا مَرْحَبًا بِہُمْ اِنَّہُمْ صَالُوْا النَّارَ ۝
قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِکُمْ اَنْتُمْ ۝
قَدْ مَسُوْہُ لَنَا فِیْسُ الْقَرَارِ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا
مَنْ قَدْ مَرَّ لَنَا هٰذَا فَرَدَّہٗ عَنَّا اَبًا ضَعْفًا
فِی النَّارِ ۝ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا
کُنَّا نَعُدُّہُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝ اَتُخَذَ مِنْہُمْ
سُخْرٰی اَمْ رَاٰ غَتَ عَنْہُمُ الْاَبْصَارُ ۝

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الْحَقُّ

میں شمار کرتے تھے، اور تمسخر اڑایا کرتے تھے وہ
ہمیں نظر نہیں آ رہے یا ہماری آنکھیں ان کی
طرف سے پھر گئی ہیں (۶۲، ۶۳)

تفسیر

چھپی آبیہ پاک میں دائمی اور ابدی نعمتوں کا ذکر ہوا جو نیک بختوں اور پرہیزگاروں کے متعلق تھیں،
اب کفار کے بارہ میں ذکر ہے کہ وہ جہنم میں داخل ہوں گے ان کیلئے کھولتا ہوا پانی اور پیپ موجود ہے سو یہ
لوگ اسے چکھیں اور اس کے علاوہ اور بھی اس قسم کے ناگوار چیزیں موجود ہیں ان کو بھی چکھیں گے اور جو
تابع تھے ان کیلئے بھی یہی چیزیں ہیں۔ تمام کفار کے راہنما اول داخل جہنم ہو چکیں گے پھر ان کے پیروکار
آئیں گے تو راہنما آپس میں کہیں گے لو یہ ایک جماعت اور آتی ہے جو تمہارے ساتھ شریک ہونے کیلئے
جہنم میں گھس رہے ہیں ان پر خدا کی ماریہ بھی دوزخ میں آ رہے ہیں، یعنی کوئی ایسا آتا جو عذاب کا مستحق نہ
ہوتا تو اس کے آنے کی خوشی بھی ہوتی اور اس کی آؤ بھگت ہو وہ پیروکار اپنے راہنماؤں سے کہیں گے بلکہ
تمہارے ہی اوپر خدا کی مار کہ تم بھی تو مصیبت ہمارے آگے لائے تم نے ہی ہم کو بہکایا تھا سو جہنم بہت ہی برا
ٹھکانہ ہے جو تمہاری وجہ سے ہمارے آگے آیا اس کے بعد جب ان میں ہر شخص دوسرے پر الزام رکھے گا تو
اس وقت یہ متبعین ان سے خطاب چھوڑ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے اے ہمارے رب جو شخص اس مصیبت
کو ہمارے آگے لایا ہو اس کو دوزخ میں دو گنا عذاب دے۔

اور وہ لوگ متبعین آپس میں کہیں گے کیا بات ہے ہم انہیں دوزخ میں نہیں دیکھتے جن کو ہم برے
لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے یعنی مسلمانوں کو گمراہ اور حقیر سمجھا کرتے تھے وہ کیوں نظر نہیں آ رہے۔ ہم ان پر
ہنسی مذاق کرتے تھے اور وہ اس کے قابل نہ تھے وہ جہنم میں نہیں آئے یا یہ جہنم میں موجود ہیں مگر ہم دیکھ نہیں
رہے، مطلب یہ کہ عذاب کے ساتھ ایک اور حسرت ہوگی کہ جن لوگوں کو ہم برا کہتے تھے وہ عذاب سے بچ

گئے اور یہ بات دوزخیوں کا آپس میں جھگڑنا بالکل سچی ہے کہ ضرور ہو کر رہے گی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

یہ یقیناً سچ ہے دوزخی آپس میں جھگڑیں گے

(۶۴) (اے محبوب کریم) آپ کہہ دیجئے میں

توفیق ڈرانے والا ہوں کوئی الہ نہیں مگر اللہ جو ایک

ہے سب پر غالب ہے (۶۵) آسمانوں اور

زمینوں کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مالک

ہے عزت والا ہے بہت بخشنے والا ہے (۶۶)

آپ کہئے یہ (قیامت) بڑی اہم اور عظیم خبر ہے

(۶۷) تم اس سے منہ موڑے ہوئے ہو (۶۸)

مجھے عالم بالا کے بارے میں کوئی علم نہ تھا جب

وہ جھگڑ رہے تھے (۶۹) مجھے تو یہی وحی ہوتی

ہے کہ میں نہیں مگر روشن ڈر سنانے والا (۷۰)

اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخٰصُمُ اَهْلِ النَّارِ
قُلْ اِنَّمَا اَنَا مُنْذِرٌ وَمَنْ اِلٰهٌ اِلَّا اللّٰهُ
الْوٰحِدُ الْقَهَّارُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ قُلْ هُوَ يَبْنِئُ
عَظِيْمٌ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ مَا كَانَ
لِيْ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلٰٓئِكَةِ اَلٰی اُذْ يَخْتَصِمُوْنَ
اِنْ يُؤْتٰى اِلٰی اِلَّا اَنَّمَا اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ

اللہ
الصّٰدِق
العظیْم

تفسیر

بھجلی آیہ مبارکہ میں ایمانداروں پر رحم و کرم اور کفار و مشرکین کے عذاب میں مبتلا رہنے کا ذکر تھا، اس

آیہ پاک میں حضور ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے آپ کفار و مشرکین کو کہہ دیجئے جس راہ پر تم چل رہے ہو وہ تو

سیدھی جہنم کی راہ ہے، مجھے اللہ نے اس لئے مبعوث کیا ہے کہ میں تمہیں آگاہ کر دوں کہ تم راہ راست پر آ جاؤ

بت پرستی کفر و شرک کو چھوڑ کر ایک خدائے وحدہ لا شریک پر ایمان لے آؤ جو کچھ میں تمہیں بتا رہا ہوں وہ یہ

ہے کہ اللہ کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اللہ اپنی صفات و کمالات میں ایک ہے اور سب پر غالب

ہے آسمانوں، زمینوں اور ان کے درمیان جو کچھ ہے وہ سب کچھ اسی کی ملکیت ہے کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں، نہ ہی کوئی اس سے زیادہ قوت والا ہے اس کی رحمت بخشش کا یہ عالم ہے اگر کوئی بڑے سے بڑا منکر بھی خلوص دل سے معافی مانگ لیتا ہے تو وہ اسے معاف کر دیتا ہے۔

محبوب کریم! آپ انہیں کہہ دیجئے وہ بہت بڑی خبر ہے جس سے تم اعراض کر رہے ہو یا تو اس خبر سے مراد قرآن مقدس ہے جس کا تم انکار کر رہے ہو یا اس خبر سے مراد قیامت کا دن ہے جس کے منکر ہیں، کہہ دیجئے مجھے عالم بالا کے بارے میں کوئی علم نہیں جب وہ جھگڑ رہے تھے۔

”ملاء“ سے مراد فرشتوں کی جماعت ہے جو عالم بالا کی مکین ہے اور احکام خداوندی کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ایک دوسرے سے بحث کر رہے تھے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں ان امور کی اطلاع مجھے بذریعہ وحی کی جاتی ہے۔ فرشتوں کی بحث و تمحیص کے بارہ میں یہ ہے کہ تخلیق آدم علیہ السلام پر بحث کر رہے ہیں۔ اس بحث سے مراد تخلیق آدم کی حکمت ہے فرشتے معلوم کرنا چاہتے تھے تخلیق آدم میں کیا حکمت ہے۔

عالم بالا میں فرشتوں کی بحث و تمحیص کے بارہ میں ایک حدیث پاک ملتی ہے جسے حضرت معاذ بن جبل روایت کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں ایک دن حضور ﷺ نے نماز پڑھانے کے بعد فرمایا، صحابہ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو، ہم بیٹھے رہے آپ نے فرمایا آج رات مجھے نیند آگئی میں نے دیکھا رب قدوس بڑی حسین شکل میں جلوہ فرما رہے اور مجھ سے پوچھا پیارے محمد فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں میں نے عرض کی مجھے پتہ نہیں یا اللہ، تو رب قدوس ہے میرے دونوں کندھوں کے درمیان دست قدرت رکھا، تو میرے لئے ہر شے روشن ہو گئی اور میں نے زمینوں آسمانوں اور ان کے درمیان ہر شے کو جان لیا پھر پوچھا اے پیارے محمد! فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی درجاء اور کفارات میں، رب قدوس نے پوچھا درجاء کیا ہے؟ میں نے عرض کی کھانا کھانا، سلام پھیلانا اور رات کے وقت جب لوگ سو رہے ہوں تو اٹھ کر نماز پڑھنا۔ محبوب! بتاؤ کفارات کیا ہیں، میں نے عرض کی تکلیف کی حالت میں وضو کرنا اور نماز سے

فارغ ہونے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اور جماعت میں شریک ہونے کیلئے چل کر جانا۔ رب قدوس نے فرمایا تم نے ٹھیک کہا اب مانگو جو مانگنا ہے، میں نے عرض کی نیک کام کی توفیق، مسکینوں سے محبت، مجھے فتنہ سے بچائیں تجھ سے سوال کرتا ہوں اپنی محبت عطا فرما اور اس کام کی محبت عطا کر جو تیری محبت کے قریب کر دے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

(اے محبوب) یاد کیجئے جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں بشر کو مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں (۷۱) پس جب میں اس کو سنوار دوں اور اپنی طرف سے روح پھونک دوں تو تم اس کے آگے سجدہ ریز ہو جانا (۷۲) پھر تمام فرشتوں نے سجدہ کیا (۷۳) سوائے ابلیس کے اس نے تکبر کیا اور کافروں سے ہو گیا (۷۴) حکم ہوا اے ابلیس تجھے کس چیز نے سجدہ کرنے سے روکا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا، کہا تو نے تکبر کیا یا اپنے کو اس سے بلند مرتبہ خیال کیا (۷۵) (ابلیس) نے کہا میں اس سے بہتر ہوں کہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اسے مٹی سے (۷۶) (اللہ نے) فرمایا تو جنت سے نکل جا تو مردود ہوا (۷۷) اور تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے (۷۸)

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ۝۱۴۱ فَاِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدٰۤیْنَ ۝۱۴۲ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اٰجَمٰۤیْنَ ۝۱۴۳ اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ۙ اَسْكَبَرُوْا كَاۤنَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝۱۴۴ قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیْ ۙ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعٰلِیْنَ ۝۱۴۵ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۙ خَلَقْتَنِیْ مِنْ تَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِیْنٍ ۝۱۴۶ قَالَ فَاخْرِجْهُ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَچِیْمٌ ۝۱۴۷ وَاِنْ عَلٰیكَ لَعْنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝۱۴۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تفسیر

بچپلی آیہ مبارکہ میں ذکر تھا حضور ﷺ نے فرمایا مجھے خبر نہ تھی کہ عالم بالا میں فرشتے کس بات پر تکرار کر رہے تھے۔ اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی مذکورہ بالا گفتگو کی طرف اشارہ ہے اور ساتھ ہی اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جس طرح ابلیس نے محض حسد اور تکبر کی وجہ سے حضرت آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا اسی طرح مشرکین عرب بھی حسد اور تکبر کی وجہ سے آپ کی بات نہیں مان رہے اور جو انجام ابلیس کا ہوا ان کا بھی ہونا ہے۔ (تفسیر کبیر)

تخلیق آدم علیہ السلام کے بارہ میں فرمایا گیا جب میں اُسے سنوا دوں اور اپنی طرف سے خاص روح پھونک دوں تو فرشتو! تم سجدہ ریز ہو جانا۔ یہاں پر سجدہ سے مراد عبادت کا سجدہ نہیں یہ سجدہ تعظیم تھا جیسے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو کیا تھا یہ بھی یاد رہے پہلی شریعتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا ہماری شریعت مطہرہ میں کسی کو سجدہ تعظیمی بھی جائز نہیں۔

”سویتہ“ کا معنی ہے اسے مکمل کر دوں، اپنی روح پھونکنے سے مراد خاص روح ہے جسے میں نے اپنی قدرت سے بنایا ہے اور اُس روح کو بہت سی خوبیاں دی ہیں، تمام فرشتے سجدہ ریز ہو گئے مگر ابلیس نے انکار کر دیا، ابلیس سے فرمایا گیا تجھے سجدہ کرنے سے کس نے روکا ہے؟ اسے میں نے اپنے کیف قدرت کے ہاتھوں سے بنایا ہے، ابلیس نے انکار کرنے کی دو وجہ ہو سکتی تھیں، کیا تو نے تکبر کی وجہ سے آدم کو سجدہ نہیں کیا یا تو نے اپنے کو بہت بلند و بالا سمجھا اس لئے سجدہ نہیں کیا۔ تخلیق آدم علیہ السلام کے بارے میں آیہ مقدسہ میں یہ بھی ذکر ہے کہ آدم کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا، ہاتھوں کے سلسلہ میں امت کا اتفاق ہے کہ اللہ کے ہاتھ انسانوں کے ہاتھوں کی طرح نہیں کہ اللہ تعالیٰ اعضاء سے پاک ہے اس سے مراد اللہ کی قدرت ہے۔ یہ اضافت تشریفی ہے جیسے کعبہ کو بیت اللہ فرمایا گیا، حضرت صالح کی اونٹنی کو ناقۃ اللہ فرمایا گیا، حضرت عیسیٰ کو کلمۃ اللہ یا روح اللہ فرمایا گیا یہاں بھی یہ نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت

ظاہر کرنے کیلئے کی گئی ہے۔ (قرطبی)

ابلیس نے سجدہ نہ کرنے کی وجہ یہ بتائی کہ میں آدم سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے۔ ابلیس کی اس گستاخی پر اُسے حکم دیا گیا، جنت سے نکل جا تو مردود ہے اور تجھ پر قیامت تک میری لعنت بر سے گی۔ ابلیس کا سجدہ سے انکار بتاتا ہے یہ اس کا تکبر تھا جس کی وجہ سے ملعون ہوا۔ پتہ چلتا ہے تکبر شیطانی عادت ہے جس سے ضروری ہے کہ بچا جائے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہبند ہے، جو ان میں سے کسی کو مجھ سے چھینے گا میں اس کو جہنم میں ڈال دوں گا۔

حضور ﷺ کے عجز و نیاز کو حضرت انس اس طرح بیان کرتے ہیں، اہل مدینہ حضور ﷺ کو جہاں چاہتے لے جاتے اور اپنی ضرورت پوری کرتے۔ حضرت انس فرماتے ہیں حضور ﷺ بیماروں کی بیمار پرسی کرتے، جنازوں کے ساتھ جاتے، خادموں کی دعوت قبول کرتے۔ ان واقعات سے حضور ﷺ کا عجز و نیاز واضح ہو رہا ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

ابلیس نے کہا اے رب! مجھے قیامت کے دن تک مہلت دیجئے (۷۹) جواب ملا تو مہلت دئے جانے والوں سے ہے (۸۰) (یہ مہلت) قیامت کے مقررہ دن تک ہے (۸۱) ابلیس نے کہا تیری عزت کی قسم میں ضرور سب کو گمراہ کروں گا (۸۲) سوا تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے چن لیا (۸۳) فرمایا میں حق

قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٧٩﴾
قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴿٨٠﴾ إِلَى يَوْمِ
الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٨١﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ
لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ
الْمُخْلِصِينَ ﴿٨٣﴾ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقُّ أَقُولُ ﴿٨٤﴾
لَا مَلَكَيْنَ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمَنْ تَبِعَكَ

ہوں اور سچ کہتا ہوں (۸۴) میں ضرور جہنم کو
تجھ سے اور تیرے فرمانبرداروں سے بھروں گا
(۸۵) محبوب! آپ کہتے ہیں تم سے کسی قسم کا
اجر نہیں مانگتا اور نہ ہی میں بناوٹ کرنے والوں
سے ہوں (۸۶) یہ قرآن تمام جہانوں والوں
کیلئے نصیحت ہے (۸۷) اے کفار! تم کچھ
عرصہ بعد اس کی خبر جان لو گے (۸۸)

مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ
مِنْ أَجْرٍ ۖ وَأَنَا مِنَ الْمُنْكَفِرِينَ ۝ إِنَّ
هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝ وَلِتَعْلَمَ نَبَاُ
بَعْدَ حِينٍ ۝

اللہ
الْعَظِيمِ

تفسیر

ابلیس نے کہا اگر مجھ کو آدم کی وجہ سے مردود کیا ہے تو پھر مجھے قیامت کے دن تک مہلت دیجئے تا کہ
ان سے اور ان کی اولاد سے بدلہ لوں۔ بارگاہِ قدس سے ارشاد ہوا جب تو مہلت مانگتا ہے تو جاتے معین
وقت تک مہلت دے دی گئی، ابلیس نے کہا جب مجھے مہلت مل گئی تو مجھ کو تیری قسم میں ان سب کو گمراہ کروں
گا۔ سوا آپ کے ان بندوں کے جو ان میں منتخب کئے گئے ہیں یعنی آپ نے ان کو میرے اثر سے محفوظ رکھا
ہے۔ بارگاہِ قدس سے حکم ہوا میں سچ کہتا ہوں اور میں تو ہمیشہ سچ ہی کہا کرتا ہوں کہ میں تجھ سے اور جو تیرا
ساتھ دیں گے ان سب کو دوزخ میں بھردوں گا۔

آپ سے ناصحانہ طور پر فرمایا گیا محبوب! آپ کہہ دیجئے میں تم سے اس تبلیغِ قرآن حکیم پر نہ کچھ
معاوضہ چاہتا ہوں اور نہ ہی میں بناوٹ کرنے والوں میں ہوں کہ میں نے بناوٹ کے ذریعہ سے نبوت کا
دعویٰ کیا ہوا اور غیر قرآن کو قرآن کہہ دیا ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے تکلف اور تصنع بُری چیزیں ہیں اور شرعاً
مذموم ہیں اس سلسلہ میں بعض احادیث بھی ملتی ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ
عنہ کا ارشاد ملتا ہے اے لوگو تم میں سے جس شخص کو کسی بات کا علم ہو وہ لوگوں سے بتادے لیکن جس کا علم نہ ہو

وہ اللہ علم کہنے پر اکتفا کرے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں جھوٹ بولتا تو اس کا منشا یا تو کوئی مادی نفع ہوتا جیسے معاوضہ یا کوئی طبعی عادت ہوتی جیسے تکلف سو یہ دونوں باتیں نہیں، حقیقتاً قرآن تو اللہ کا کلام ہے اور دنیا والوں کیلئے نصیحت ہے جس کی تبلیغ کیلئے مجھے نبوت ملی ہے اور جس میں سراسر تمہارا ہی نفع ہے اگر حق واضح ہونے کے باوجود بھی تم نہیں مانتے تو تھوڑے دنوں بعد تمہیں اس کا حال معلوم ہو جائے گا یعنی مرنے کے بعد یہ حقیقت کھل جائے گی۔ یہ حق تھا اور اس کا انکار باطل تھا مگر اس وقت معلوم ہونے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

یہ سارا واقعہ کفار کے اس قول کے جواب میں سنایا گیا ہے (کیا ہمارے درمیان بس یہی شخص رہ گیا تھا جس پر ذکر نازل کیا گیا) اس سارے واقعہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے جو انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے وہ دراصل ابلیس کے پھندے میں پھنس رہا ہے جس نے شروع سے ہی انسانوں کو اغواء کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے یہ بھی واضح ہو رہا ہے وہ بندہ انتہائی برا ہے جو تکبر کی بناء پر اللہ کی نافرمانی کرے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَاصْحَابِہٖ بِعَدِّ خَلْقِہٖ

سورۃ الزمر شریف

اس سورۃ پاک کے آٹھ رکوع ہیں اور پچھتر آیات ہیں۔ یہ سورۃ پاک مکہ مکرمہ میں اس وقت نازل ہوئی جب کفار کے مظالم اسلام کے خلاف انتہا کو پہنچ گئے تھے۔ مسلمان ان مظالم میں رہ کر اپنے رب قدوس کی عبادت نہیں کر سکتے تھے ان دنوں مسلمانوں کو فرمایا گیا، اگر سرزمین مکہ میں رہ کر تم عبادت نہیں کر سکتے تو کوئی ایسی جگہ اختیار کر لو جہاں اللہ کی عبادت کرنے میں آسانی ہو، اور تمہارا ایمان بچ سکے۔ یہ آیات مقدسہ اس وقت نازل ہوئیں جب سیدنا جعفر بن ابی طالب اپنے دوستوں کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ روانہ ہوئے۔

اس سورۃ پاک میں کفار و مشرکین کی سرگرمیوں کی مذمت کی گئی ہے ان کی بت پرستی کو غلط قرار دیا گیا ہے بتوں کی پرستش کو باطل قرار دیا گیا ہے۔ اس سورۃ پاک میں بتایا گیا ہے کہ عبادت صرف اور صرف ایک رب قدوس کی ہی ہے۔ عقیدہ توحید جو اسلام کا مرکزی عقیدہ ہے اُسے وضاحت سے بیان کیا گیا ہے، اس سورۃ پاک میں کفار کی اس حرکت کی مذمت کی گئی ہے کہ جب کسی مصیبت میں پھنس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں معافی مانگتے ہیں جب وہ مصیبت ٹل جاتی ہے تو پھر اپنی پہلی بغاوت پر اُتر آتے ہیں اس سورۃ پاک میں اُن پاکیزہ لوگوں کا بھی ذکر فرمایا جو دن رات ہر لمحہ اپنے خدا کی طرف متوجہ رہتے ہیں اپنے رب پر توکل بھروسہ کرتے ہیں۔ اپنے معاملات و مسائل کو اپنے رب قدوس کے سپرد کرتے ہیں اور اپنے رب کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوتے۔

اس سورت اور اس سے پہلی سورۃ ص میں مناسبت یہ ہے کہ سورۃ ص کا اختتام ذکر قرآن پاک پر ہے اور اس کا آغاز بھی ذکر قرآن پاک پر ہے۔ اس سورۃ پاک میں وحدانیت پر دلائل فرمائے گئے ہیں۔ حضور ﷺ کو حکم دیا گیا ہے وہ خلوص کے ساتھ عبادت میں مصروف رہیں، ایمانداروں کے وصف میں فرمایا گیا

جب ان پر کتاب قرآن پاک تلاوت کی جاتی ہے تو خوفِ خدا سے ان کے روگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس سورۃ میں حشر کی کیفیت کو بیان فرمایا گیا ہے جب صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے ان کے مضامین کے علاوہ بہت کچھ ملتا ہے جو آیات کی تفسیر میں ذکر ہوتا رہے گا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے (شروع) جو رحم فرمانے والا بے حد حکمت والا ہے

اس کتاب کا نازل کرنا اللہ کی طرف سے ہے جو بہت غالب ہے بے حد حکمت والا ہے (۱) بے شک ہم نے اسے آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل کیا سو آپ اللہ کی عبادتِ اخلاص سے کرتے رہئے (۲) آگاہ ہو جاؤ خالص اطاعت اللہ ہی کیلئے ہے اور جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ (بتوں کو) کارساز بنا رکھا ہے وہ کہتے ہیں ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں بے شک اللہ ان کے درمیان فیصلہ فرمادے گا جس میں اختلاف کر رہے ہیں بے شک اللہ کسی جھوٹے کو اور ناشکرے کو ہدایت نہیں دیتا (۳)

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ①
إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ
اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ② أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ
الْخَالِصُ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ
أَوْلِيَاءَ مَا تَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُوا إِلَى اللَّهِ
زُلْفَىٰ ③ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ
فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ④ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي
مَنْ هُوَ كَذِبٌ كَفَّارٌ ⑤

اللہ
اصدق
العظیم

تفسیر

ان آیات مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کی غلط فہمیوں کا رد فرمایا ہے، ان کا گمان تھا قرآن پاک اللہ کا کلام نہیں ”تنزیل الكتاب من الله العزيز الحكيم“ فرما کر اس کا رد کیا گیا، فرمایا گیا یہ کتاب خدا کا کلام ہے اسی کی طرف سے اُتارا گیا ہے اور فرمایا گیا اس کے اُتارنے والا عزیز ہے غالب ہے حکیم ہے دانا ہے، ہر چھوٹی بڑی شے اس کے علم میں ہے۔ یہ مقدس کتاب قیامت تک لوگوں کی راہنمائی کرتی رہے گی اسے ہم نے حق کے ساتھ اُتارا ہے اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

آیہ مبارکہ میں صرف اور صرف اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے اگر کوئی اللہ کی بندگی کے ساتھ کسی غیر کی بھی عبادت کرتا ہے تو اس کے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ ”الا للہ“ فرما کر پھر اسی حکم کی تائید کی گئی ہے کہ عبادت صرف اور صرف اسی رب قدوس جل مجدہ کی ہی ہے۔

آیہ مبارکہ میں دین خالص کا ذکر فرما کر واضح فرما دیا گیا کہ عبادت کا کوئی عمل کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، اس کی قبولیت کیلئے اخلاص شرط ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے قیامت کے دن شہید سے پوچھا جائے گا تو میرے لئے کیا لایا ہے؟ وہ کہے گا یا اللہ تیری راہ میں قربان ہوا، جان دی میرا خون بہا حکم ہوگا اسے دوزخ میں ڈالا جائے، عرض کرے گا یا اللہ کیوں؟ حکم ہوگا تیرے اس عمل میں اخلاص نہیں تھا، تیرا خیال تھا مر گیا تو شہید کہلاؤں گا بچ گیا تو غازی کہلاؤں گا۔ کسی بھی عمل صالح کی قبولیت کی شرط اخلاص ہے ایک اور حدیث شریف میں ارشاد ہے، اللہ تعالیٰ اسی عمل کو قبول کرتا ہے جس میں اخلاص ہو پھر آپ نے اس آیہ مبارکہ کو پڑھا ”الا للہ الدین الخالص“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے عرض کی، یا رسول اللہ میں صدقہ خیرات کرتا ہوں یا کسی پر احسان کرتا ہوں تو میری نیت اللہ کی رضا کی بھی ہوتی ہے اور یہ بھی کہ لوگ میری تعریف کریں، آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اللہ تعالیٰ کسی ایسی چیز کو

قبول نہیں فرماتا، پھر یہ آیہ پاک پڑھی ”إِلَّا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ“ ایک اور حدیث شریف میں یہ عنوان اس طرح ملتا ہے فرمایا اللہ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

اگلی آیہ پاک میں کفار کے ایک اور غلط عقیدہ کی تردید فرمائی جا رہی ہے بتوں کی پرستش کرنے سے جب کفار کو روکا جاتا تو کہتے ہم تو بتوں کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں خدا کے قریب کر دیں گے ان کی اس غلط عقیدت کی تردید میں فرمایا گیا۔ کفار و مشرکین جو غلط باتیں کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کسی جھوٹے اور ناشکرے کو ہدایت نہیں دیتا کسی کا جھوٹا ہونا اور خدا کا ناشکر ہونا یہ ایسی رکاوٹیں ہیں کہ جہاں یہ چیزیں ہوں گی ہدایت نہیں آئے گی۔ ہدایت کیلئے ضروری ہے کہ سچائی ہو اخلاص ہو سچی طلب ہو بندہ کبر و غرور سے پاک ہو، انبیاء علیہم السلام کے ارشادات کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ہر لمحہ تیار رہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

اگر اللہ چاہتا کہ کسی کو بیٹا بنائے تو چن لیتا اپنی مخلوق سے جس کو چاہتا وہی اللہ ہے جو ایک ہے سب سے زبردست ہے (۴) اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا فرمایا وہ رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور لپیٹتا ہے دن کو رات پر اور اُس نے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا ہر ایک اپنی مقرر میعاد تک آگاہ رہو وہی عزت والا اور بہت بخشنے والا ہے (۵)

لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّخْلُقَ وَلَدًا لَّا يَصْطَلٰی
هٰذَا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ سُبْحٰنَہٗ ۙ هُوَ اللّٰهُ
الْوٰحِدُ الْقَهَّارُ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
بِالْحَقِّ ۚ يَكُوْرُ النِّیْلَ عَلٰی النَّہَارِ وَيَكُوْرُ النَّہَارُ
عَلٰی النِّیْلِ ۚ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۚ كُلٌّ
یَجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ۚ اَلَا هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ ۝

صَلَّى
الْحَقِّ

تفسیر

آیہ مبارکہ میں مشرکین کے اس نظریہ کا رد فرمایا گیا ہے کہ اللہ کی اولاد ہے مشرکین میں سے کسی نے

عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہہ دیا یا کسی نے عزیز علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانا، ان کے اس عقیدہ کی تردید اس طرح فرمائی اگر اللہ چاہتا کہ کسی کو بیٹا بنائے تو وہ اپنی مخلوق سے جسے چاہتا پسند کر لیتا تم نے تخصیص کیوں کر دی کہ عزیر بیٹا ہے یا عیسیٰ بیٹا ہے اگر وہ چاہتا تو سب سے افضل نوع کو اولاد دیتا۔ مشرکین فرشتوں کو بیٹیاں مانتے ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے اولاد کا ہونا محال ہے اگر اولاد مانی جائے تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اللہ سے جز الگ ہوئی، جس سے یہ ثابت ہوگا اللہ کے اجزاء ہیں اور جس کے اجزاء ہوں وہ اپنے اجزاء کا محتاج ہوتا ہے اور اللہ ہر محتاجی سے پاک ہے۔ اولاد والد کی جنس سے ہوتی ہے پھر یہ بھی ماننا ہوگا کہ اولاد بھی قدیم ہے واجب ہے یہ ہو نہیں سکتا لہذا اللہ کی اولاد کا ہونا محال ہے۔

آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید قدرت اور حکمت کے دلائل فرمائے گئے ہیں اس نے زمین و آسمان کو حق کے ساتھ پیدا فرمایا جہاں ان کی روشنی سمٹی جاتی ہے۔ رات کی تاریکی وہاں پھیلتی جاتی ہے ایسے ہی جہاں رات کا اندھیرا ختم ہوتا ہے وہاں دن کا اُجالا چھا جاتا ہے۔ اپنی قوت اور قدرت کی ایک اور دلیل فرمائی کہ اللہ نے سورج اور چاند کو مسخر کیا ہوا ہے اور وہ اپنے اپنے مقررہ وقت میں کام کر رہے ہیں۔ آیہ کریمہ کے آخر میں فرمایا ”الا ہوا العزیز“ لوگو غور سے سن لو وہی عزت والا ہے، بخشنے والا ہے اگر وہ تمہیں برباد کرنا چاہے تو ایک لمحہ میں تباہ کر دے، سورج اور چاند دونوں حرکت کرتے ہیں اسی پر ہی یقین رکھا جائے گا کہ دونوں سورج چاند حرکت کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں فلاسفہ کی تحقیقات کی کوئی حیثیت نہیں ان کی تحقیقات تو موم کی ناک ہیں آئے دن بدلتی رہتی ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

اس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور پیدا کئے تمہارے لئے آٹھ جوڑے وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے شکموں سے ایک حالت سے دوسری حالت تین اندھیروں میں، یہ قدرت والا اللہ تمہارا رب ہے اسی کی حکومت ہے اس کے بغیر کوئی معبود نہیں تم کدھر پھیرے جارہے ہو (۶)

خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَانْزَلَ كُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ ثَلَاثِينَ أَزْوَاجًا يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ قَائِمٌ عَلَى الْعرُشِ ۝

اللہ
الصادق
العظیم

تفسیر

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور توحید کے مزید دلائل فرمائے جارہے ہیں کہ پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا پھر ان سے ان کا جوڑا حضرت حوا کو پیدا فرمایا۔ پھر اس قدرت کا ملہ کا ظہور اس طرح ہوا کہ پوری کائنات میں نسل انسانی پھیل گئی اور یہ نسل انسانی پر اور کرم فرمایا کہ ان کی خدمت خوراک اور سفر کے ذرائع بنائے خصوصاً اونٹ، بیل بھیڑ بکری کا ذکر فرمایا دیا۔ مزید دلیل قدرت اس طرح فرمائی کہ تمہیں ماؤں کے پیٹوں سے مختلف حالتوں میں رکھا اور تین اندھیروں میں، جب نطفہ رحم میں قرار پکڑتا ہے تو یہ اس کی ایک حالت ہے، تین اندھیروں سے مراد پیٹ کا اندھیرا، رحم کا اندھیرا اور رحم کے اندر جھلی کا اندھیرا۔ ماں کے پیٹ میں اس کی مختلف شکلیں بنتی ہیں وہ چاہتا تو بچے کو ماں کے پیٹ میں بہ یک وقت مکمل بنا دیتا مگر بہ تقاضا و حکمت و مصلحت ایسا نہیں بلکہ خلقاً من بعد خلق درجہ بدرجہ اختیار کیا کہ عورت جس کے پیٹ میں بچہ بن رہا ہے وہ آہستہ آہستہ اس کا بوجھ برداشت کرنے کی عادی ہوتی چلی جائے۔ پھر اس حسین مخلوق کو جس میں سینکڑوں نازک مشینیں اور بال کے برابر رگیں اور خون اور روح پہنچانے کیلئے لگائی گئی ہیں یہ عام صنعت کاروں کی طرح کسی کھلی جگہ روشنیوں کی مدد سے نہیں بلکہ تین اندھیروں میں ایسی جگہ پیدا کی

گئی ہے جہاں کسی کی نظر تو کیا فکر کی بھی رسائی نہیں وہ اللہ بڑی قدرتوں والا ہے ہر جگہ اسی کی حکومت ہے ہر بلندی پستی کا وہی مالک ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

اگر تم ناشکرے ہو گئے تو اللہ کو تمہاری پرواہ نہیں اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری کو پسند نہیں کرتا اگر تم شکر ادا کرو تو وہ تمہارے لئے شکر پسند کرتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تمہیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے پھر وہ تمہیں بتائے گا جو کچھ تم کرتے تھے بے شک وہ سینوں کے رازوں کو اچھی طرح جانتا ہے (۷) اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس وقت اپنے رب کو دل سے رجوع کرتے پکارتا ہے پھر جب وہ نعمت عطا کرتا ہے (مصیبت ٹال دیتا ہے) تو اس تکلیف کو بھول جاتا ہے جس کیلئے پہلے فریاد کرتا تھا اور اللہ کیلئے شریک ٹھہراتا ہے تاکہ اس کی راہ سے بہکا دے (اے محبوب) آپ اُسے فرمائیے تھوڑے دن اپنے کفر سے لطف اٹھالے بے شک تو دوزخیوں سے ہے (۸)

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَنِّيْ عَنكُمۡ وَلَا يَرْضٰی لِعِبَادِهِ التَّكْفُرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضٰكُمۡ وَلَا تَزِرُ وَازِرَتُہٗ وِزْرَ اٰخَرٰی ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اِنَّہٗ عَلِيْمٌ بِذٰتِ الصُّدُوْرِ ۝۷
وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّۭ دَعَا رَبَّہٗ مُبْتِیًْا اِلَیْہِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَ نِعْمَ تَرَدُّنَہٗۤ اَنۡسٰی مَا كَانَ یَدْعُوْا اِلَیْہِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰہِ اٰنۡدَادًا لِّیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ قُلْ تَسْتَعِیْزُکُمْ فِرَکَ قَلِیْلًا ۝۸ اِنَّکَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝۹

اللہ
صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم

تفسیر

آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا تمہارے کفر کرنے سے اس کی اُلوہیت، قدرت میں کوئی فرق نہیں پڑتا وہ بے نیاز ہے اُسے کسی کے کسی چھوٹے بڑے کام کی پرواہ نہیں وہ تمہیں کفر سے اس لئے روکتا ہے کہ تم انسانیت کے وقار عظمت کو محفوظ کر سکو کفر کرنے میں تمہاری رسوائی ہے انسانیت کی ذلت ہے وہ نہیں چاہتا کہ جس انسان کو اُس نے ساری کائنات میں عظیم مرتبہ دیا ہے وہی انسان کفر کے گڑھے میں رہ کر اپنی عظمت کو خاک میں ملا دے وہ تمہارے کفر پر راضی نہیں اگر شکر ادا کرو تو وہ پسند کرتا ہے۔

اس آیہ مبارکہ میں کئی لوگوں کو وہم گزرا کہ جب کائنات میں سب کچھ اللہ کے چاہنے سے ہوتا ہے تو کسی بندے کا کفر بھی اس کے چاہنے سے ہے پھر وہ اس پر راضی کیوں نہیں، اُسے آخرت کو سزا کیوں؟ اس اعتراض کا آسان جواب یہ ہے، چاہنا اور ہے رضا اور ہے۔ مفسرین نے اس مسئلہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے مگر آسان انداز میں سمجھنے کیلئے یہ مثال ذہن میں رکھیں، ایک باپ دو بیٹوں کو دس دس روپے دیتا ہے کہ جاؤ خرچ کرو، عید مناؤ اب ان میں سے ایک بیٹے نے تو یہ رقم اچھے کاموں پر لگا دی، دوسرے نے لغویات پر حرام پر خرچ کر دی اب غلط راہ پر خرچ کرنے والے کو باپ سزا دے گا کہ اس میرے عطیہ کو غلط خرچ کیوں کیا، اچھی راہ پر خرچ کرنے والا والد سے شاباش اور انعام حاصل کرے گا۔ اب کوئی شخص باپ کو یہ نہیں کہہ سکے گا کہ رقم جب تو نے دے دی تھی تو اب اس کے خرچ کرنے پر اُسے مار کیوں رہا ہے، رقم دی اُسی نے ہے مگر اچھے کاموں پر خرچ کیلئے دی ہے۔ بندے کو ہمت، قوت، طاقت دی اللہ نے ہی ہے مگر اس لئے کہ وہ اچھی راہ پر خرچ کرے یہ طاقت نیک کاموں میں خرچ کرے، رقم دی باپ نے ہی ہے مگر اس کے برے کاموں پر خرچ کرنے میں وہ راضی نہیں ہے۔ مشیت اور رضا کے عنوان کو اس مثال سے سمجھا جاسکتا ہے اللہ تعالیٰ نے بندے کو ہمت قوت اختیار دیا ہے کہ وہ اس طاقت کو اچھے کاموں پر خرچ کرے نیکی کمائے برائی سے بچے۔

اگلی آیہ پاک میں فرمایا قیامت کے دن کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا ہر شخص کو اپنا بوجھ اٹھانا ہوگا اور دنیا میں جو کچھ کوئی کرتا تھا اللہ اس کی خبر دے گا اور سینوں کے علوم کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اس ارشاد سے بعض لوگوں کو وہم ہوا کہ قیامت کے دن حضور کسی کی شفاعت نہیں فرمائیں گے کہ قرآن کریم فرماتا ہے کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ آیہ کریمہ کا مفہوم بڑا واضح ہے کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا کہ اس نے اپنا بوجھ اٹھایا ہوا ہے۔ حضور ﷺ اس لئے مجرموں کا بوجھ اٹھالیں گے کہ ان کا اپنا بوجھ ہے ہی نہیں وہ گناہوں کے بوجھ سے پاک صاف معصوم ہیں۔

”وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ“ کے ارشاد میں انسان کی ایک کمزوری کو فرمایا گیا جب وہ کسی مصیبت میں گھر جاتا ہے تو پھر عجز و انکساری سے رب کریم سے دعا کرتا ہے جب اس کے فضل و کرم سے وہ مصیبت ٹل جاتی ہے تو معذور ہو جاتا ہے اور اپنی کمزوری اور عاجزی کو بھول جاتا ہے پھر صرف بھولنا ہی نہیں اس کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے، اے محبوب! آپ فرما دیجئے اپنے کفر سے لطف اٹھالے یہ تھوڑے وقت کیلئے ہے دنیا کا وقت تھوڑا ہی ہے تیری آخرت خراب ہوگی اور دوزخ میں جائے گا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

بے شک جو رات کے اوقات سجدے اور قیام میں گزارتا ہے آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے (کیا وہ بد عمل کافر کی طرح ہو سکتا ہے) اے محبوب! آپ کہئے کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں صرف عقل والے نصیحت حاصل کرتے ہیں (۹)

اَلَنْ هُوَ قَانِتٌ اِنَّا الْيَلِّ سَاجِدًا اَوْ قَائِمًا
يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةً رَّبِّهِ قُلْ
هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ
لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ ۙ

صَلَّى
الْحَقِّ
الْعَظِيمِ

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے رات میں عبادت گزاروں کی کیفیت کو بیان فرمایا ہے کہ وہ بندے رات کے حصوں میں عبادت کرتے ہیں سجدے اور قیام میں مصروف رہتے ہیں۔ آخرت کے عذاب سے ڈرتے ہیں رب قدوس کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے، تہجد کی نماز کی فضیلت میں بہت سی احادیث مبارکہ وارد ہیں خود سید الانبیاء ﷺ کی رات کی نماز کا ذکر اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے اس طرح ملتا ہے حضور ﷺ رات کو نماز میں اتنا قیام کرتے کہ آپ کے دونوں پیرسُوج جاتے۔ اُم المؤمنین نے عرض کی یا رسول اللہ آپ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں آپ نے فرمایا کیا میں اس کو پسند نہ کروں کہ میں اللہ کا شکر گزار بند ہو جاؤں۔

اُم المؤمنین فرماتی ہیں حضور ﷺ رات کو تیرہ رکعت نماز پڑھتے تھے ان رکعات میں رات کی نماز تہجد کی فضیلت اس طرح بھی ہے کہ یہ نماز عام لوگوں کی نماز سے مخفی ہے اس لئے رات کی عبادت ریاکاری سے بہت دُور ہے اس لئے بھی فضیلت ہے کہ اندھیرا لوگوں کو دیکھنے سے رکاوٹ ہے اور لوگوں کا سوئے ہونا اُن کے سننے سے مانع ہے۔ اس لئے بھی فضیلت ہے کہ رات کا وقت سونے کیلئے ہے آرام کیلئے ہے اور یہ بندہ اپنے طبعی تقاضوں کو چھوڑ کر بارگاہِ قدس میں سرسجود ہوتا ہے اور عجز و اکساری سے تسبیح و تہلیل میں مصروف ہوتا ہے۔ آیہ مبارکہ میں مومن کے دن رات کی کیفیت بیان کی گئی ہے کہ مومن کی رات آہ و زاری میں گزرتی ہے پھر مومن اپنی عبادت پر نازاں نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی سے ڈرتا رہتا ہے کبر و غرور کو اپنے قریب نہیں آنے دیتا۔

آیہ پاک کے آخر میں حضور ﷺ سے فرمایا گیا آپ پوچھئے کیا علم والا اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں خدا کی یاد کرنے والا علم والا ہے اور خدا کی یاد سے غافل جاہل ہے۔ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ آیہ کا اختتام اس طرح فرمایا گیا کہ نصیحتوں ہدایات سے فائدہ عقل والے ہی اُٹھاتے ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ خَلْقِہٖ

قُلْ لِّعِبَادِ الدِّينِ اٰمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ
لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً
وَّارْضَ اللّٰهُ وَاَسْعٰ اٰمَآيُوتِ الضَّٰلِمِيْنَ
اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۱۰ قُلْ اِنِّيْ اُفِرْتُ اَنْ
اَعْبُدَ اللّٰهَ فَخُلِّصَا لِيَ الدِّينَ ۝۱۱ وَاُفِرْتُ
لَاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۱۲ قُلْ اِنِّيْ
اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ
عَظِيْمٍ ۝۱۳

صَلَّى
اللَّهُ
الْعَظِيمِ

(اے محبوب) آپ کہہ دیجئے اے میرے بندو!
جو ایمان لائے ہو اپنے رب سے ڈرتے رہا کرو
اور یاد رکھو جنہوں نے اس دنیا میں اچھے کام کئے
ان کیلئے نیک صلہ ہے اور اللہ کی زمین بڑی وسیع
ہے، مشکلات و مصائب میں صبر کرنے والوں کو
بے حساب اجر دیا جائے گا (۱۰) آپ کہہ دیجئے
مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں
اس کیلئے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے (۱۱)
اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا
مسلمان ہوں (۱۲) آپ کہہ دیجئے اگر میں
اپنے رب کی حکم عدولی کروں تو بڑے دن کے
عذاب سے ڈرتا ہوں (۱۳)

تفسیر

آیہ مبارکہ میں حضور ﷺ سے فرمایا جا رہا ہے محبوب! آپ میرے ایماندار بندوں سے کہیں کہ وہ
ایمان کی دولت کے ساتھ تقویٰ کو بھی اپنائے رکھیں۔ تقویٰ ایمان کا حسن ہے ایمان کا بہترین زیور ہے،
ایمان کے ساتھ اعمال صالح تقویٰ کا ہونا اہم مسئلہ ہے کوئی شخص کہہ سکتا تھا اعمال صالح بجالانے میں مجھے
میرا ماحول، میرا شہر، میرا ملک روکتا ہے یہ میری مجبوری ہے کہ اعمال صالحہ بجا نہیں لاسکتا تو آیہ کریمہ کے
اس جملہ ”وارض اللہ واسعة“ میں جواب دے دیا گیا ہے اگر کسی خاص ملک شہر میں رہتے ہوئے احکام
شرعیہ کی پابندی مشکل نظر آئے تو اس کو چھوڑ دو اللہ کی زمین بہت وسیع ہے کسی ایسی جگہ جا کر رہو جو احکام

الہیہ کے بجالانے کیلئے سازگار ہو۔ آیہ مبارکہ میں صابروں کو بغیر حساب اجر دینے کا ذکر فرمایا گیا ہے بغیر حساب مراد یہ ہے کہ صابروں کا ثواب کسی مقرر پیمانے سے نہیں بلکہ بے انداز اور بے حساب دیا جائے گا اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جسے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے حضرت انس فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن میزان عدل قائم کیا جائے گا اہل صدقہ آئیں گے تو ان کے صدقہ کو تول کر انہیں پورا پورا اجر دیا جائے گا اسی طرح نماز اور حج وغیرہ عبادات والوں کی عبادات کو تول کر حساب سے اجر دیا جائے گا پھر مشکلات و مصائب میں صبر کرنے والے آئیں گے تو ان کیلئے کوئی وزن تول کا مسئلہ نہیں ہوگا بلکہ بلا حساب ان کی طرف اجر و ثواب کو بہا دیا جائے گا پھر آپ نے یہ آیہ پاک پڑھی ”انما یوفی الصابرون اجرهم بغیر حساب“ بعض حضرات نے صابرین سے مراد وہ لوگ لئے جو اپنے نفوس کو گناہوں سے روکیں۔ قرطبی فرماتے ہیں جب لفظ صابر بغیر کسی دوسرے لفظ کے بولا جائے تو مراد یہی ہوتا ہے۔

ایک اور حدیث شریف سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جسے امام حسین علیہ السلام نے حضور انور ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا حسین فرائض ادا کیا کرو تمہارا شمار بڑے عبادت گزاروں میں ہوگا، قناعت اختیار کرو لوگوں میں غنی ہو جاؤ گے، مشکلات و مصائب میں مبتلا رہنے والوں کیلئے قیامت کے دن نہ کوئی ترازو رکھا جائے گا اور نہ ان کا دفتر عمل کھولا جائے گا بلکہ یوں ہی موسلا دھار بارش کی طرح ان کا اجر ان پر بر سے گا۔

اگلی آیہ کریمہ میں حضور ﷺ سے فرمایا آپ کہہ دیجئے میرے رب نے مجھے بھی حکم دیا ہے کہ میں عبادت کروں ایسا ہی نہیں کہ میں تمہیں ہی عبادت کا حکم دیتا ہوں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں پہلا مسلمان ہوں۔ آپ عالم شہادت کے لحاظ سے اس امت کے اور عالم غیب میں تمام اولین و آخرین کے اعتبار سے سب سے پہلے اللہ کے حکم بردار بندے ہیں۔ آپ یہ بھی کہہ دیجئے اگر میں حکم عدولی کروں تو میں اپنے رب کے بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

(اے محبوب) آپ کہئے میں صرف اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں، اخلاص کے ساتھ اسی کی اطاعت کرتے ہوئے (۱۴) تم اس کے سوا جس کی عبادت کرتے ہو کرتے رہو آپ کہئے بیشک نقصان اٹھانے والے تو وہی لوگ ہیں جو خود اور ان کے اہل و عیال قیامت کے دن نقصان اٹھائیں گے آگاہ ہو جاؤ یہی کھلا ہوا نقصان ہے (۱۵) ان کے اوپر بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور ان کے نیچے بھی آگ کے سائبان ہوں گے یہ ہے وہ عذاب جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اے میرے بندو! مجھ سے ڈرو (۱۶)

قُلِ اللّٰهُ اَعْبُدْ خُصَّاصًا دِیْنِیْ ۙ فَاَعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ ۚ قُلِ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَہُمْ وَاٰہِلِیْہِمْ یَوْمَ الْقِیَمَةِ ۗ اِلَّا ذٰلِکَ هُوَ الْخٰسِرُ الْبَیِّنُ ۙ ۙ لَمْ یَنْ فَوْقَہُمْ ظُلٌّ مِّنَ النَّارِ ۚ وَ مِّنْ خِتْمِہُمْ ظُلٌّ ۚ ذٰلِکَ یُخَوِّفُ اللّٰہُ بِہٖ عِبَادَہٗ لِیُعْبَادَ فَاَتَّقُوْنَ ۙ

صلی اللہ علیہ وسلم

تفسیر

حضور ﷺ سے فرمایا گیا محبوب آپ انہیں کہہ دیجئے میں تو اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں اگر تم میرے اس انداز عبادت کو قبول نہیں کرتے اور صحیح نہیں جانتے تو پھر تم اپنی مرضی کرو جس کی چاہو جیسے چاہو عبادت کرو کسی پتھر کو سجدہ کرو، چاند سورج کی پرستش کرو کسی انسان کو معبود مانو مگر یہ یاد رکھو شرک و کفر میں مبتلا ہونے سے تمہیں نقصان سخت ہوگا اور ایسا گھانا پڑے گا کہ پھر اس کا ازالہ نہ ہو سکے گا۔ اصل نقصان اٹھانے والے وہی ہیں جو اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن خسارے میں ڈالیں گے اور یہ بہت بڑا کھلا خسارہ ہے، ان کے اوپر نیچے آگ کے شعلے ہوں گے جو ان پر سخت گرفت کریں گے اس دردناک عذاب

سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، اے میرے بندو! مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔ آیہ مبارکہ میں جو یہ فرمایا گیا ”فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ“ جسکی عبادت چاہو کرو، اس سے مراد یہ نہیں کہ مشرکین کو غیر اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے بلکہ اس سے مراد جھڑک ہے ڈانٹ ڈپٹ ہے اور لعنت و ملامت کرنا ہے مشرکین کو خسارے کا ذکر فرمایا گیا وہ قیامت کو جنت سے محروم ہوں گے اور اپنے کفر کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے۔

اس آیہ مبارکہ کی تشریح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس طرح رقم طراز ہیں اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کیلئے جنت میں گھر اور اہل بنائے ہیں جو شخص اللہ کی اطاعت کرتا ہے اس کو وہ گھر اور اہل مل جاتے ہیں اور جو شخص کفر و نافرمانی کرتا ہے اُسے اللہ دوزخ میں ڈال دیتا ہے اور جنت والا اس کا گھر مومن کو بطور میراث دے دیا جاتا ہے اور اس کا کھلا نقصان ہے۔

آیہ مبارکہ میں جو فرمایا گیا کہ کفار کے اوپر نیچے آگ کے شعلے ہوں گے معنی یہ ہے کہ انہیں آگ نے ہر طرف سے گھیرا ہوگا جیسے دنیا میں کفر سرکشی شرک اور بد اعمالی نے انہیں گھیر رکھا تھا، آج قیامت کو اسی طرح آگ گھیرے ہوگی۔ کفار کیلئے ”خسران مبین“ فرمایا پہلا خسارہ یہ تھا کہ اس نے زندگی میں جو کفر و شرک کا سودا کیا وہ خسارہ تھا، دوسرا خسارہ یہ تھا کہ اس نے اپنی زندگی کو غلط مفروضے میں صرف کیا تیسرا خسارہ یہ تھا خود بھی ڈوبا اور اپنے اہل و عیال کو بھی برباد کیا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

جن لوگوں نے بتوں کی عبادت سے پرہیز کیا اور اللہ کی طرف رجوع کیا انہیں کیلئے خوشخبری ہے سو آپ میرے بندوں کو بشارت دے دیجئے (۱۷) جو غور سے بات سنتے ہیں پھر احسن بات کی پیروی کرتے ہیں یہی وہ لوگ

وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاٰتٰوْا اِلٰی اللّٰهِ لَمْ يَكُنْ لَہُمُ الْبَشْرٰی فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝
الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰی اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت پر ثابت قدم رکھا ہے اور یہی لوگ عقل مند ہیں (۱۸) جس کے متعلق عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہے کیا آپ اس کو دوزخ سے چھڑالیں گے (۱۹)

أُولَٰئِكَ أَكُتَابُ ۖ أَقْسَمُ بِحَقِّ كَلِمَتِي ۖ أَعَذَابُ أَكُنْتُ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۖ

صَلَّى
الْحَقِّ

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں رب قدوس جل مجدہ نے اپنے محبوب اور برگزیدہ بندوں کا ذکر فرمایا ہے کہ جو لوگ شیطان سے بچتے ہیں کہ اس کی عبادت کریں اور وہ اللہ کی طرف متوجہ رہتے ہیں ان کیلئے خوشخبری ہے طاغوت کے سلسلہ میں مفسرین نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد لات، منات اور عزیٰ بت ہیں بعض نے کہا اس سے مراد کاہن اور ساحر جادوگر ہیں۔ راغب اصفہانی کہتے ہیں طاغوت سے مراد سرکش جن ہے جو ہری کہتے ہیں گمراہ کرنے والوں کا رئیس طاغوت ہے طاغوت ہر وہ شے ہے جس کی اللہ کے سوا پرستش کی جائے۔

بتوں کی پرستش سے بچنے والے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے والوں کو خوشخبری دی گئی ہے اس خوشخبری سے مراد موت کے وقت ایمان پر خاتمہ، قبر میں راحت و رحمت کی خوشخبری یا میدان محشر میں عزت و وقار سے جنت جانے کی خوشخبری، دوزخ سے نجات کی خوشخبری یا ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہنے کی خوشخبری یا فرشتوں کے سلام کی خوشخبری۔ جیسے قرآن مقدس فرماتا ہے ”يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ“ (سورہ النحل) فرشتے کہیں گے تم پر سلام ہو جنت میں داخل ہو جاؤ، فرشتے کہیں گے ”سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ“ آیہ مبارکہ میں جو بشارت کا ذکر کیا گیا ہے یہ بشارت فرشتے روح قبض کرتے وقت دیں گے اور یہ بشارت مومنین کا ملین کو دی جائے گی۔ اسی آیہ مبارکہ میں فرمایا گیا یہ بشارت حاصل کرنے والے کون لوگ ہیں جو حق بات مانتے ہیں اور اس پر ثابت قدم رہتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے اور یہی لوگ عقل والے ہیں،

اچھی بات سن کر اس پر ثابت قدم رہنے سے کون سی اچھی بات مراد ہے۔ قول سے مراد اللہ کا کلام قرآن پاک ہے یا تعلیمات رسول ﷺ مراد ہیں ان کی اتباع خلوص دل سے کرتے ہیں۔

آیہ کے آخر میں انہیں لوگوں کو جو قرآن وحدیث سن کر ان پر عمل کرتے ہیں انہیں عقلمند کہا گیا ہے، بعض مفسرین یہاں قول سے مراد لوگوں کے وہ قول مراد لیتے ہیں جن میں توحید و رسالت آخرت پر یقین، کفر و شرک سے اجتناب ہو۔ یہ آیہ مبارکہ سلمان فارسی، ابوذر غفاری کے حق میں نازل ہوئی کہ یہ زمانہ جاہلیت میں بت پرستی سے نفرت کرتے تھے۔ کفار و مشرکین کے طور طریقے دیکھ کر حق کو پہچان کر قرآنی تعلیمات کو سب سے احسن پاکران کو ترجیح دی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

البتہ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کیلئے بالا خانے ہیں جن کے اوپر اور بالا خانے بنے ہوئے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں یہ اللہ کا وعدہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا (۲۰) کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا ہے پھر زمین کے چشموں سے جاری کیا پھر اس کے ذریعہ فصلیں اگاتا ہے جن کے رنگ الگ الگ ہیں پھر وہ خشک ہونے لگتی ہیں تو اسے زردی مائل دیکھتا ہے پھر وہ اس کو چورا چورا کر دیتا ہے بے شک اس میں عقل والوں کیلئے نصیحت ہے (۲۱)

لٰكِنّٰلَّذِيْنَ اَتَقَوَّارِبَهُمْ لَهُمْ غُرْفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرْفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرٰى مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ وَعَدَ اللّٰهُ لَا يَخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۝
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَ يَنْبَاعٍ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهَا زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُ ثُمَّ يَهِيمُ فَتَرٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرًا لِّاُولٰٓئِي الْاَلْبَابِ ۝

اللہ
صلی اللہ
علیہ وسلم

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے ان لوگوں پر اپنے انعام کا ذکر کیا ہے جو طاعت کی عبادت سے بچتے رہے، شرک و کفر سے الگ تھلگ رہے، بتوں سے نفرت کرتے رہے، نفس کی سرکشی سے محفوظ رہے خدا کی نافرمانی سے بچے رہے ان کیلئے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ جنت کے بالا خانوں میں رہیں گے اور ان بالا خانوں کے اوپر اور بالا خانے بنے ہوئے ہیں۔ یہ بالا خانے جنتیوں کو آرام پہنچانے کیلئے ہوں گے جنت کے ان بالا خانوں کا ذکر ایک حدیث شریف میں اس طرح ملتا ہے، ابوسعید خدری فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جنتی لوگ اپنے اوپر بالا خانوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح مشرق یا مغرب سے آسمان کے اوپر چمکتے ہوئے ستاروں کو دیکھا جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ یہ بالا خانے انبیاء علیہم السلام کے منازل ہیں جن تک ان کے علاوہ کوئی نہیں پہنچے گا، آپ نے فرمایا کیوں نہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ان میں وہ لوگ ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔ اور فرمایا ان محبوب لوگوں سے اللہ کا یہ وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدوں کی خلاف ورزی نہیں فرماتا۔

اللہ تعالیٰ نے توبہ کرنے والوں کیلئے مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے اور اطاعت والوں کیلئے جنت کا وعدہ ہے، انعام و اکرام کی خبر دینے کو وعدہ کہا جاتا ہے سزا کی خبر دینے کو وعید۔ اگر کسی کو عذاب کی خبر دی ہے اور پھر اُسے معاف کر دیا گیا ہے تو اُس کا کرم ہے فضل ہے جس پر چاہے فرمادے۔

اگلی آیہ مبارکہ میں آسمان سے پانی اُتارنے اور اس سے چشموں کو جاری کرنے، اس پانی سے مختلف رنگوں میں کھتی اُگانے، پھر اُسے خشک کرنے اُسے ریزہ ریزہ کرنے کا ذکر ہے، یہ دلیل قدرت کے قانون پر توجہ دلانے کیلئے دی جا رہی ہے کہ لوگ اللہ کی قدرت کو دیکھیں کہ وہ کس طرح پیداوار میں قدرت کا مظاہرہ فرماتا ہے اگر یہ حیران کن صورت وہ دیکھتے ہیں تو اس پر بھی غور کریں وہی اللہ بندے کو زندگی کے

بعد موت، موت کے بعد پھر زندہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے لوگوں کو موت یاد رکھنی چاہئے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا عقل مند بندہ وہ ہے جو موت کو کثرت سے یاد رکھے اور اس کیلئے تیاری میں مصروف رہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ اس کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا وہ بندہ ہر وقت آخرت کی طرف متوجہ رہتا ہے اور دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے۔ کھیتی کے اُگانے پھر ریزہ ریزہ کرنے کے ارشاد میں فرمایا قدرت کے اس کرشمہ میں عقلمندوں کو نصیحت ہے انسان کو چاہئے وہ اپنے حال کو زمین کی پیداوار کے حال پر قیاس کرے جس طرح زمین کی پیداوار وقفہ وقفہ سے بدلتی رہتی ہے یہی انسان کا حال ہے وہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف متغیر ہوتا رہتا ہے جیسے زمین اور اس کی پیداوار فانی ہے ایسے ہی انسان بھی فانی ہے اسے چاہئے کہ وہ ذات جو باقی ہے وہ اللہ ہے اس سے وابستہ رہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

کیا جس شخص کا سینہ اللہ نے اسلام کیلئے کھول دیا ہو وہ اپنے رب کی طرف سے نورِ ہدایت پر قائم ہو وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کے دل پر اللہ نے گمراہی کی مہر لگا دی ہو ان لوگوں کیلئے عذاب ہے جن کے دل اللہ کی یاد کرنے کے بجائے سخت ہو گئے ہیں وہی کھلی گمراہی میں ہیں (۲۲) اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام کو نازل کیا جس کے مضامین ایک جیسے ہیں بار بار دہرائے ہوئے اس سے ان کے جسموں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ذَهَبُوْا
عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ قَوْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبِهِمْ
مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾
اللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشٰہِرًا
مَّتٰنٰی ۚ تَتَشٰوَرُ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ
رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی
ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدٰی اللّٰهُ يَحْيٰی
بِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُضِلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَمْ يَنْ
هُدٰی ﴿۲۳﴾

اللہ تعالیٰ
الرحمن الرحیم

کے جسم اور ان کے دل اللہ کے ذکر کیلئے نرم ہو جاتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کو چاہتا ہے دے دیتا ہے اور جس کو اللہ گمراہی پر چھوڑے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں (۲۳)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے فضل و کرم اور انعام الہیہ کا ایک اور منظر بیان فرمایا ہے کہ اللہ جب کسی کو اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشا ہے تو وہ بندہ ہزاروں مشکلات و مصائب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دائرہ اسلام میں آ جاتا ہے اس کا سینہ قبول اسلام کیلئے کھل جاتا ہے اور جب تک وہ دامن رحمت میں آ نہیں جاتا، اُسے سکون نہیں ملتا۔

سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ایمانداروں میں زیادہ دانا، زیادہ عقلمند کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا جو موت کو زیادہ یاد رکھے اور اس کی تیاری میں مصروف رہے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا وہ ہر لمحہ آخرت کی طرف متوجہ رہتا ہے اور دنیا کے دھوکہ سے بچتا ہے۔

آیہ کریمہ کے اگلے حصہ میں بد نصیب لوگوں کا ذکر فرمایا کہ ان لوگوں کو ہلاکت ہے جن کے دل سخت ہو گئے اور خدا کے ذکر سے اثر نہ لیا ان کے دلوں میں کبھی خدا کی یاد کا تصور ہی پیدا نہیں ہوا یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں ان مومن لوگوں پر اللہ نے اپنے مزید کرم کا ذکر فرمایا کہ ان پر قرآن مقدس نازل فرمایا جس کے مضامین ایک دوسرے کی تائید کرتے ہیں۔ اس قرآن مقدس کے کمالات میں سے ایک کمال یہ بھی ہے کہ اس کی تلاوت سے طبیعت تنگ نہیں پڑتی، جس قدر تلاوت کی جائے ذوق پیدا ہوتا ہے پریشانی لاحق نہیں ہوتی، اس مقدس کتاب کے مقابلہ میں کسی آسمانی کتاب کی تلاوت نہیں ہر سال کروڑوں مرتبہ پڑھی

جاتی ہے اور کسی قسم کی اُکتاہٹ نہیں۔ جب کہیں عذاب کا ذکر آتا ہے تو دل کانپ جاتے ہیں، انعام و اکرام کا ذکر آتا ہے تو دل باغ باغ ہو جاتے ہیں۔ حضرت عباس بیان کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جب خوف خدا سے بندے کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے بوسیدہ پتے۔ ایک اور روایت اس طرح ملتی ہے، سیدنا عباس فرماتے ہیں ہم حضور کے ساتھ جا رہے تھے ایک درخت کے نیچے بیٹھے اچانک تیز ہوا چلی درخت کے پتے گرے، حضور ﷺ نے فرمایا جب بندہ محض خدا سے ڈرتا ہے تو اس کے گناہ بھی ایسے ہی گر جاتے ہیں۔

بار بار پڑھنے کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس کتاب کے اندر نصائح، واقعات، مواظبات بار بار بیان کیے گئے ہیں اس مقدس کتاب کی تلاوت کے ساتھ سخت دل نرم ہو جاتے ہیں اور یاد الہی کی طرف مائل ہوتے ہیں یہ کیفیت اللہ کی ہدایت ہے جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کیلئے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ

کیا وہ شخص جو قیامت کے دن بدترین عذاب سے اپنے چہرے کو دور کرتا ہے (اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو بے خونی سے جنت میں داخل ہو) اور ظالموں سے کہا جائے گا اب تم ان کاموں کا مزہ چکھو جو دنیا میں کیا کرتے تھے (۲۴) ان سے پہلے لوگوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو ان پر عذاب الہی آیا کہ انہیں شعور ہی نہ تھا (۲۵) پھر اللہ نے انہیں دنیا کی زندگی میں مزہ

اَمِنْ يَتَّقِيْ بُوْجَهُمْ سَوَاءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
وَقِيلَ لِلظَّالِمِيْنَ ذُوْ قُوَّةٍ مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ
كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَتْهُمْ الْعَذَابُ
مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۴۹ فَاِذَا قَهَمُ اللّٰهُ
الْحَزْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ
اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۵۰

ﷺ
الصلوات

چکھایا اور آخرت کا عذاب تمام عذابوں سے بڑا
ہے کاش وہ جانتے (۲۶)

تفسیر

پچھلی آیہ مبارکہ میں سخت دل لوگوں کا ذکر تھا اور یہ حکم تھا کہ انہیں آخرت میں شدید عذاب ہوگا اور دنیا میں وہ گمراہ ہیں۔ اس آیہ کریمہ میں ارشاد ہے کہ آخرت میں ان کے چہرے کو بدترین عذاب دیا جائے گا ویسے تو ان کے پورے جسم کو عذاب دیا جائے گا مگر چہرے کا خصوصاً ذکر کر دیا گیا کہ چہرہ تمام اعضاء سے افضل ہے، یہی باعث ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے آخر میں ہاتھوں کو چہرہ پر پھیرا جاتا ہے انسان عموماً ظاہری طور پر چہرے سے ہی ممتاز ہوتا ہے۔

چہرے کے عنوان کو قرآن مقدس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے دن بہت سے چہرے روشن ہوں گے خوش ہوں گے اور بہت سے چہرے گردوغبار سے آلودہ ہوں گے وہ کفار و بدکردار ہیں۔ سورۃ العنکبوت کے اندر تفصیل موجود ہے ان سے پہلے لوگوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو ان پر اس جگہ سے عذاب آیا جہاں سے ان کو شعور بھی نہ تھا، اور یہ عذاب رسولوں کو جھٹلانے کی وجہ سے آیا ان کے وہم و گمان میں بھی یہ نہ تھا کہ ان پر اچانک عذاب آئے گا اور ایسا عذاب آیا جس سے وہ ہلاک ہو گئے اور دنیا و آخرت میں رسوا ہوئے۔ اس آیہ مبارکہ میں جہنم کے سخت ہولناک ہونے کا بیان ہے، دنیا میں اگر کسی کو تکلیف ہو جائے تو وہ اس تکلیف کو ہاتھ پاؤں سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے، مگر خدا کی پناہ اہل جہنم کو یہ ہاتھ پاؤں سے مدافعت بھی نصیب نہیں ہوگی۔ براہ راست عذاب چہروں پر آئے گا وہ مدافعت کرنا چاہیں گے تو بھی نہ کر سکیں گے کیونکہ جہنم میں انہیں ہاتھ پاؤں باندھ کر ڈالا جائے گا۔ حضرت عطاء ابن زید فرماتے ہیں جہنمی کو ہاتھ پاؤں باندھ کر گھسیٹ کر جہنم میں ڈالا جائے گا۔ (قرطبی)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بِعَدَدِ خَلْقِهٖ

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ
مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۲۷﴾ قُرْآنًا
عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۲۸﴾
ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ
مُتَشَكِّسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ
يَسْتَوِينَ مَثَلًا الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْلَمُونَ ﴿۲۹﴾ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ﴿۳۰﴾
ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ
تَخْتَصِمُونَ ﴿۳۱﴾

صَلَّى
الْعَظِيمِ

بے شک ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں
بیان کی ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (۲۷)
قرآن عربی زبان میں دیا جس میں کسی قسم کی
کجی نہیں ہے تاکہ وہ اللہ سے ڈریں (۲۸) اللہ
ایک مثال بیان فرما رہا ہے ایک غلام ہے جس
میں کئی متضاد خیالات کے لوگ شریک ہیں
ایک دوسرا غلام ہے جس کا صرف ایک شخص ہی
مالک ہے کیا ان دونوں غلاموں کی مثال برابر
ہے تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں بلکہ اکثر نہیں
جانتے (۲۹) بے شک آپ پر بھی موت آنی
ہے اور بے شک یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں
(۳۰) پھر بے شک تم سب قیامت کے دن
اپنے رب کے سامنے جھگڑا کرو گے (۳۱)

تفسیر

اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے قرآن مقدس کے بارہ میں کئی کمالات کا ذکر فرمایا ہے پہلی
بات تو یہ ہے کہ یہ قرآن ہے یہ سب سے زیادہ پڑھی گئی کتاب ہے۔ تورات، انجیل صحائف میں کسی کو یہ
مقام حاصل نہیں، اس کی دوسری خوبی یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔ جس کا واضح
معنی یہ سمجھ آتا ہے کہ عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں یہ کتاب لکھی گئی تو اسے قرآن کریم نہیں کہا
جائے گا وہ ترجمہ تو ہو سکتا ہے اس کے بارہ میں وہ قواعد و ضوابط لاگو نہیں ہوں گے جو قرآن کریم کے بارہ میں

ہیں۔ ایک خوبی یہ فرمائی گئی کہ اس کے احکام مضامین ایک دوسرے کے متعارض نہیں۔ اس عنوان کو قرآن مقدس نے دوسرے مقام پر اس طرح فرمایا ہے ”ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا“ اگر یہ کتاب اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتی تو لوگ اس میں بہت اختلاف پاتے، اس کتاب کے احکام قواعد و ضوابط عقل و فطرت کے مطابق ہیں۔

آیہ مبارکہ میں کفار و مشرکین کو ایک مثال سے سمجھایا جا رہا ہے کہ بتاؤ ایک ایسا غلام ہے جس کا مالک صرف ایک ہی ہے ایک اور غلام ہے جس کے مالک کئی ہیں، ایک مالک والا غلام تو اُسی کے تابع ہے، فرمانبردار ہے کئی آقاؤں والا غلام تو مصیبت میں مبتلا ہے کس کی بات مانے، کس کا انکار کرے، کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے جس مالک کی بات نہیں مانے گا اس کا غضب برداشت کرنا ہوگا اس مثال سے واضح فرمایا گیا اگر کئی خدا ہوتے تو یہ نظام کائنات وجود میں نہ آتا، کسی کی مرضی کچھ ہوتی کسی کی کچھ تو مثال تو حید باری پر ہے کہ زمین و آسمان کا مالک ایک ہی ہے کئی نہیں جیسے مشرکین نے بنا رکھے ہیں کیا یہ دونوں غلام ایک جیسے ہو سکتے ہیں، ہرگز نہیں۔ تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اکثر لوگ عقل سے محروم ہیں۔

آیہ کریمہ کے آخر میں کفار و مشرکین کے اس پروپیگنڈا کا جواب دیا گیا اگر میرے محبوب کیلئے دنیا سے جانا ہے تو کیا تم نہیں مرو گے تم سب قیامت کے دن اللہ کے حضور آؤ گے۔ ”انک میت“ کے الفاظ سے بعض لوگوں نے حضور ﷺ کی موت پر بھی بے تکی باتیں شروع کر دیں۔ حقیقت یہ ہے جیسے حضور ﷺ کی حیات مبارکہ بے مثال ہے، لا جواب ہے ایسے ہی حضور کی موت بھی بے مثال ولا جواب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ”ایکم مثلی“ تم میں کون ہے جو میری مثل ہو؟ جیسے حضور کی حیات بے مثل ہے ایسے ہی موت بھی بے مثل ہے۔

اس ارشاد سے مقصد یہ ہے کہ سب لوگ فکر آخرت کی طرف متوجہ ہوں اور عمل آخرت میں لگ رہے ہیں انبیاء علیہم السلام کی موت ایک آن کیلئے ہوتی ہے پھر انہیں حیات عطا فرمائی جاتی ہے شہید کے بارہ میں

ارشاد ہوتا ہے ”بل احياء ولكن لا تشعرون“ شہداء زندہ ہیں مگر تمہیں شعور نہیں۔ نبی کا مقام شہید سے بہت آگے ہے لہذا اس کی حیات بھی شہید کی حیات سے بہت آگے ہے۔ موت کی ایک صورت یہ ہے کہ روح جسم سے الگ ہو جائے اور جسم میں تصرف چھوڑ دے یہ موت عام لوگوں کی ہے انبیاء کی موت یہ ہے روح جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے مگر جسم کی پرورش کرتی رہتی ہے اسی لئے ان کے جسم گلتے نہیں اور زائرین کو پہچانتے ہیں ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

حدیث شریف میں فرمایا اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ حضور ﷺ کی روح پاک نکلنے سے آپ کی تباہی بربادی پر تصور دینا صرف اور صرف جاہلانہ تصور ہے جسے حقیقت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ کہہ دیا جائے روح پاک نکلی ہے یہ روح ایک وقت تک سینہ مصطفیٰ ﷺ میں رہی ہے اب اس کے رکھنے کیلئے سینہ مصطفیٰ ﷺ سے بڑھ کر کوئی عزت والا مقام نہیں لہذا پھر جسم اطہر میں لوٹا دی گئی ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ بِعَدَدِ خَلْقِهِ